نذر

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

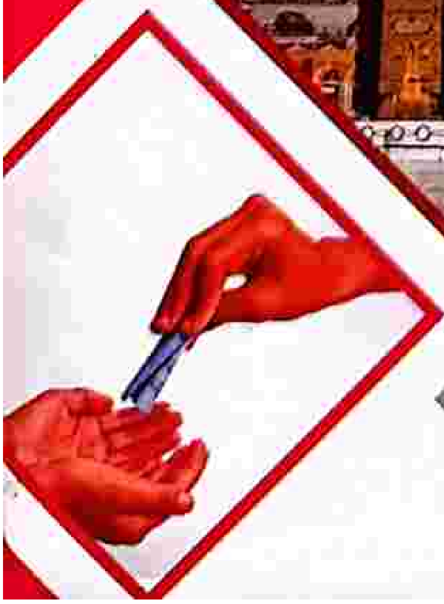
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

— • کامل • —

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
استاذ حدیث ودار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی







بیت العمار کراچی

CamScanner

نذر

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

جلد دوم

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

0333-3136872 | 0302-2205466

0333-3845224

نذر

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

جلد دوم

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

طبع اول:
سنہ ۱۴۴۳ھ - سنہ ۲۰۲۲ء

ای میل:
baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے

ناشر
بیت العمار کراچی
نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
0333-3136872 | 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

ع

غ

گ

ل

م

ن

ہ

ی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع

عالم بنانے کی نذر ماننا

''حافظ بنانے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عالم دین بنانے کی نذر

''بیٹے کو عالم دین بنانے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عالم کا نام رکھنے کی نذر

''پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عام چیزوں کی نذر غیر اللہ کے نام

''غیر اللہ کے نام پر عام چیز نذر کر کے دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عام نذر میں جانور کی تعیین

عام نذر میں جانور کی تعیین لغو ہے،(۱) لیکن معین جانور کو قربان کرنے کی نذر مانی تو وہ قربانی کے لئے متعین ہو جاتا ہے۔(۲)

---

(۱) إذا نذر أن يهدى شاة بعينها فأهدى مثلها أجزأه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳٦/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

المحيط البرهاني: (۳۵۷/۳)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن۔

كتاب الأصل: (۵۰۰/۲)، كتاب المناسك، باب النذر، ط: إدارة القرآن۔

(۲) وإن كان فقيراً فإن كان اشترى الأضحية أو أوجب على نفسه بالنذر وجب عليه أن يتصدق بذلك الذى أوجبه أو اشتراه؛ لأنها تعينت بالشراء بنية الأضحية أو بالنذر فلا يجزئه غيرها إلا إذا كان قدر قيمتها بخلاف الغنى، لأن الأضحية واجبة في ذمته فيجزئه التصدق بالشاة عنه أو بقيمتها ولا يجب عليه=

عبادت غیر مقصودہ

☆......عبادت غیر مقصودہ وہ عبادت ہے جو دوسری عبادت کے لئے شرط یا فرض یا واجب یا سنت ہو، خود اس کا نفلی طور پر ادا کرنا مشروع نہ ہو جیسے وضو، قبلہ کو سامنے لینا، تکبیر تحریمہ، بدن، جگہ اور کپڑے کا پاک ہونا نماز صحیح ہونے کے لئے شرائط ہیں، خود ان کا الگ کر کے نفلی طور پر ادا کرنا مشروع نہیں ہے، البتہ تکبیر نفلی طور پر ادا کرنا مشروع ہے۔(۱)

= اكثر من ذلك إلا إذا التزم التضحية بالنذر وعنى به غير الواجب في ذمته فحينئذ يجب عليه أن يتصدق بالمنذور كما بينا في حق الفقـ ـع الواجب الذي في ذمته. (تبيين الحقائق: (٦/ ٥)، كتاب الأضحية، ط: امداديه ملتان)

إذا أوجب شاة بعينها أو اشتراها ليضحي بها، فمضت ايام النحر، تصدق بها حيةً، ولا يأكل منها لانتقال الواجب من الإراقة إلى التصدق. (شامي: (٦/ ٣٢٧) كتاب الأضحية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٥/ ٦٨)، كتاب التضحية، فصل في كيفية الوجوب، ط: سعيد.

(١) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض... (وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (ووجد الشرط... لزم الناذر...) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه. (قوله: خرج الوضوء) لأنه وإن كان عبادة لكنه ليس بعبادة مقصودة لذاتها وإنما هو شرط لعبادة مقصودة وهي الصلاة، قوله: ولو نذر التسبيحات)... وفيه اشارة إلى أنه ليس من جنسها واجب ولا فرض. وفيه أن تكبير التشريق واجب على المفتي به وكذا تكبير الإحرام وتكبيرات العيدين فينبغي صحة النذر به بناء على أن المراد بالواجب هو المصطلح عليه. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٢/ ٣٣٨، ٣٣٩)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة)

الدر مع الرد: (٣/ ٧٣٨، ٧٣٥)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد.

(فلا يلزم الوضوء بنذره)... لكون الوضوء ليس مقصوداً لذاته، لأنه شرع شرطاً لغيره كحل الصلاة... (ولا عيادة المريض) إذ ليس من جنسها واجب... وفي ظاهر الرواية عيادة المريض وتشييع الجنازة وإن كان فيه معنى حق الله تعالى فالمقصود حق المريض والميت والناذر إنما يلتزم بنذره ما يكون مشروعاً حقا لله تعالى مقصوداً. (قوله: ولا عيادة المريض) وكذا لا يصح بتكفين الميت والصلاة عليها. (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ٦٩٣، ٦٩٤)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

المبسوط للسرخسي: (٣/ ١٢٩)، كتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة.

☆......جس عبادت میں کسی مخلوق کا حق ادا کرنا شامل ہو وہ عبادت مقصودہ نہیں، جیسے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ چلنا، جنازہ کی نماز، میت کو غسل دینا اور میت کو کفن دینا وغیرہ، یہ سب عبادات مقصودہ نہیں ہیں، بلکہ سب عبادت غیر مقصودہ ہیں۔ (۱)

☆......جس عبادت میں کسی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا عنصر شامل ہو وہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، جیسے مسجد، پل اور مسافر خانہ بنانا یہ عبادات مقصودہ نہیں، بلکہ عبادات غیر مقصودہ ہیں۔ (۲)

☆......وہ عبادت جس میں اپنی یا کسی اور کی حاجت روائی مقصود ہو جیسے دعا، میت کو ثواب پہنچانا، خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، یہ بھی عبادات غیر مقصودہ ہیں۔ (۳)

عبادت کے کاموں کی نذر ماننا

اگر کسی نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر حج یا عمرہ یا نماز یا روزہ یا صدقہ وغیرہ کوئی عبادت کا کام واجب ہے، پھر وہ کام کیا تو یہ چیز جو اپنے اوپر واجب کر لی ہے ادا کرنی واجب ہوگی، البتہ ان صورتوں میں قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔ (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً)

(۲) ومنها أن یکون قربة مقصودة، فلا یصح النذر بعیادة المرضی... والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وإن کانت قرباً، لأنها لیست بقرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

(۳) وفی القنیة: لایصح النذر بالتصدق علی الأغنیاء، ولا بدعاء معین، (فتاوی ابن نجیم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

جامع الرموز: (۳۵۱/۲)، کتاب الأیمان، ط: مظهر العجائب، کلکته۔

البحر الرائق: (۲۹۷/۴)، کتاب الأیمان، ط: سعید۔

ہوگا۔ (۱)

عبدالمطلب کی نذر

نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو جب زمزم کے کنویں کی نئے سرے سے تعمیر کرنے میں قریش کی جانب سے کچھ تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے دیدے اور وہ میری زندگی میں جوان ہوجائیں تو میں ان میں سے ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی نذر کے مطابق دس بیٹے دے دیئے تو عبدالمطلب اپنے دس جوان بیٹوں کو خانہ کعبہ کے قریب ایک کنواں تھا وہاں لے آئے، یہ وہ کنواں تھا جہاں لوگ اپنے ہدیہ کے جانور لے کر آتے تھے اور اس کے قریب ایک ''ھبل'' نامی بت بھی تھا، اور اس کے قریب ایک مجاور پجاری ہوتا تھا جس کے پاس سات قسم کے تیر تھے، جن میں مختلف قسم کی پرچیاں ہوا کرتی تھیں، جن میں سے بعض تیروں پر ''نعم'' (ہاں) اور بعض تیروں پر ''لا'' (نہ) لکھا ہوتا تھا، لوگ آکر ان کے پاس فال نکالا کرتے تھے، مثلاً اگر کسی کام کے بارے میں کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے تردد ہوتا تو اگر ''نعم'' والا تیر فال میں نکل آتا تو وہ کام کرتے اور اگر ''لا'' والا تیر فال میں نکل آتا تو وہ کام چھوڑ دیتے تھے، رواج کے اعتبار سے عبدالمطلب بھی قسمت آزمائی کے لئے ان کے پاس آئے اور اپنی نذر کا پورا واقعہ ان کو سنایا اور فال نکالنے کی درخواست

---

(۱) ولو جعل عليه حجة أو عمرة أو صوماً أو صلاة أو صدقة أو ما أشبه ذلك مما هو طاعة إن فعل كذا، ففعل لزمه ذلك الذي جعله على نفسه ولم تجب كفارة اليمين فيه في ظاهر الرواية عندنا۔ (الفتاوى الهندية: (۲/۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه)

المبسوط للسرخسي: (۸/۱۳۵)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

المحيط البرهاني: (۶/۳۵۱)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن۔

کی جبکہ ان کی خواہش یہ تھی کہ ان کے پیارے لاڈلے بیٹے عبداللہ نام کا قرعہ اور فال میں نہ نکلے، لیکن قدرت کا کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ قرعہ اور فال میں عبداللہ کا نام نکل آیا، تو عبدالمطلب نذر پوری کرنے کے لئے چھری لے کر اساف اور نائلہ نامی دو بتوں کے پاس لے گئے، لیکن قریش نے آپ کو اس طرح کرنے سے روکا، خاص طور پر عبداللہ کے ننہیال میں سے مغیرہ نامی ایک شخص نے کہا کہ ہم اس کے بدلے میں فدیہ دینے کے لئے تیار ہیں، مگر ان کو قربان ہونے نہیں دیں گے، پھر انہوں نے عبدالمطلب کو مشورہ دیا کہ آپ ان کو حجاز کے ماہرین کے پاس لے جائیں، وہ جس طرح مشورہ دیں آپ اسی طرح کریں تو حجاز کے ماہرین نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ عبداللہ اور دس اونٹوں کے نام قرعہ ڈالیں، اور جب تک اونٹوں کا نام نہ نکلے دس اونٹ بڑھاتے جائیں اور جب اونٹوں کے نام کا قرعہ نکل آئے تو گویا آپ کے رب عبداللہ کے بدلے اتنے اونٹوں کی قربانی پر راضی ہو گئے، جب مشورہ کے مطابق قرعہ اندازی کی تو نو مرتبہ عبداللہ کے نام قرعہ نکلنے کے بعد دسویں مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو سب بڑے خوش ہوئے لیکن عبدالمطلب نے مزید تاکید اور اطمینان کے لئے تین مرتبہ قرعہ ڈالا اور تینوں مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نکلنے کے بعد انہوں نے عبداللہ کے بدلے میں سو اونٹوں کی قربانی کر کے نذر پوری کی۔ (۱)

---

(۱) قال ابن اسحاق: و کان عبدالمطلب بن هاشم، فیما یزعمون واللہ اعلم۔ قد نذر حین لقی من قریش ما لقی عند حفر زمزم، لئن ولد له عشرة نفر، ثم بلغوا معه حتی یمنعوه، لینحرن أحدهم لله عند الکعبة، فلما توافی بنوه عشرة، وعرف أنهم سیمنعونه، جمعهم ثم أخبرهم بنذره، ودعاهم إلی الوفاء لله بذلک، فأطاعوه وقالوا: کیف نصنع؟ قال: لیأخذ کل رجل منکم قدحا ثم یکتب فیه اسمه، ثم ائتونی، ففعلوا، ثم أتوه، فدخل بهم علی هبل فی جوف الکعبة، وکان هبل علی بئر فی جوف الکعبة، وکانت تلک البئر هی التی فیها ما یهدی للکعبة، وکان عند هبل قداح سبعة، کل قدح منها فیه (کتاب، قدح فیه) "العقل" إذا اختلفوا فی العقل من یحمله منهم، ضربوا بالقداح السبعة، فإن خرج العقل فعلی من خرج حمله، وقدح فیه "نعم" للأمر إذا أرادوا یضرب به فی القداح، فإن خرج قدح "نعم" عملوا به، وقدح فیه "لا" =

= إذا أرادوا أمراً، ضربوا به في القداح، فإن خرج ذلك القدح لم يفعلوا ذلك للأمر... فقال عبدالمطلب بصاحب القداح: اضرب على بني هؤلاء بقداحهم هذه وأخبره بنذره الذي نذر، فأعطاه كل رجل منهم قدحه الذي فيه اسمه، وكان عبدالله بن عبدالمطلب أصغر بني أبيه... قال ابن اسحاق: وكان عبدالله، فيما يزعمون، أحب ولد عبدالمطلب إليه، فكان عبدالمطلب يرى أن السهم إذا أخطأه فقد أشوى، وهو أبو رسول الله صلى الله عليه وآله فلما أخذ صاحب القداح القداح ليضرب بها، قام عبدالمطلب عند هبل يدعو الله، ثم ضرب القداح، فخرج القدح على عبدالله، فأخذه عبدالمطلب بيده وأخذ الشفرة، ثم أقبل به إلى أساف ونائلة ليذبحه، فقامت إليه قريش من انديتها، فقالوا: ماذا تريد يا عبدالمطلب؟ قال: أذبحه، فقالت له قريش وبنوه: والله لاتذبحه أبداً حتى تعذر فيه، لئن فعلت هذا لايزال الرجل يأتي بابنه حتى يذبحه، فما بقاء الناس على هذا! وقال له المغيرة بن عبدالله ابن عمرو بن مخزوم بن يقظة، وكان عبدالله بن أخت القوم: والله لا تذبحه أبداً حتى تعذر فيه، فإن كان فداؤه بأموالنا فديناه، وقالت له قريش وبنوه: لاتفعل، وانطلق به إلى الحجاز، فإن به عرافة لها تابع، فسلها، ثم أنت على رأس أمرك إن أمرتك بذبحه ذبحته، وإن أمرتك بأمر لك وله فيه فرج قبلته. فانطلقوا حتى قدموا المدينة، فوجدوها فيما يزعمون، بخيبر، فركبوا حتى جاءوها، فسألوها، قص عليها عبدالمطلب خبره وخبر ابنه، وما أراد به ونذره، فقالت لهم: ارجعوا عني اليوم حتى تأتيني تابعي فأسأله، فرجعوا من عندها، فلما خرجوا عنها، قام عبدالمطلب يدعوا الله، ثم غدوا عليها، فقالت لهم: قد جاء الخبر، كم الدية فيكم؟ قالوا: عشر من الإبل وكانت كذلك، قالت: فارجعوا إلى بلادكم، ثم قربوا صاحبكم، وقربوا عشراً من الإبل، ثم اضربوا عليها وعليه بالقداح، فإن خرجت على صاحبكم فزيدوا من الإبل حتى يرضى ربكم وإن خرجت على الإبل فانحروها عنه، فقد رضى ربكم، ونجا صاحبكم، فخرجوا حتى قدموا مكة، فلما أجمعوا على ذلك من الأمر، قام عبدالمطلب يدعو الله، ثم قربوا عبدالله وعشراً من الإبل، وعبدالمطلب قائم عند هبل يدعو الله عز وجل، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت عشرين وقام عبدالله يدعوا الله عز وجل، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ثلاثين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل أربعين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل خمسين، وقام عبدالله يدعو الله ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ستين وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل فبلغت الإبل سبعين. وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على عبدالله فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل ثمانين، وقام عبدالمطلب يدعو الله ثم ضربوا، فخرج القدح على عبدالله، فزادوا عشراً من الإبل، فبلغت الإبل تسعين، وقام عبدالمطلب يدعو الله، ثم ضربوا فخرج القدح على الإبل، فقالت قريش ومن حضر: قد انتهى رضا ربك يا عبدالمطلب! فزعموا أن عبدالمطلب قال: =

عددی مہینہ

عددی مہینہ کا مطلب یہ ہے کہ مہینہ کا حساب دنوں کے لحاظ سے کیا جائے، یعنی ہر حال میں تیس دن پورے کئے جائیں۔ (۱)

عذرِ حیض

"حیض اور تسلسل" عنوان کے تحت دیکھیں۔

عشرۂ اخیرہ

"عشرۂ اخیرہ" ایک اصطلاح ہے، اگر رمضان المبارک کا مہینہ انتیس دنوں کا ہو تو "عشرۂ اخیرہ" میں نو دن شامل ہوں گے، دس دن ہونا ضروری نہیں ہے، اور اگر رمضان کا مہینہ تیس دنوں کا ہو تو عشرۂ اخیرہ میں دس دن شامل ہوں گے۔ غرض کہ

= لا واللہ حتی أضرب علیها ثلاث مرات، فضربوا علی عبد اللہ وعلی الإبل، وقام عبد المطلب یدعو اللہ، فخرج القدح علی الإبل، ثم عادوا الثالثة، وعبد المطلب قائم یدعو اللہ فضربوا، فخرج القدح علی الإبل، فنحرت، ثم ترکت لا یصد عنها إنسان ولا یمنع۔ (السیرة النبویة لابن هشام: (۱/ ۱۵۱، ۱۵۵)، ذکر نذر عبد المطلب ذبح ولده، ط: مطبعه مصطفی البابی الحلبی)

السیرة النبویة لابن اسحاق: (۱/ ۳۲)، نذر عبد المطلب، ط: دار الفکر، بیروت۔

البدایة والنهایة: (۲/ ۲۴۸)، ذکر شئ مما وقع من الحوادث فی زمن الفترة ذکر نذر عبد المطلب ذبح أحد ولده، ط: دار الفکر۔

(۱) ولو نذر شهراً لزمه کاملاً۔ (قوله: (لزمه کاملاً)... بالعدد لا هلالیاً والشهر المعین هلالی۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم وما لا یفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام، ط: سعید)

لو أوجب علی نفسه اعتکاف شهر بغیر عینه فنوی الأیام دون اللیالی أو قلبه لا یصح: لأن اسم الشهر اسم لعدد ثلاثین یوماً ولیلة، لیس باسم عام۔ (فتح القدیر: (۲/ ۳۱۵)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: رشیدیه)

حاشیة الشلبی علی التبیین: (۱/ ۳۵۳)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: امدادیه

''عشرۂ اخیرہ'' میں رمضان کے چاند کا اعتبار ہے، لفظ ''عشرۃ'' کا اعتبار نہیں۔ (۱)

عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کی نذر

☆......رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر ماننا درست ہے، اس سے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کرنا لازم ہو جائے گا، کیونکہ عشرۂ اخیرہ بھی نذر کے اعتکاف کا محل ہے، اور ایسے آدمی پر بیس رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر اعتکاف کے لئے بیٹھنا لازم ہوگا اور جب شوال کا چاند نظر آ جائے تو وہ اعتکاف سے نکل سکے گا، خواہ نو دن اعتکاف میں بیٹھا ہو یا دس دن، شوال کا چاند دیکھ کر نکلنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ويدخل الليلة الأولى فيدخل المسجد قبل الغروب من أول ليلة ويخرج منه بعد الغروب من آخر أيامه۔ (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: (ص: ۷۰۶)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمی)

ولو قال: لله علی أن اعتكف العشر الاخير من رمضان، دخلت لياليه حتى الليلة الأولى، ويجزئه وإن نقص الشهر، لأن هذا الأسم يقع على مابعد العشرين إلى آخر الشهر۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۲/ ۷۰۳)، الباب الثالث: الصيام والاعتكاف، الفصل الثانی: الاعتكاف، المطلب الثانی: مايوجبه النذر على المعتكف، ط: دار الفكر)

فالاعتكاف سنة بالإجماع ولايجب الا بالنذر... ومن أراد الإقتداء بالنبی ﷺ فی اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، فينبغی أن يدخل المسجد قبل غروب الشمس ليلة الحادی والعشرين منه كيلا يفوته شئی ويخرج بعد غروب الشمس ليلة العيد سواء تم الشهر أو نقص۔ (المجموع شرح المهذب: (۶/ ۵۰۱)، كتاب الصيام، باب الاعتكاف، ط: مكتبة الإرشاد)

من نذر اعتكاف العشر الاواخر من رمضان، فإنه يدخل معتكفه قبل غروب شمس يوم الحادی والعشرين من شهر رمضان، ويخرج منه بعد غروب شمس آخر يوم من رمضان، سواء كان الشهر تاماً أو ناقصاً، إلى هذا ذهب الحنفية والشافعية والمالكية فی المشهور۔ (الموسوعة الفقهية: (۴۰/ ۱۹۱)، حرف النون، نذر، نذر الاعتكاف ومايوجبه على الناذر، ط: وزارة الأوقاف والشئون الأسلامية الكويت)

(۲) ولو جعل لله على أن يعتكف يومين فإنه ينبغی له أن يدخل قبل غروب الشمس فيعتكف ليلة يومه والليلة المستقبلة والغد إلى أن تغيب الشمس وكذا لو جعل لله على نفسه أن يعتكف أياماً كثيرة أو قليلة دخل المسجد قبل غروب الشمس ثم اعتكف ليلته ويومه ذلك وما استقبل من الأيام والليالی حتى يستكمل العدد۔ (كتاب الأصل: (۲/ ۲۷۹)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: إدارة القرآن) =

☆......عشرہ اخیرہ ایک اصطلاح ہے، اگر رمضان المبارک کا مہینہ انتیس دنوں کا ہو تو ''عشرہ اخیرہ'' میں نو دن شامل ہوں گے، دس دن ہونا ضروری نہیں ہے، اور اگر رمضان کا مہینہ تیس دنوں کا ہو تو عشرۂ اخیرہ میں دس دن شامل ہوں گے۔ (۱)

☆...... ''عشرہ اخیرہ'' میں نذر کا اعتکاف کرنے سے نذر کا اعتکاف ادا ہو جائے گا لیکن عشرۂ اخیرہ کا سنت اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ (۲)

عشرۂ اخیرہ میں نذر کا اعتکاف کرنا

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نذر کا اعتکاف کرنے سے سنت اعتکاف

= فرع: في مذاهب العلماء فيمن نذر اعتكاف العشر الأواخر من رمضان أو غيره متى يدخل في اعتكافه، قد ذكرنا أن مذهبنا أنه يلزمه أن يدخل فيه ليلة الحادي والعشرين ويخرج عن نذره بانقضاء الشهر تم أو نقص وبه قال مالك والثوري وأبو حنيفة رحمه الله وأصحابه۔ (المجموع شرح المهذب: (٦/ ٥١٢)، كتاب الصيام، باب الاعتكاف، ط: مكتبة الإرشاد)

(ومن نذر اعتكاف عشر رمضان الأخير مثلاً فنقص) العشر (أجزأه) صيام تسعة من آخره عملاً بالعرف۔ (مطالب أولى النهى في شرح غاية المنتهى: (٢/ ٢٤٠)، كتاب الاعتكاف، فصل في النية وغيرها، ط: المكتب الإسلامي)

ولو قال: لله على أن اعتكف العشر الاخير من رمضان، دخلت لياليه حتى الليلة الأولى، ويجزئه وإن نقص الشهر، لأن هذا الأسم يقع على مابعد العشرين إلى آخر الشهر۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٢/ ٧٠٣)، الباب الثالث: الصيام والاعتكاف، الفصل الثاني: الاعتكاف، المطلب الثاني: مايوجبه النذر على المعتكف، ط: دار الفكر)

(١) انظر إلى الحاشية السابقة، رقم: ٢، على الصفحة السابقة۔ (ولو جعل لله على أن يعتكف)

(٢) والحق أنه ينقسم إلى ثلاثة أقسام: واجب: وهو المنذور، وسنة: وهو في العشر الأخير من رمضان، ومستحب: وهو في غيره من الأزمنة۔ (تبيين الحقائق: (١/ ٣٤٨)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: امدادیه ملتان)

وينقسم إلى واجب وهو المنذور تنجيزاً أو تعليقاً، وإلى سنة مؤكدة وهو في العشر الأخير من رمضان، وإلى مستحب وهو ما سواهما۔ (الفتاوى الهندية: (١/ ٢١١)، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٢/ ٥٢٣)، كتاب الصوم باب الاعتكاف، ط: رشيديه۔

ادا نہیں ہوگا، اس لئے اگر کسی مسجد میں کوئی شخص آخری عشرہ میں نذر کا اعتکاف کررہا ہے تو وہ مسنون اعتکاف کے لئے کافی نہیں ہوگا، مسنون اعتکاف کی ادائیگی کے لئے ایک دوسرے آدمی کو مسنون اعتکاف کی نیت سے بیٹھنا پڑے گا ورنہ تمام محلہ والے سنت اعتکاف کو ترک کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔ (۱)

عقیقہ کے گوشت سے نذر پوری کرنا

عقیقہ کے گوشت سے نذر پوری کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ اگر شریعت کی رو سے نذر منعقد ہو چکی ہے، تو اس صورت میں عقیقہ کے گوشت سے نذر پوری کرنا درست نہیں ہے۔

❷ اور اگر شریعت کی رو سے نذر منعقد ہی نہیں ہوئی، تو اس صورت میں عقیقہ کا گوشت استعمال کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

عقیقہ میں نذر کا بکرا ذبح کرنا

"نذر کا بکرا عقیقہ میں ذبح کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

عمر کے چالیس سال میں حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ "میں اپنی عمر کے چالیس سال میں حج کروں گا" اور اس سے پہلے انتقال ہوگیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں ہے، کیونکہ اس نے حج کی نذر کی نسبت ایک خاص عمر کی حد تک کی ہے، اس لئے اگر وہ وقت زندگی میں نہیں

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔ (والحق أنہ ینقسم إلی ثلاثۃ أقسام:)

(۲) وإذا دفع اللحم إلی فقیر بنیۃ الزکاۃ لایحسب عنھا فی ظاھر الروایۃ۔ (رد المحتار: (۳۲۸/۶)، کتاب الأضحیۃ، ط: سعید)

امداد الفتاوی: (۵۴۹/۲)، کتاب النذر، ط: دار العلوم۔

آ سکا تو حج بھی لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

عمر نذر کے جانور کی

نذر کے جانور کو صدقہ کا جانور کہا جاتا ہے، اور اس جانور میں قربانی کی شرائط کا ہونا لازم ہے لہٰذا گائے اور بھینس کی عمر دو سال مکمل ہو کر تیسرے سال میں داخل ہونا ضروری ہے اور بکرے، بھیڑ وغیرہ کا ایک سال مکمل ہو کر دوسرے سال میں داخل ہونا ضروری ہے اور اونٹ کی عمر پانچ سال مکمل ہو کر چھٹے سال میں داخل ہونا ضروری ہے تب جا کر اس جانور سے نذر کو پورا کرنا درست ہوگا۔ (۲)

ہاں اگر نذر کسی خاص متعین جانور کے متعلق ہو تو پھر عمر وغیرہ کی شرائط کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (۳)

---

(۱) لو قال: لله علی أن أحج، وذلک فی غیر أشهر الحج، فمات قبل أشهر الحج لزمته حجة، أما لو قال: علی أن أحج سنة عشرین، فمات قبلها لا یلزمه شئی للفرق بین الالتزام ابتداء وإضافة۔ (غنیة الناسک: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فی النذر الصریح، ط: إدارة القرآن)

مناسک لملا علی القاری: (ص: ۴۶۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن۔

فتح القدیر: (۸۹/۳)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیه۔

(۲) ولا یؤخذ فی الصدقة الا ما یجوز فی الاضحیة۔ بدائع الصنائع: (۳۲/۲)، کتاب الزکاة، فصل مقدار الواجب فی السوائم، ط: سعید۔

ولو اوجب علی نفسه بدنة... ولو اوجب جزوراً فعلیه الابل خاصة، ولا یجوز فیها الا ما یجوز فی الاضاحی وهی الثنی من الابل والبقر والجذع من الضأن اذا کان ضخما۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۵، ۸۶)، کتاب النذر، شروط النذر، ط: سعید)

ولو قال لله علی هدی یجب علیه ما یجزی فی الاضحیة من الضأن والمعز والابل أو البقر۔ (تفسیر مظهری: (سورة الحج: ۲۸)، (۳۰۲/۶) ط: حافظ کتب خانه کراچی)۔

(۳) من نذر وسمی فعلیه وفاؤہ بما سمی (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۲۴۱/۴)، کتاب النذر، واما حکم النذر، ط: رشیدیة۔

فإن کان اشتری الأضحیة أو أوجب علی نفسه بالنذر، وجب علیه أن یتصدق بذلک الذی أوجبه=

عمرہ پیدل کرنے کا حکم

''پیدل حج کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عمرہ کی نذر

عمرہ کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہو جاتی ہے، اور نذر پوری ہونے کے بعد عمرہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

واضح رہے کہ عمرہ اصل میں دو چیزوں کا نام ہے: ❶ احرام کی حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا۔ ❷ صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا، اور یہ دونوں کام حج کے لئے ضروری ہیں، چنانچہ طواف زیارت حج کا رکن ہے اور صفا، مروہ کی سعی واجب ہے، اس بناء پر عمرہ کے افعال کی جنس سے واجب موجود ہے، اس لئے عمرہ کی نذر صحیح ہے، مزید یہ کہ عمرہ کی نذر صحیح ہونے پر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع بھی ہے۔ (۱)

= أو اشتراه ؛لأنها تعينت بالشراء بنية الأضحية أو بالنذر ،فلا يجزئه غيرها ،إلا إذا كان قدر قيمتها بخلاف الغني. . . إلا إذا التزم التضحية بالنذر وعنى به غير الواجب في ذمته ،فحينئذ يجب عليه أن يتصدق بالمنذور كما بينا في حق الفقير۔ (تبيين الحقائق: (٥/٦)، كتاب الأضحية، ط: امداديه ملتان)

(۱) والنذر بالشئی إنما يصح إذا كان من جنسه واجب أو مشتملاً على الواجب، وهذا كذلك، لأن الاعتكاف يشتمل على الصوم، ومن جنس الصوم واجب وإن لم يكن من جنس اللبث واجب۔ (شامی: (۳/۷۳٦) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لا يفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۱/۳۴۸)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: امداديه ملتان۔

والنذر بالحج نوعان: صريح وكناية، فالصريح بأن يقول: لله علی حجة أو علی حجة أو عمرة فيلزمه۔ (البحر العميق: (۴/۲۲۰۳)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان)

الفتاوى الهندية: (۲/٦۵)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً۔ الفصل الثاني في الكفارة۔ ط: رشيديه۔

عمرہ کی نذر کرنا

عمرہ کی نذر کرنا درست ہے، اگرچہ عمرہ کی جنس سے واجب موجود نہیں لیکن عمرہ خود طواف پر مشتمل ہے جو کہ حج کے لئے واجب اور فرض ہے۔ (۱)

عورت کے لئے شوہر سے اجازت لینا اعتکاف کے لئے

''اعتکاف منذور کے لئے شوہر سے اجازت لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عیادت

مریض کی عیادت کی نذر درست نہیں، کیونکہ مریض کی عیادت مریض کا حق ہے، اس میں مریض کا حق ادا کرنا مقصد ہوتا ہے، اور یہ عبادت مقصودہ بھی نہیں ہے، اور اس کی جنس سے واجب بھی موجود نہیں ہے۔

واضح رہے کہ اگر والدین بیمار ہوں، عیادت کی ضرورت ہو تو ان کی عیادت اولاد پر واجب ہے لیکن یہ وجوب عارض کی وجہ سے ہے اور نذر منعقد ہونے کے لئے عارضی وجہ معتبر نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔ (والنذر بالشئی إنما یصح)

(۲) ولم یلزم الناذر مالیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض... لأنہ لیس من جنسہا فرض مقصود۔ (قولہ: کعیادۃ مریض الخ) ھذا یفید أن مرادھم بالفرض ھنا فرض العین دون مایشمل فرض الکفایۃ اھ، ح۔ أی فإن ھذہ فرض کفایۃ کما فی مقدمۃ أبی اللیث فافھم، وقدمنا عن البدائع خروج ھذہ المذکورات بقولہ: عبادۃ مقصودۃ علی أنہ یرد علیہ دخول المسجد للطواف، ولصلاۃ الجمعۃ إذا کان الإمام فیہ فإن الدخول حینئذ فرض لکنہ لیس مقصود لذاتہ وکذا عیادۃ الوالدین إذا احتاجا إلیہ لأن برھما فرض، وقدمنا أن المشروط کونہ عبادۃ مقصودۃ ھو المنذور۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۶)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

وفی ظاھر الروایۃ عیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ وإن کان فیہ معنی حق اللہ تعالیٰ فالمقصود حق المریض والمیت والناذر إنما یلتزم بنذرہ مایکون مشروعاً حقا للہ تعالیٰ مقصوداً) مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی: (ص: ۶۹۳، ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء بہ، ط: قدیمی)

المبسوط للسرخسی: (۳/ ۱۲۹)، کتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفۃ۔

عیب کی وجہ سے خریدار نے چیز واپس کردی

مثلاً کسی نے نذر مانی کہ ''اگر میں نے اپنی گاڑی فروخت کی تو اس کا ثمن (قیمت کی رقم) مسکینوں پر صدقہ ہے'' پھر اس نے گاڑی فروخت کردی، لیکن اس میں عیب کی وجہ سے خریدار نے اسے گاڑی واپس کردی تو صدقہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر واپسی باہم ایک دوسرے کی چیز پر قبضہ سے پہلے ہوئی ہے تو نذر کرنے والے پر کچھ بھی صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (یعنی نذر کرنے والے بائع نے گاڑی کی قیمت کی رقم پر قبضہ نہیں کیا، اور خریدار نے گاڑی پر قبضہ نہیں کیا اس دوران عیب کی وجہ سے واپسی ہوئی تو بائع پر کچھ بھی صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر باہم ایک دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنے کے بعد عیب کی وجہ سے واپسی ہوئی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قیمت کی رقم نقدی کرنسی اور روپیہ کی صورت میں ہے تو نذر ماننے والے بائع پر قیمت کی رقم کے برابر رقم صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔

اور اگر چیز کی قیمت سامان کی صورت میں تھی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر واپسی کا حکم قاضی نے دیا ہے تو صدقہ کرنا ضروری نہیں اور اگر فروخت کرنے والے نے خود واپس لی ہے تو طے شدہ قیمت کی رقم صدقہ کرنا ضروری ہے۔

اور اگر خریدار نے گاڑی پر قبضہ کیا تھا، بیچنے والے نے قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ عیب کی وجہ سے سودا کینسل ہوگیا تو اگر قاضی کے فیصلہ سے سودا کینسل ہوا تو بیچنے والے پر صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے قیمت خواہ نقدی ہو یا سامان، اور اگر قاضی کے فیصلے کے بغیر سودا کینسل ہوا تو طے شدہ قیمت کے برابر رقم صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔

اور اگر بیچنے والے نے طے شدہ قیمت پر قبضہ کرلیا تھا لیکن خریدار نے گاڑی پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ گاڑی بیچنے والے کے پاس ہلاک ہوگئی تو طے شدہ قیمت

اگر سامان کی صورت میں ہے تو سامان خریدار کو واپس کردے اور اس پر صدقہ لازم نہیں اور اگر طے شدہ قیمت نقدی کی صورت میں ہے تو قیمت کے برابر رقم صدقہ کردینا ضروری ہے۔ (۱)

عیدالاضحیٰ کو اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر کرنا

''عیدین میں اعتکاف کی نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عیدالفطر کو اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر کرنا

''عیدین میں اعتکاف کی نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عیدین میں اعتکاف کی نذر کرنا

عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر ماننا صحیح ہے، نذر منعقد ہوجاتی ہے، یہ دن اپنی ذات کے اعتبار سے اعتکاف کے محل ہیں لیکن نذر کے اعتکاف میں روزہ رکھنا لازم ہے، اور ان دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ ہے اس

---

(۱) وقال ابویوسف رحمہ اللہ فی رجل قال: "إن بعت عبدی هذا فثمنه فی المساکین" فباعه ووجد المشتری بالعبد عیباً وکان ذلک قبل أن یتقابضا فرده: فلیس علی البائع أن یتصدق به، ولو کانا تقابضا ثم رد العبد بذلک والثمن دراهم أو دنانیر: علیه أن یتصدق بمثله، فإن کان الثمن عرضاً فإن کان الرد بغیر حکم (ای بغیر قضاء القاضی) یتصدق بقیمته، وإن کان الرد بحکم: لم یتصدق بشئی، ولو کان المشتری قد قبض العبد إلا أنه لم یسلم الثمن حتی رد العبد بالعیب بقضاء فلیس علی البائع أن یتصدق بشئی من أی جنس کان الثمن، وإن کان رده بغیر قضاء: تصدق بمثله، ولو کان البائع قبض الثمن والثمن عرض ولم یسلم العبد إلی المشتری حتی هلک العبد فی یده: رد الثمن علی المشتری ولم یتصدق بشئی، وإن کان الثمن دراهم أو دنانیر: یتصدق بمثلها (الفتاوی التاتارخانیة: (۵/ ۳۸، ۳۹)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

المحیط البرهانی: (۶/ ۳۶۱)، کتاب الأیمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوی الهندیة: (۲/ ۶۷)، کتاب الأیمان، الفصل الثانی: فی الکفارة ط: رشیدیه۔

لئے نذر ماننے والے کو چاہئے کہ ان دنوں میں اعتکاف کے لئے نہ بیٹھے بلکہ بعد میں روزہ رکھ کر اعتکاف کی قضاء کر لے، تاہم اگر اس نے ان دنوں میں روزہ رکھ کر اعتکاف کر لیا تو نذر ادا ہو جائے گی، کیوں کہ وجوب اور ادا دونوں ناقص ہیں، البتہ ایسا کرنا گناہ ہے۔ (۱)

(۱) ولو نذر أن يعتكف يومي العيد وأيام التشريق فهو على الروايتين اللتين ذكرناهما في الصوم، على رواية محمد عن أبي حنيفة يصح نذره لكن يقال له: اقض في يوم آخر ويكفر اليمين إن كان أراد به اليمين وإن اعتكف فيها جاز وخرج عن عهدة النذر وكان مسيئاً ـ (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۲)، كتاب الأعتكاف فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

إذا نذر اعتكاف يوم العيد فإنه منعقد ويجب عليه قضاؤه في وقت آخر لأن الاعتكاف لا يصح إلا بالصوم، والصوم فيه حرام وكفر عن يمينه إن أراد يمينا لفوات البر وإن اعتكف فيه أجزأه وقد أساء كما في الصوم كذا في الفتاوى الوالو لجية وغيره (البحر الرائق: (۲/ ۳۰٦)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

الفتاوى الولو الجية: (۱/ ۲۴۴)، كتاب الصوم، الفصل الرابع: في الاعتكاف وصدقة الفطر، ط: دار الكتب العلمية۔

غ

غرباء میں گوشت تقسیم کرنے کی نیت کرنا

''نیت کرنا غرباء میں گوشت تقسیم کرنے کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غریب کا بھیک مانگ کر نذر پوری کرنا

''بھیک مانگ کر نذر پوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غسل میت کی نذر

میت کو غسل دینے کی نذر منعقد نہیں ہوتی کیوں کہ یہ پہلے سے فرض کفایہ ہے اور جو کام پہلے سے فرض عین یا فرض کفایہ ہو اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی۔ [1]

غصب کی نذر

''قتل کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غصہ کرنے کی نذر

''اگر کسی نے نذر مانی کہ میں فلاں پر یا دشمن پر غصہ کروں گا'' تو یہ نذر منعقد

---

(۱) قال صاحب البدائع: ولا یصح النذر بشئی من الواجبات سواء کان عیناً کالوتر وصدقة الفطر... أو علی سبیل الکفایة کتجهیز الموتی وغسلهم... لأن إیجاب الواجب لا یتصور۔ (البحر العمیق: (۴/ ۲۲۳۱)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان)

بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید۔

شامی: (۳/ ۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

قوله: ولا عیادة المریض) وکذا لا یصح بتکفین المیت، والصلاة علیه لأنهما من فروض الکفایة... وإنما لم یصح النذر بهما لأن الناذر ممن خوطب بهما۔ (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

نہیں ہوگی کیونکہ غصہ کرنا کوئی عبادت نہیں ہے، جب کہ نذر صحیح ہونے کے لئے منذور بہ کا عبادت مقصودہ ہونا ضروری ہے۔ (۱)

غصہ میں نذر ماننی

اگر کسی نے غصہ کی حالت میں نذر مانی ہے تو نذر منعقد ہو جائے گی جیسے کسی نے غصہ میں کہا کہ ”اگر میں نے فلاں سے بات کی تو میں اتنا صدقہ کروں گا“ تو فلاں سے بات کرنے کی صورت میں اتنا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

غلام کی نذر

اگر غلام نے نذر مان لی تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ نذر منعقد ہونے

(۱) عن عمران بن الحصين انّ رسول الله ﷺ قال: لا نذر في غضب و كفارته كفارة يمين۔ (شرح معاني الآثار: (۲/ ۷۴)، كتاب الأيمان والنذور، باب الرجل يوجب على نفسه المشي إلى بيت الله، ط: رحمانية)

مسند امام اعظم: (۱۵۴/۲)، كتاب الأيمان، ط: رحمانيه۔

سنن النسائي: (۱۴۹/۲)، كتاب الأيمان والنذور، كفارة النذر، ط: قديمي۔

قال في البدائع (ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء... وإن كان قرباً؛ لأنها غير مقصودة (۔البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذور، فصل وأما شرائط الركن فأنواع۔ ط: سعيد۔

(۲) (ولو نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب... ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر) (قوله: ومن نذر نذراً مطلقاً) أي غير معلق بشرط مثل لله على صوم سنة فتح، وأفاد أنه يلزمه ولو لم يقصده كما لو أراد أن يقول كلاماً فجرى على لسانه النذر لأن هزل النذر كالجد كالطلاق كما في صيام الفتح۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۱/۲)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه۔

حاشيه الشبلي على التبيين: (۳۴۵/۱)، كتاب الصوم، فصل فيمن نذر صوم يوم النحر الخ، ط: امداديه ملتان۔

کے لئے نذر ماننے والے کا آزاد ہونا ضروری نہیں۔ (۱)

غنی کو شامل کرنا نذر میں

''اغنیاء اور فقراء کو شامل کرنا نذر میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غنی کو نذر کی رقم دینا

''نذر کی رقم غیر مستحق زکوۃ کو دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غیر ارادی نذر

☆......اگر کسی کا نذر ماننے کا ارادہ نہیں تھا، کوئی اور بات کہنا چاہتا تھا، لیکن اس کی زبان سے نذر کے الفاظ نکل گئے تو بھی نذر منعقد ہو جائے گی، اس کا پورا کرنا ضروری ہوگا، شریعت میں کچھ معاملات ایسے ہیں کہ اگر وہ ارادہ اور قصد کے بغیر زبان سے نکل جائیں تو بھی ان کا شرعی حکم لاگو ہو جاتا ہے جیسے طلاق، نکاح اور غلام آزاد کرنا وغیرہ۔

☆......اگر کسی نے دل میں ایک دن روزہ رکھنے کی نیت کی تھی لیکن نذر کے الفاظ بولتے وقت زبان سے ایک دن کے بجائے ایک مہینہ یا ایک سال نکل گیا تو اس پر زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے مطابق ایک مہینہ یا ایک سال کا روزہ لازم ہوگا۔ (۲)

(۱) وأما حرية الناذر فليست من شرائط الصحة، فيصح نذر المملوك۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

البحر العميق: (۲۲۰۱/۴)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

فتاوى ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامس والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

(۲) وافاد انه يلزمه ولو لم يقصده كما لو اراد ان يقول كلاماً فجرى على لسانه النذر؛ لان هزل النذر كالجد كالطلاق كما في صيام الفتح۔ (ردالمحتار: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۱/۲)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه العبد على نفسه، ط: رشيديه۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۳۴۵/۱)، كتاب الصوم، فصل فيمن نذر الصوم يوم النحر الخ، ط: امداديه ملتان۔

غیر اللہ کی نذر فسق کب ہوتی ہے

☆......غیر اللہ کی نذر سے غیر اللہ کی محض تعظیم وتکریم ہو، اس کو نفع ونقصان میں تصرف کرنے والا اور بگڑی بنانے والا نہ سمجھتا ہو، تو بھی یہ ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنا فسق ہے اور ایسا کرنے والا فاسق و فاجر ہے البتہ کافر، مشرک اور مرتد نہیں، واضح رہے کہ شرعی عبادت اگر کسی کی تعظیم وتکریم کے طور پر کی جائے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے، لیکن اسے کفر اور شرک نہیں کہا جائے گا۔ (۱)

☆......غیر اللہ کی نذر میں ابہام واجمال ہو، یعنی نذر کرنے والا غیر اللہ کو متصرف اور بگڑی بنانے والا سمجھ رہا ہے یا نہیں مبہم ہے واضح نہیں ہے، اور عبادت، قربت اور تعظیم وتکریم کی نیت بھی نہ ہو جیسا کہ بہت سے جاہل مسلمان غیر اللہ کے نام کی نذر مان لیا کرتے ہیں اور انہیں حقیقت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا، پوچھنے پر بھی کچھ وضاحت نہیں کر سکتے تو یہ بھی گناہ اور فسق اور فجور ہے لیکن کفر وشرک اور ارتداد نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز ؛لأنه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام... الخ، ط: سعید)

🗁 والتواضع لغیر الله حرام کذا فی الملتقط۔ من سجد للسلطان علی وجه التحیه أو قبل الأرض بین یدیه لا یکفر ولکن یأثم لارتکابه الکبیرة هو المختار۔ (الفتاوی الهندیة: (۵/ ۳۶۸)، کتاب الکراهیة، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوک والتواضع لهم... الخ، ط: رشیدیه)

🗁 وکذا ما یفعلونه من تقبیل الأرض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان لأنه یشبه عبادة الوثن۔ وهل یکفر؟ إن علی وجه العبادة والتعظیم کفر وإن علی وجه التحیة لا، وصار آثماً مرتکباً للکبیرة ،وفی الملتقط التواضع لغیر الله حرام۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۸۳)، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، ط: سعید)

(۲) وقد ذکروا أن المسئلة المتعلقة بالکفر إذا کان لها تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال واحد=

غیر اللہ کی نذر کا جانور

☆......بعض لوگ اللہ کے علاوہ بزرگوں، پیروں، فقیروں کے نام پر ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بکرے، گائے، اونٹ، بھینس اور مرغ وغیرہ ذبح کرتے ہیں، لیکن جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ ہی کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں، یہ جانور بھی حرام اور مردار ہے، کیونکہ جب جانور کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام مختص کر کے ذبح کرتے ہیں تو اس پر بسم اللہ پڑھنے سے وہ حلال نہیں ہوتا جیسے سور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوتا۔(۱)

غیر اللہ کی نذر کفر کب ہوتی ہے

☆......غیر اللہ یعنی کسی ولی، بزرگ اور پیر کو نفع و نقصان کے معاملے میں تصرف کرنے والا، کام بنانے والا اور بگڑی بنانے والا سمجھ کر نذر کرنا کفر اور شرک ہے، ایسے عقیدہ کے ساتھ نذر کرنے والا کافر، مشرک اور مرتد ہوجاتا ہے، ایسے آدمی

= فی نفیه، فالأولیٰ للمفتی والقاضی أن یعمل بالاحتمال النافی، لأن الخطأ فی ابقاء الف کافر أهون من الخطأ فی افناء مسلم واحد۔ (شرح فقه الاکبر: (ص: ۱۶۲)، بحث التوبة۔ ط: قدیمی)

وفی الدرر وغیرها: إذا کان فی المسألة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه، فعلی المفتی المیل لما یمنعه، ثم لو نیته ذلک فمسلم وإلا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه۔ (الدر مع الرد: (۴/۲۳۰)، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب فی حکم من شتم دین مسلم، ط: سعید)

الفتاوی الهندیة: (۲/۲۸۳)، کتاب الیسر، الباب العاشر فی البغاة، ط: رشیدیه۔

(۱) (ذبح لقدوم الأمیر) ونحوه کواحد من العظماء (یحرم) لأنه أهل به لغیر الله (ولو) وصلیة (ذکر اسم الله تعالیٰ) (قوله: لأنه أهل به لغیر الله) الاهلال رفع الصوت بالذکر۔ وهی میتة ولو ذکر الله تعالیٰ خالصاً، فالأولی أن یقول لأنه عظم به غیر الله تعالیٰ۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۴/۱۵۸)، کتاب الذبائح، ط: دار المعرفة)

ولو ذبح لأجل قدوم الأمیر أو قدوم واحد من العظماء وذکر اسم الله یحرم اکله، لأنه ذبحها لأجله تعظیماً له۔ (البحر الرائق: (۸/۱۶۸)، کتاب الذبائح، ط: سعید)

الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۶/۳۰۲)، کتاب الذبائح، ط: رشیدیه۔

پر تجدید ایمان کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔

☆......عبادت کی نیت سے اور تقرب کے طور پر غیر اللہ کی نذر کرنا کفر اور شرک ہے، ایسا نذر کرنے والا کافر، مشرک اور مرتد ہوجاتا ہے، ایسے آدمی پر تجدید ایمان کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ (۱)

غیر اللہ کی نذر کیا ہے؟

غیر اللہ کی نذر یہ ہے کہ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر شکرانے کے طور پر یا سبب کے بغیر غیر اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کچھ دے دیا جائے مثلاً کسی نے کہا کہ "اگر میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں فلاں بزرگ یا پیر کے نام پر بکرا ذبح کروں گا، یا کھانا دوں گا" یا بیمار تھا یوں کہا کہ "اگر میں تندرست ہوا تو فلاں ولی کے نام ایک ہزار روپے

(۱) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلى ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز، لأنه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق... ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف في الأمور دون الله تعالیٰ، واعتقاد ذلک کفر۔(الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام، ط:سعید)

البحر الرائق:(۲/ ۲۹۸)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل عقد:لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی:(ص:۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به۔ ط:قدیمی۔

مایکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح... ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔ (قوله: (والتوبة) أی تجدید الإسلام۔ (الدر مع الرد:(۴/ ۲۴۷، ۲۴۶)، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب جملة من لا یقتل إذا ارتد، ط:سعید)

الفتاوی الهندیة: (۲/ ۲۸۳)، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، قبیل الباب العاشر فی العبادة، ط:رشیدیه۔

الفتاوی التاتارخانیة:(۵/ ۳۱۴)، کتاب احکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر۔۔۔ الخ، ط:قدیمی۔

دوں گا" یا وہ کسی بلاء و مصیبت میں پھنسا ہوا تھا اور یوں کہا کہ "اگر مجھ سے فلاں بلاٹل جائے تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام بکرا دوں گا" یا وہ امتحان دے رہا تھا تو یوں کہا کہ "اگر میں امتحان میں کامیاب ہوا تو شکرانے کے طور پر کسی مزار کے نام کوئی چیز دے دوں گا" وغیرہ یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔(۱)

غیر اللہ کی نذر کے طور پر کتاب دی

اگر کسی نے قرآن مجید یا کوئی کتاب غیر اللہ کی نذر کے طور پر دی تو اس کی خرید و فروخت، مطالعہ، درس و تدریس وغیرہ کسی قسم کا استفادہ کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ بھی "وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ" میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس پر امت کا اجماع ہے، ہاں اگر نذر ماننے والا اس قسم کے شرکیہ عقیدہ سے توبہ کرلے تو ان چیزوں سے استفادہ کرنا جائز ہوگا۔(۲)

---

(۱) أما النذر الذى ينذره أكثر العوام على ماهو المشاهد كأن يكون للإنسان غائب أو مريض أوله حاجة ضرورية، فيأتى بعض الصلحاء، فيجعل ستره على رأسه، فيقول: يا سيدى فلان! إن ردغائبى أو عوفى مريضى أو قضيت حاجتى، فلك من الذهب ومن الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الماء، أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا، فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها: أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق، ومنها أن المنذور له ميت والميت لا يملك، ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف فى الأمور دون الله تعالى، واعتقاد ذلك كفر۔ (البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للأموات من اكثر العوام... الخ، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى۔

(۲) أما النذر الذى ينذره أكثر العوام على ماهو المشاهد كان يكون لإنسان غائب او مريض أو له حاجة ضرورية، فيأتى بعض الصلحاى، فيجعل ستره على رأسه، فيقول: يا سيدى فلان! إن رد غائبى أو عوفى مريضى أو قضيت حاجتى، فلك من الذهب ومن الفضة كذا، او من الطعام كذا، أو من الماى، أو من الشمع كذا، او من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالإجماع... ولا يجوز لخادم الشيخ اخذه ولا أكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه إلا ان يكون فقيرا أوله عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون فيأخذونه =

غیر اللہ کے نام پر عام چیز نذر کر کے دینا

اگر کوئی عام چیز غیر اللہ کے نام پر نذر کر کے دی جائے تو وہ چیزیں بھی حرام ہوجاتی ہیں، مثلاً کسی دربار یا مزار کے لئے غیر اللہ کے نام پر سیمنٹ، سریا، تیل، موم بتی، خوشبو، بجری، چادر، غلاف، قالین اور روپیہ وغیرہ دے دیئے جائیں تو وہ چیزیں بھی حرام ہوجاتی ہیں اور ان چیزوں کا استعمال کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہوتا، البتہ اگر نذر ماننے والا اپنے فاسد عقیدہ اور غلط عمل سے توبہ کرلیتا ہے تو یہ چیزیں اس کے حق میں حلال ہوجاتی ہیں، وہ لے کر خود بھی استعمال کرسکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرے لوگ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ (۱)

= على سبيل الصدقة المبتدأة فأخذه ايضاً مكروه مالم يقصد به الناذر التقرب إلى الله تعالى وصرفه إلى الفقراء ويقطع النظر عن نذر الشيخ فإذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقرباً إليهم فحرام بإجماع المسلمين مالم يقصدوا بصرفها للفقراء الاحياء قولاً واحداً۔اهـ (البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

🗀 الدر مع الرد: (۲/۴۳۹)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للأموات من أكثر العوام... الخ، ط: سعيد۔

🗀 حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۱/۴۷۱)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم وما لايفسده، فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة۔

(۱) أما النذر الذى ينذره أكثر العوام على ماهو المشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض أو له حاجة ضرورية، فيأتي بعض الصلحاء، فيجعل ستره على رأسه، فيقول: يا سيدى فلان! إن رد غائبى أو عوفى مريضى أو قضيت حاجتى، فلك من الذهب ومن الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الماء، أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالإجماع... ولا يجوز لخادم الشيخ أخذه ولا أكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه إلا أن يكون فقيراً أو له عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون فيأخذونه على سبيل الصدقة المبتدأة فأخذه ايضاً مكروه مالم يقصد به الناذر التقرب إلى الله تعالى وصرفه إلى الفقراء ويقطع النظر عن نذر الشيخ فإذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقرباً إليهم فحرام بإجماع المسلمين مالم يقصدوا بصرفها للفقراء الاحياء قولاً واحداً۔اهـ (البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده=

غیر اللہ کے نام جانور چھوڑنا

غیر اللہ کے نام جانور چھوڑنے کا عمل ناجائز اور حرام ہے، بتوں کے نام نذو نیاز کا یہ طریقہ مشرکین کی ایجاد ہے، لیکن وہ جانور حرام نہیں ہے، مگر شرعی اصول کے مطابق ایسا جانور اپنے مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتا، اگر چہ وہ اپنے غلط عقیدہ سے یہ سمجھتا ہو کہ میری ملک سے نکل کر غیر اللہ کے لئے وقف ہو گیا ہے، واضح رہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے، اور وہ جانور بدستور اسی کی ملک میں ہے وہ اسے خود استعمال کرسکتا ہے، اس کا گوشت کھا سکتا ہے، آگے کسی کو فروخت کرسکتا ہے، اور خریدار کے لئے اس کا استعمال درست ہے۔

موجودہ زمانہ میں ہندو کثرت سے اپنے دیوتاؤں کے نام بکرے، گائے

=فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۴۳۹/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام... الخ، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۷۱/۱)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة۔

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه أو وكالة منه۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹۶، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية، ط: مكتبه فاروقيه)

الدر مع الرد: (۲۰۰/۶)، كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد۔

يستدل بالآية على نظير ذلك، وهو مايلقى في الانهار والطريق وقرب الأشجار من طرح البيض والفراريج ونحو ذلك، فلايجوز فعله، ولايزول ملك المالك، (تفسير القاسمي: (۲۷۵/۴)، سورة المائدة: ۱۰۳)، ط: دار الكتب العلمية)

وحاصل مافي شرحها عن الخانية وغيرها أن الثمار إذا كانت ساقطة تحت الأشجار، فلو في المصر، لايأخذ شيئاً مالم يعلم أن صاحبها أباح ذلك نصاً أو دلالة، لأنه لايكون مباحاً عادة۔ (شامي: (۲۸۴/۴)، كتاب اللقطة، مطلب فيمن وجد حطباً... الخ، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۹۰/۲)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

وغیرہ کو اپنے خیال کے مطابق وقف کر کے چھوڑ دیتے ہیں اور مندروں کے پجاریوں اور جوگیوں کو اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ جو چاہیں کریں، اگر یہ پجاری اور جوگی ایسے جانوروں کو مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر دیں، تو مسلمانوں کے لئے ذبح کر کے کھانا اور استعمال میں لانا جائز اور حلال ہے۔ (۱)

غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنا

اگر کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کیا جائے، اور ذبح کے وقت اسی غیر اللہ کا نام لیا جائے تو ایسا جانور حرام اور مردار ہے، اور اس کے حرام ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے اس کے کسی بھی جزء سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اسے کھانا، دوسروں کو کھلانا، فروخت کرنا اور پیسے وصول کرنا سب ناجائز اور حرام ہے، اس میں اور سور کے گوشت میں کوئی فرق نہیں ہے، چونکہ اس جانور کو ذبح کرتے ہی وہ حرام ہو گیا ہے اس لئے نذر ماننے والا اگر اس گناہ سے توبہ کر لے گا تب بھی وہ جانور حلال نہیں ہوگا قرآن مجید میں ایسے جانور کے حرام ہونے کے بارے میں چار جگہوں

(۱) ماجعل الله من بحيرة ولاسائبة ولا وصيلة ولاحام ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب وأكثرهم لايعقلون۔ (سورة المائدة:۱۰۳)۔

ومنها (أى من أقسام الشرك): أنهم كانوا يسيبون السوائب والبحائر تقرباً إلى شركائهم، فقال الله تعالى: ماجعل الله من بحيرة ولاسائبة، الآية، (حجة الله البالغة: (۱/۱۲۲)، المبحث السادس: مبحث البر والإثم، باب أقسام الشرك، ط: دار الجيل)

وفى الصيد أنه لايملكه إذا لم يبحه، وكذا فى الدابة إذا سيبها كما بسطه الشرنبلالى۔ (شامى: (۶/۴۷۷)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

وإن كان مرسلاً فهو مال الغير، فلايجوز تناوله إلا بإذن صاحبه زيلعى۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۷۶)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

القى شيئاً وقال: من أخذه فهو له، فمن سمعه أو بلغه ذلك القول أن يأخذه... لأنه أخذه على وجه الهبة وقد تمت بالقبض۔ (شامى: (۴/۲۸۵)، كتاب اللقطة، مطلب ألقى شيئاً وقال من أخذه فهو له، ط: سعيد)

پر ذکر ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. (سورة البقرة، رقم الاية:١٧٣)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ. (سورة المائدة، رقم الاية:٣)

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ. (سورة الانعام، رقم الاية:١٤٥)

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ.

(سورة النحل، رقم الاية:١١٥)

غیر اللہ کے نام چھوڑے ہوئے جانور

اگر کسی نے کوئی حلال جانور غیر اللہ کے نام چھوڑا، اور اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنے کی نیت کی، تو اب یہ جانور مستقل طور پر نذر کا ہو گیا، ایسا جانور قربانی یا کسی اور صدقہ واجبہ (نذر ونیاز) کی تکمیل میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ ایسا جانور فقراء کا حق بن جاتا ہے لہٰذا ایسے جانور کو ذبح کر کے فقراء کو کھلا دینا ضروری ہے۔[1]

(١) ولیوفوا نذورھم۔ (الحج ۲۹)

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ واللہ علیم حکیم۔ (التوبة ٦٠) =

غیر اللہ کے نام کی چیز

اگر کھانے پینے کی کوئی چیز غیر اللہ کے نام نذر کی جائے جیسے مٹھائی، حلوہ، پھل، کھانا وغیرہ، یہ چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں، ان کا کھانا اور استعمال کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہوتا، البتہ اگر نذر ماننے والا اپنے فاسد عقیدہ اور غلط عمل سے توبہ کر لیتا ہے تو یہ چیزیں اس کے حق میں حلال ہو جاتی ہیں، وہ لے کر خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور دوسرے لوگ اس کی اجازت سے لے کر استعمال کر سکتے ہیں۔ (۱)

غیر اللہ کے نام کی نذر

غیر اللہ کے نام کی نذر ماننے سے نذر منعقد نہیں ہوتی۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے چار باتیں بیان فرمائیں ہیں: سائل نے کہا وہ کیا ہیں؟ اے امیر المؤمنین! تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت بھیجے جس نے اپنے والد پر لعنت بھیجی، اور اللہ اس پر لعنت بھیجے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرتا ہے، اور

= فی أضحية البدائع: لو نذر أن يضحى شاة، وذلک فی أيام النحر، وهو موسر فعليه أن يضحى بشاتين عندنا۔ شاة للنذر وشاة بإيجاب الشرع ابتداء إلا إذا عنى به الإخبار عن الواجب عليه، فلا يلزمه إلا واحدة، ولو قبل أيام النحر لزمه شاتان بلا خلاف۔ (شامی: (۳/۷۳۷)، کتاب الأيمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۵/۶۳)، کتاب التضحية، ط: سعيد۔

مصرف الزكاة والعشر هو فقير (وهو من له ادنى شئی) ای دون نصاب (الدر المختار) وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات الواجبة۔ (شامی: (۲/۳۳۹)، کتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، کتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی۔

(۱) "غیر اللہ کے نام پر عام چیز نذر کر کے دینا" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

اللہ کی ایسے شخص پر بھی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیتا ہے، اور اللہ کی اس پر بھی لعنت ہو جو (دوسرے کی) زمین کی حدود کو مٹا کر اپنی زمین میں شامل کر دیتا ہے۔[۱]

اس کے تحت امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے جیسے کوئی شخص بت یا صلیب کے لئے یا موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کے لئے یا کعبہ وغیرہ کے لئے ذبح کرے تو یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔[۲]

غیر اللہ کے نام نیاز دینا

اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کے نام کی جو نیاز دی جاتی ہے، اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ خیرات کیا جائے، اس کا ثواب بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو تو یہ صورت جائز ہے،[۳] اور اگر محض اس بزرگ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نیاز دی جائے

(۱) انه قد حدثنی بکلمات اربع، قال: فقال ما هن یا امیر المؤمنین؟ قال قال: لعن الله من لعن والده، ولعن الله من ذبح لغیر الله، ولعن الله من آوی محدثا، ولعن الله من غیر منار الارض۔ (مسلم: (۱۶۰/۲)، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر الله تعالیٰ ولعن فاعله، ط: قدیمی)

سنن النسائی: (۲۰۷/۲)، کتاب الضحایا، من ذبح لغیر الله عز وجل، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۳۵۷)، کتاب الصید والذبائح، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۲) فالمراد به ان یذبح باسم غیر الله تعالیٰ کمن ذبح للصنم او الصلیب او لموسیٰ او لعیسیٰ صلی الله علیهما أو للکعبة ونحو ذلک فکل هذا حرام۔ (شرح النووی علی المسلم: (۱۶۰/۲)، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر الله تعالیٰ ولعن فاعله، ط: قدیمی)

نیل الأوطار: (۱۵۸/۸)، أبواب الصید، باب الذبح ومایجب له ومایستحب، ط: دار الحدیث، مصر۔

(۳) صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلاةً أو صوماً أو صدقةً أو غیرها، کذا فی الهدایة۔ (شامی: (۲۴۳/۲)، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت واهداء ثوابها له، ط: سعید)

الهدایة: (۲۹۶/۱)، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ط: رحمانیة۔

الفتاوی الهندیة: (۲۵۷/۱)، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ط: رشیدیه۔

تا کہ وہ خوش ہو کر ہمارے کام بنائے تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔ (۱)

غیر لازم کو اپنے اوپر لازم کرنا

نذر منعقد ہونے کے لئے ایک جانب تو یہ شرط ہے کہ اس کی جنس میں سے فرض یا واجب موجود ہو، دوسری جانب نذر کا معنی یہ ہے کہ ”غیر لازم کو اپنے اوپر لازم کرنا“ ان دونوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نذر ان فرائض وواجبات مقصودہ کی جنس سے درست ہے جن کو نفلی طور پر ادا کرنا شرعاً جائز ہے جیسے نماز، روزہ فرض ہیں اور ان کو نفل کے طور پر ادا کرنا بھی شریعت کی رو سے جائز ہے، اس لئے نماز، روزہ کی نذر درست ہے، اور نذر صرف نفل نماز اور نفل روزے کی ہوگی، فرائض اور واجبات کی نذر نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے فرض نماز یا فرض روزہ کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، جیسے کوئی ظہر کی فرض نماز ادا کرنے کی نذر مانے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کسی نے وتر کی نماز کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ وتر کی نماز اگرچہ واجب ہے لیکن اس کو نفلی طور پر پڑھنا شرعاً ثابت نہیں۔ (۲)

---

(۱) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیھم فھو بالإجماع باطل وحرام۔ (قولہ: باطل وحرام) لوجوہ: منھا أنہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز: لأنہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق، ومنھا أن المنذور لہ میت والمیت لایملک، ومنھا أنہ إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون اللہ تعالیٰ، واعتقاد ذلک کفر۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسدہ، فصل عقد: لبیان مایوجبہ العبد علی نفسہ، ط: سعید۔

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء بہ، ط: قدیمی۔

(۲) وصرح فی النھایۃ بأن النذر لایصح إلا بشروط ثلاثۃ فی الأصل إلا إذا قام الدلیل علی خلافہ، إحداھا: أن یکون الواجب من جنسہ شرعاً، والثانی: أن یکون مقصوداً لا وسیلۃ، والثالث: أن لایکون واجباً علیہ فی الحال أو فی ثانی الحال، فلذا لایصح النذر بصلاۃ الظھر وغیرھا من المفروضات لانعدام الشرط =

غیر معین اور معین جانور میں فرق

"معین جانور ذبح کرنے کی نذر کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= الثالث۔اھ۔ (البحر الرائق: (۲/ ۲۹۳)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسدہ، فصل عقد: لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط: سعید)

و الثالث: أن يكون ليس واجباً قبل نذره بإيجاب الله تعالىٰ كالصلوات الخمس والوتر. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء، ط: قدیمی)

ومنها أن لايكون مفروضاً ولا واجباً، فلايصح النذر بشيء من الفرائض سواء كان فرض عين كالصلوات الخمس... ولا بشيء من الواجبات سواء كان عيناً كالوتر۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعید)

ف

فرض حج کے ساتھ نفلی حج ادا نہیں ہوتا

''نفلی حج کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فرض حج کے ضمن میں نذر کا حج ادا نہیں ہوتا

''نذر کا حج فرض حج کے ساتھ ادا نہیں ہوتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فرض حج نفلی طور پر ادا کرے گا

''حجۃ الاسلام نفلی طور پر ادا کرے گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فرض نماز کی نذر

فرض نمازوں کی نذر صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ نمازیں بندے پر پہلے سے فرض ہیں اور جو کام پہلے سے فرض ہو اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی، مثلاً کسی نے ظہر کی نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ ظہر کی نماز پہلے ہی سے اس پر فرض ہے۔[1]

فرق نہیں نذر اور قربانی میں

''نذر اور قربانی میں فرق نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فسق کب ہوتی ہے غیر اللہ کی نذر

''غیر اللہ کی نذر فسق کب ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فعل غیر پر نذر منعقد نہیں ہوتی

''اپنے فعل کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ''غیر لازم کو اپنے اوپر لازم کرنا'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

فقراء کا تعیین صدقہ میں

صدقہ کی نذر میں فقیر، مکان، زمان اور منذور بہ کی تعیین کا اعتبار نہیں، ان چیزوں کی تعیین خواہ وہ نام لے کر کرے یا اشارہ سے یا کسی اور طریقہ سے، بہر صورت تعین کا اعتبار نہیں ہے، اور اس تعیین پر عمل کرنا بھی لازم نہیں تاہم یہ حکم نذر مطلق کا ہے، نذر معلق میں وقت اور زمانے کا اعتبار ہوتا ہے۔

اور نذر مطلق میں فقیر، مکان، زمان وغیرہ کی تعیین کا اعتبار نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ کی نذر کے دو مقاصد ہیں: ❶ کسی محتاج کی حاجت کو پورا کرنا ❷ مال کے بارے میں نفس لالچ اور بخل سے کام لیتا ہے، اور صدقہ کے ذریعہ اللہ کی رضا کی خاطر اس مال کو اپنی ملکیت سے نکال کر نفس کی مخالفت کی جاتی ہے، اور یہ دونوں مقاصد ہر مکان، زمان اور فقیر کے اعتبار سے برابر ہیں، صدقہ کراچی میں کرے یا لاہور میں، دونوں سے مذکورہ دونوں مقاصد حاصل ہوجاتے ہیں۔ (1)

---

(١) واعلم أن تعيين الناذر الدينار والدرهم والفقير لغو، ولا فرق بين أن يعين فقيراً واحداً بالإشارة أو العَلَم، أو فقراء بلد. (رسائل ابن نجيم: (ص: ٣٩١)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗀 (وألغينا تعيين الزمان و) تعيين (المكان و) تعيين (الدرهم و) وتعيين (الفقير) لأن النذر إيجاب الفعل في الذمة من حيث هو قربة لا باعتبار وقوعه في زمان ومكان وفقير وتعيينه للتقدير به أو التأجيل إليه... (ويجزيه الصرف لزيد الفقير بنذره) أي مع نذره الصرف لعمر، ولأن معنى عبادة الصدقة سد خلة المحتاج، أو إخراج مايجرى به الشح عن ملكه ابتغاء وجه الله وهذا المعنى حاصل بدون مراعاة زمان ومكان وشخص. (قوله: وألغينا تعيين الزمان، الخ) قال في التنوير وشرحه: والنذر من اعتكاف أو حج أو صلاة أو صيام أو غيرها غير المعلق، ولو معينا لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان، فخالف جاز، وكذا لو عجل قبله... بخلاف النذر المعلق فإنه لايجوز تعجيله قبل وجود الشرط. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ٦٩٦، ٦٩٧)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

🗀 المبسوط للسرخسي رحمه الله: (١٢٩/٣)، كتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة=

فقراء کی تعداد مقرر کر دی اور صدقہ کی تعیین نہیں کی

اگر کسی نے نذر میں فقراء کی تعداد مقرر کر دی، اور صدقہ کی تعیین نہیں کی، تو اتنی مقدار فقراء پر صدقہ کرنا ضروری ہے، مثلاً یوں کہا کہ میں دس مسکینوں پر صدقہ کروں گا، پھر پانچ مسکینوں پر صدقہ کیا تو درست نہیں ہوگا، دس مسکینوں پر صدقہ کرنا ضروری ہوگا، ہاں اگر ایک مسکین کو دس دن صدقہ دے تو درست ہے، اور اگر مسکین بھی متعین کیا اور طعام بھی تو دوسرے مسکینوں کو کھلا سکتا ہے۔ (۱)

فقراء کی تعیین کر دی

اگر نذر مانتے وقت فقراء کی تعیین کر دی تو نذر پوری ہونے کے بعد اتنے فقراء پر صدقہ کرے گا۔ (۲)

= الفقہ الإسلامی و ادلتہ (۲/ ۱۹۱) الباب الثالث: الصیام والاعتکاف، المبحث الثامن، ملحق: مایلزم الوفاء بہ من منذور الصوم والصلاۃ وغیرھا، ط: دار الفکر۔

(۱) ولو نذر أن یتصدق علی عشرۃ مساکین فتصدق علی خمسۃ لم یجز ولا بد من العدد المعین الا اذا فرق واحداً علی الأیام، ولو عین مسکیناً لإطعام شئ معین فاطعم غیرہ أجزأہ۔ (رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۴)، الرسالۃ الخامسۃ والثلاثون: فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

الفتاوی التاتارخانیۃ: (۵/ ۳۳)، کتاب الأیمان، الباب السادس والعشرون فی النذور، ط: قدیمی۔

المحیط البرھانی: (۶/ ۳۵۴)، الفصل الخامس والعشرون: فی النذور، ط: إدارۃ القرآن۔

(۲) ولو نذر أن یتصدق علی عشرۃ مساکین فتصدق علی خمسۃ لم یجز ولا بد من العدد المعین الا اذا فرق واحداً علی الأیام، ولو عین مسکیناً لإطعام شئ معین فاطعم غیرہ أجزأہ۔ (رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۴)، الرسالۃ الخامسۃ والثلاثون: فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط ووجد الشرط وفی بہ) أی وفی بالمنذور وأشار بقولہ: وفی بہ إلی انہ معین مسمی۔ البحر الرائق: (۴/ ۲۹۷، ۲۹۴)، ط: سعید۔

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وکان من جنسہ واجب وھو عبادۃ مقصودۃ ووجد الشرط لزم الوفاء) لحدیث: من نذر وسمی فعلیہ الوفاء بما سمی (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

الھدایۃ: (۲/ ۴۸۰)، کتاب الأیمان، ط: رحمانیہ۔

فقراء کی تعیین نہیں کی

اگر نذر ماننے والے نے فقراء کی تعیین نہیں کی، مثلاً یوں کہا کہ "میں مسکینوں پر صدقہ کروں گا" تو نذر پوری ہونے کے بعد کم از کم دس مسکینوں پر صدقہ کرے گا، اور ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ فطر کی مقدار دے گا، وجہ یہ ہے کہ جب نذر ماننے والا صدقہ کی مقدار اور فقراء کی تعداد کی تعیین نہیں کرتا تو اسے شریعت کی کم سے کم مقدار پر حمل کیا جاتا ہے، اور صدقہ کی کم سے کم شرعی مقدار صدقۂ فطر ہے، اور کفارہ میں مساکین کی کم سے کم مقدار دس افراد ہیں۔ (۱)

فقراء کی کم سے کم تعداد

"فقراء کی تعیین نہیں کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

فقراء متعین نہیں ہوتے گوشت کے لئے

"گوشت فلاں فلاں فقراء کو دوں گا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وفي الولوالجية: وإذا حلف بالنذر وهو ينوي صياماً ولم ينو عدداً معلوماً، فعليه صيام ثلاثة أيام إذا حنث... وإن نوى صدقة ولم ينو عدداً، فعليه اطعام عشرة مساكين لكل مسكين نصف صاع لما ذكرنا. اهـ (البحر الرائق: (۴/۳۹۷) مكتاب الأيمان، ط: سعيد)

الفتاوى الولوالجية: (۲/۱٦۰)، كتاب الأيمان، الفصل الأول في الالفاظ التي ينعقد بها اليمين وفيما لا ينعقد، ط: دار الكتب العلمية.

ولو نوى في النذر المبهم صياماً ولم ينو عدداً، فعليه صيام ثلاثة ايام في المطلق للحال وفي المعلق إذا وجد الشرط، وإن نوى طعاماً ولم ينو عدداً، فعليه طعام عشرة مساكين لكل مسكين نصف صاع من حنطة، لأنه لو لم يكن له نية لكان عليه كفارة اليمين، لما ذكرنا أن النذر المبهم يمين، وأن كفارته كفارة يمين بالنص، فلما نوى به الصيام انصرف إلى صيام الكفارة، وهو صيام ثلاثة أيام، وانصرف الإطعام إلى طعام الكفارة، وهو إطعام عشرة مساكين. (بدائع الصنائع: (۵/۹۲)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

فقیر کی تعیین

صدقہ کی نذر میں فقیر کی تعیین لغو ہے، اس کا اعتبار نہیں ہے، اس لئے دوسرے فقیر کو بھی دینا جائز ہے، البتہ اسی معین فقیر کو دینا افضل اور بہتر ہے۔ (۱)

فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا

اگر فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو نذر کے حکم میں ہونے کی وجہ سے بعینہ اسی جانور کی قربانی کرنا واجب ہو جائے گا، اسے تبدیل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا

اگر کسی فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہو جاتی ہے، اس نے حقیقت میں نذر تو نہیں مانی لیکن عرف میں یہ نذر کے طور پر قربانی واجب کرنے کے قائم مقام ہے، جب اس نے فقیر ہونے کے باوجود قربانی

(۱) ولو قال: "عليَّ أن أطعم هذا المسكين هذا الطعام بعينه، فأطعم هذا الطعام مسكينا آخر أجزأه، والأفضل ان يطعمه ذلک المسكين۔ (الفتاوى التاتارخانية :(۵ /۳۳)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط:قديمى)

المحيط البرهاني: (۶/۳۵۴)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط:إدارة القرآن۔

بدائع الصنائع: (۵/۸۷)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط:سعيد۔

(۲) ولا يخفى أن الأضحية تصير واجبة بالنذر، فلو قال كلاما نفسيا: لله على أن أضحى بهذه الشاة ولم يذكر بلسانه شيئاً فاشترى شاة بنية الأضحية إن كان المشترى غنياً لاتصير واجبة... وإن كان فقيرا ذكر شيخ الإسلام خواهرزاده في ظاهر الرواية تصير واجبة بنفس الشراء۔ (البحر الرائق: (۸/۱۷۵)، كتاب الأضحية، ط:سعيد)

الفتاوى الهندية: (۵/۲۹۴)، كتاب الأضحية، الباب الثاني في وجوب الأضحية بالنذر وما هو في معناه، ط:رشيديه۔

الدر مع الرد: (۶/۳۲۱)، كتاب الأضحية، ط:سعيد۔

کی نیت سے جانور خریدا تو گویا اس نے نذر مانی اور جانور کی قربانی اپنے اوپر واجب کردی، لہذا اس جانور کے بھی وہی احکام ہیں جو نذر والی قربانی کے ہوتے ہیں۔ (۱)

فلاں جس دن آئے گا اس دن روزہ رکھوں گا

"جس دن فلاں آئے گا اس دن روزہ رکھوں گا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

فلاں سن میں حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں فلاں سن میں حج کروں گا" اور اس "سن" کے آنے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں، کیونکہ اس نے حج کی نذر کی نسبت ایک خاص وقت تک کی ہے، اس لئے اگر وہ وقت نہ آسکا تو حج بھی لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

فلاں سے بات کی تو مجھ پر اسی دن حج یا عمرہ ہے

اگر کسی نے کہا کہ "میں نے اگر فلاں سے بات کی تو مجھ پر اسی دن حج یا عمرہ ہے" پھر بات کرلی تو اسی وقت حج یا عمرہ کا احرام باندھنا ضروری نہیں ہے، جب چاہے احرام باندھ کر حج یا عمرہ کرسکتا ہے۔ (۳)

---

(۱) وفقير شراها لها، لوجوبها عليه بذلك، حتى يمتنع عليه بيعها، (شامي: (۳۲۱/۶)، كتاب الأضحية، ط:سعيد)

وأما الذي يجب على الفقير دون الغني، فالمشترى للأضحية إذا كان المشترى فقيراً: بأن اشترى فقير شاة ينوى أن يضحي بها۔ (الفتاوى الهندية: (۲۹۱/۵)، كتاب الأضحية، الباب الأول، ط:رشيديه)

البحر الرائق: (۱۷۵/۸)، كتاب الأضحية، ط:سعيد۔

(۲) لو قال: على أن أحج سنة عشرين، فمات قبلها لايلزمه شيء، (غنية الناسك: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في النذر الصريح، ط:إدارة القرآن)

فتح القدير: (۸۹/۳)، كتاب الحج، مسائل منثورة، ط:رشيديه۔

مناسك لملا علي القاري: (ص: ۴۶۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط:إدارة القرآن۔

(۳) ومن قال: إن كلمت فلاناً، فعلي حجة يوم أكلمه، فكلمه لايصير محرماً بها، بل لزمه يفعلها متى شاء۔=

فلاں کو حج کراؤں گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ "میں فلاں کو حج کراؤں گا" تو اسے حج کرانا اس پر لازم ہوجائے گا۔ (۱)

فلاں کی طرف سے پیسے صدقہ کرنے کی نذر

کسی نے کہا کہ "یہ پیسے اللہ کی رضا کے لئے فلاں کی طرف سے صدقہ کروں گا" تو اس میں اگر فلاں انتقال کرچکا ہے تو اس کی طرف سے صدقہ کردے، اور اگر وہ زندہ ہے تو اس کی اجازت سے صدقہ کرنا ضروری ہے، اگر اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کردیا تو یہ فلاں کی طرف سے صدقہ نہیں ہوگا، بلکہ اسی شخص کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ (۲)

=(غنية الناسک: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في النذر الصريح، ط: إدارة القرآن)

مناسک ملا علی القاری: (ص: ۴٦۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن۔

فتح القدير: (۸۹/۳)، كتاب الحج، مسائل منثورة، ط: رشيديه۔

(۱) ومن قال: إن فعلت كذا فعلي أن أحج بفلان، فإن نوى أحج، وهو معي فعليه أن يحج، وليس عليه أن يحج به وإن نوى أن يحجه، فعليه أن يحجه، إما أن يعطيه من المال ما يحج به، أو يحجه مع نفسه۔۔۔ ولو قال: فعلي أن أحج فلاناً زاد في الكبير: أو فعلي أن يحج فلانا، فهذا محكم، فعليه أن يحجه۔ (غنية الناسک: (ص: ۳۴۹)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: إدارة القرآن)

فتح القدير: (۸۹/۳)، كتاب الحج، مسائل منثورة، ط: رشيديه۔

كتاب الأصل: (۴۸٦/۲)، باب النذر، ط: إدارة القرآن۔

(۲) وفي نوادر ابن سماعة: عن محمد: إذا قال الرجل: لله علي أن أتصدق بهذا الدرهم عن فلان "فإن كان فلان ميتاً: فعليه أن يتصدق به، وإن كان حياً، لم يجز أن يتصدق به عنه إلا بأمره، وإذا تصدق عنه بغير أمره فهو للمتصدق۔ (الفتاوى التاتارخانية (۳۹/۵) كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

المحيط البرهاني (۳٦۳/٦) كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

فوت ہو جائے نذر پوری کرنے سے پہلے

کسی نے روزہ رکھنے کی نذر مانی، اور روزہ رکھنے سے پہلے فوت ہو گیا، تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے کہ اس نے معین ایام کے روزے کی نذر مانی ہے یا غیر معین ایام کی!

❶ اگر اس نے غیر معین ایام کی نذر مانی ہے مثلاً یوں کہا کہ ''میں ایک ماہ روزہ رکھوں گا'' تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆......اگر نذر ماننے والا مریض تھا اور مرض کی حالت میں نذر مانی، اور صحت یاب ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو اس پر کفارہ ادا کرنے کی وصیت کرنا لازم نہیں۔

☆......اور اگر صحت یاب ہو گیا تھا خواہ ایک دن کے لئے ہو یا زیادہ دنوں کے لئے اور کوئی روزہ نہیں رکھا تو اس پر پورے مہینے کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا ضروری ہے۔

☆......اگر کسی نے رات کو نذر مانی کہ دن کو روزہ رکھے گا اور رات ہی کو انتقال ہو گیا تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم نہیں۔

☆......اگر تندرست آدمی نے روزہ رکھنے کی غیر معین نذر مانی مثلاً ایک مہینہ روزہ رکھنے کی نذر مانی اور چند دنوں کے بعد فوت ہو گیا اور کوئی روزہ نہیں رکھا تو اس پر پورے مہینے کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے۔(1)

(۱) (ولو قال مريض: لله علي صوم شهر فمات قبل أن يصح لا شيء عليه، وإن صح) ولو (يوما) ولم يصمه (لزمه الوصية بجميعه) على الصحيح كالصحيح إذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصية بالجميع بالإجماع كما في الخبازية. قوله: ومات قبل تمام الشهر) أي ولم يصم في ذلك. (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۷) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار (۱/ ۴۷۰) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، =

۲ اور اگر نذر کرنے والے نے معین روزے رکھنے کی نذر مانی مثلاً یوں کہا کہ ''میں محرم کے مہینے میں روزہ رکھوں گا'' تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆...... چند دن کے بعد محرم سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ نذر ماننے کے بعد جتنے دن زندہ رہا ان کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا ضروری ہے۔

☆...... اور اگر جتنے دن زندہ رہا ان میں روزہ رکھ کر فوت ہوگیا تو بقیہ روزوں کا فدیہ دینا ضروری نہیں۔

☆......اور اگر نذر ماننے کے بعد ہی فوت ہوگیا روزہ رکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم نہیں۔

☆...... اور اگر محرم کا مہینہ آ گیا اور وہ مریض تھا، اس کے بعد چند روز تندرست رہا اور کوئی روزہ رکھنے کے بغیر فوت ہوگیا تو پورے مہینے کا فدیہ دینا ضروری ہے۔ (۱)

=فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة۔

بدائع الصنائع (۱۰۵/۲) كتاب الصوم، فصل وأما حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد۔

(۱) ثم اعلم أن هذا كله في النذر المطلق، أما المعين ففي السراج أيضاً: ولو أوجب على نفسه صوم رجب، ثم أقام يوماً أو أكثر ومات ولم يصم ففي الكرخي إن مات قبل رجب لاشئ عليه، وهو قول محمد خاصة، لأن المعين لايكون سببا قبل وقته وعندهما على طريقة الحاكم يوصي بقدر ماقدر، لأن النذر سبب ملزم في الحال إلا أنه لابد من التمكين، وعلى طريقة الفتاوى يوصي بالكل: لأن النذر ملزم بلاشرط، لأن اللزوم إذا لم يظهر في حق الأصل يظهر في حق خلفه وهو الإطعام، أما إن صام ما أدركه أو مات عقيب النذر فعلى الأول لايجب الإيصاء بشي وعلى الثاني يجب الإيصاء بالباقي، ولو دخل رجب وهو مريض ثم صح يوماً مثلاً فلم يصم ثم مات فعليه الإيصاء بالكل۔ (شامي: (۴۳۷/۲، ۴۳۸) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

البحر الرائق (۲۸۴/۲) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع (۱۰۵/۲۱) كتاب الصوم، فصل وأما حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد۔

☆......اگر نذر کرنے والے نے وصیت کی تو وارثوں پر ایک تہائی ترکہ سے فدیہ ادا کرنا ضروری ہے اور اگر نذر کرنے والے نے وصیت نہیں کی تو ورثاء کے لئے فدیہ دے دینا یا قسم کا کفارہ ادا کرنا بہتر ہے تا کہ میت بری ہو جائے۔ (۱)

(۱) وإذا أوصى بذلك يعتبر من الثلث وإن لم يوص فتبرع به الورثة جاز۔ (بدائع الصنائع (۱۰۳/۲) كتاب الصوم، فصل وأما حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد)

🗀 (وفدى) لزوماً (عنه) اى عن الميت (وليه... كالفطر) قدراً... (بوصيته من الثلث... وإن لم يوص وتبرع وليه به جاز) إن شاء الله ويكون الثواب للولي... (وكذا) يجوز (لو تبرع عنه) وليه بكفارة يمين أو قتل) بإطعام أو كسوة۔ (الدر مع الرد (۱۰۳/۲) كتاب الصوم، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: سعيد)

🗀 حاشية الطحطاوي على المراقي (ص: ۴۳۸) كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ط: قديمي۔

ق

قاعدہ سے اعتراض

''اعتکاف کی نذر صحیح ہونے پر اعتراض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قبر کی زیارت کی نذر

قبر کی زیارت کی نذر منعقد نہیں ہوتی خواہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی نذر ہو، کیونکہ اس کے جنس میں سے واجب نہیں، اور یہ عبادت مقصودہ بھی نہیں۔ (۱)

قبروں پر پھول رکھنے کی نذر

''قبروں پر چڑھاوے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنے کی نذر

بعض لوگ خاص طور پر خواتین قبروں اور مزاروں پر پھولوں کے ہار رکھنے کی نذر مان لیتی ہیں، ایسی نذر ناجائز اور باطل ہے اس سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ یہ عام طور پر قبر اور مزار والے کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے تقرب اور خوشنودی کے لئے کام کرنا جائز نہیں ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے قبروں پر پھول ڈالنے کی اجازت نہیں دی۔ (۲)

---

(۱) (ومن نذر) بما هو واجب قصداً من جنسه... وإنما قيد به لأنه لو نذر بقراءة القرآن أو صلوة الجنازة أو بناء المسجد... أو زيارة القبور أو زيارة قبره عليه السلام... لم يلزمه شئ في هذه الوجوه. (جامع الرموز: (۲۶۶/۱) كتاب الأيمان، ط: سعيد) (ط: مظهر العجائب، كلكته)

مجمع الأنهر (۲۷۴/۲) كتاب الأيمان، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وكذالك ما يفعله اكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوها على القبور ليس بشئ وانما السنة الغرز۔ (عمدة القارى (۱۸۰/۳) كتاب الوضوء، باب الكبائر ان لا يستتر من البول، قبيل بما جاء في غسل البول، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)=

قبروں پر چادر چڑھانے کی نذر

قبروں اور مزاروں پر چادر چڑھانے کی نذر ماننا ناجائز اور باطل ہے اس سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ یہ قبر اور مزار والے کی تعظیم اور عبادت میں شمار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تعظیم میں شمار نہیں ہوتی۔ (۱)

قبروں پر چڑھاوے

قبروں پر پھول رکھنا اور چڑھاوے اور چادریں رکھنا صحیح نہیں ہے اس لئے

= اتفق الخطابی والطرطوشی والقاضی عیاض علی المنع وقولهم اولیٰ بالاتباع حیث اصبح مثل تلک المسامحات والتعللات مثاراً للبدع المنکرة والفتن السائرة فتریٰ العامة یلقون الزهور علی القبور وبالاخص علی قبور الصالحین والاولیاء فالمصلحة العامة فی الشریعة تقتضی منع ذلک بتاتاً استئصالاً لشأفة البدع وحسماً لمادة المنکرات المحدثة وبالجملة هذه بدعة مشرقیة منکرة... الخ۔ (معارف السنن للبنوری ﷺ (۲۶۵/۱) أبواب الطهارة، باب التشدید فی البول، بیان إلقاء الزهور علی القبور بدعة، ط:سعید)

واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام (الدر مع الرد (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام... الخ، ط:سعید)

(۱) فی الاحکام عن الحجة: تکره الستور علی القبور۔ (رد المحتار (۲۳۸/۲) کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت، ط:سعید)

وفی البزازیة: یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم الخ۔ (رد المحتار (۲۴۰/۲) کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی کراهیة الضیافة من أهل المیت، ط:سعید)

واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ (الدر مع الرد (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام، ط:سعید)

البحر الرائق (۲۹۸/۲) کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل عقد لبیان مایوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید۔

ان چیزوں کی نذر ماننا بھی باطل اور ناجائز ہے۔ (۱)

قتل کرنے کی نذر کرنا

"بیٹے کو قتل کرنے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قتل کی نذر

اگر کسی کو ناحق قتل کرنے کی نذر کی، یا کسی کا مال غصب کرنے یا شراب پینے کی نذر کی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، ایسی نذر ماننا ناجائز اور گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنا حرام ہے، البتہ ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ قسم کا ایک کفارہ دیدے۔ (۲)

قدیم عبادت

نذر ایک قدیم اور پرانی عبادت ہے، گذشتہ امتوں میں بھی جائز تھی، قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر کا ذکر ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورۃ آل عمران:۳۵)

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

(۲) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا نذر فی معصیۃ و کفارتہ کفارۃ یمین۔ (جامع الترمذی (۱/۲۷۹) ابواب النذور و الایمان، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أن لا نذر فی معصیۃ، ط: سعید)

واعلم بأنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلاثة، كون المنذور ليس بمعصية و كونه من جنسه واجب و كون الواجب مقصوداً لنفسه، قالوا: فخرج بالأول النذر بالمعصية... مع تصريحهم هنا بصحة النذر بيوم النحر و لزومه، فعلم أنهم أرادوا باشتراط كونه ليس بمعصية كون المعصية باعتبار نفسه حتى لا ينفك شيء من افراد الجنس و حينئذ لا يلزم لكنه ينعقد للكفارة حيث تعذر عليه الفعل و لهذا قالوا: لو أضاف النذر إلى سائر المعاصي كقوله: عليّ أن أقتل فلاناً، كان يميناً و لزمته الكفارة بالحنث، فلو فعل نفس المنذور عصى و انحل النذر۔ (البحر الرائق (۲/۲۹۳) كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده، فصل عقد: لبيان ما يوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

الدر مع الرد (۳/۷۳۶) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

قراءت کی نذر

قرآن مجید: قرآن مجید کی کسی سورت کی قرأت کی نذر درست ہے۔ اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ (۱)

قراءت کے بغیر نماز پڑھنے کی نذر

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ میں قراءت کے بغیر نماز پڑھوں گا، تو اس کی نذر صحیح ہے اور اس پر قراءت کے ساتھ نماز پڑھنا لازم ہوگا، کیونکہ نماز قراءت کے بغیر بھی عبادت ہے۔ (۲)

قراءت کے بغیر نماز کی نذر

اگر کسی نے قراءت کے بغیر نماز پڑھنے کی نذر کی تو نذر صحیح ہو جائے گی، اور جتنی رکعات کہا ہے اتنی رکعات قراءت کے ساتھ ادا کرنا لازم ہوگا، کیونکہ قراءت کے بغیر بھی نماز عبادت ہے اور عذر کے وقت قراءت ساقط ہو جاتی ہے۔ (۳)

---

(۱) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه۔ قوله: (لم يلزمه) وكذا لو نذر قراءة القرآن وعلله القهستاني في باب الاعتكاف بأنها للصلاة، وفي الخانية ولو قال: علي الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة أو على أن أقرأ القرآن إن فعلت كذا لا يلزمه شئ ۔اھ۔ قلت : وهو مشكل فإن القرأة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۸) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

(۲) رجل قال: لله علیّ أن أصلي ركعتين، بغير وضوء أو بغير قراءة، ففي قوله: بغير وضوء لا يلزم، وفي قوله: بغير قراءة، يلزمه صلاة صحيحة وهو قول محمد رحمه الله، وهو المختار، لأن الصلاة بغير طهارة ليست بعبادة فلا يصير ملتزماً للصلاة، أما الصلاة بغير قراءة عبادة۔ (كتاب التجنيس والمزيد (۲/ ۱۲۱) كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل في النذر، ط: إدارة القرآن)

لو نذرها بغير قراءة... تلزمه بقراءة... على المختار، لأنها بغير قراءة عبادة كصلاة المأموم والأمي۔ (البحر الرائق (۲/۵۸) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

الدر مع الرد (۲/۴۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط: سعيد۔

(۳) لو نذرها (أى الصلاة) بغير قراءة أو عرياناً تلزمه بقراءة مستوراً على المختار، لأنها بغير قراءة=

قرآن ختم کروانے کی نذر

اگر کسی نے مطلق یا معلق نذر کی کہ "فلاں حافظ یا حفاظ سے قرآن کریم ختم کرواوں گا" تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ نذر اپنے فعل کی ہوتی ہے دوسرے کے فعل کی نہیں ہوتی۔ (۱)

قرآن خوانی کرانے کی نذر

قرآن خوانی کرانے کی نذر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کی جنس سے کوئی فرد، فرض یا واجب نہیں ہے۔ (۲)

=عبادة كصلاة المأموم والأمي وبغير ثوب لعادمه۔ (البحر الرائق (۲/۵۸) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعيد)

كتاب التجنيس والمزيد (۲/۱۲۱) كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل في النذر، ط:إدارة القرآن۔

الدر مع الرد (۲/۴۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح، ط:سعيد۔

(۱) النذر لغة: الإيجاب، و شرعاً: إلزام المكف نفسه عبادة لم تكن لازمة بأصل الشرع۔ (تيسر العلام (۳/۲۱۷) كتاب الأيمان والنذور، باب النذر، مطبعه النهضة الحديثة، مكة المكرمة)

وهل يصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد؟ قال الشيخ في بيان القرآن: كان ذلك في شرائع من قبلنا، بخلاف ما في شرعنا، لقوله عليه السلام: "لا نذر فيما لا يملك" وليس في وسع الناذر أن يفعل غيره فعلاً، فلا ينعقد النذر فافهم۔ (احكام القرآن للعثماني (۲/۱۷) سوره العمران: ۳۵) لا يصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد، ط:إدارة القرآن)

وليس في اختيار الناذر أن يفعل غيره فعلاً، فلم ينعقد النذر۔ (حاشية بيان القرآن (۱/۲۳۲) العمران:۳۵، ط:دار الإشاعت)

(۲) ثم النذر قسمان :منجز ومعلق، فالمنجز يلزم الوفاء به إن كان عبادة مقصودة بنفسها ومن جنسها واجب... ولا يلزم بنذر مباح... ولا بنذر ماليس من جنسه واجب۔ (البحر الرائق (۲/۵۷) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط:سعيد)

ولم يلزم الناذر ماليس من جنسه فرض كعيادة المريض وتشييع الجنازة و دخول مسجد (الدر مع الرد:(۳/۷۳۶) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط:سعيد)

الفتاوى التاتارخانية (۵/۳۱) كتاب الأيمان والنذور، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي۔=

قرآن کریم دیا غیر اللہ کی نذر کے طور پر

''غیر اللہ کی نذر کے طور پر کتاب دی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرآن مجید تلاوت کرنے کی نذر

''تلاوت کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کی نذر

قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کی نذر کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کو ہاتھ لگانا، مس کرنا عبادت مقصودہ نہیں ہے اور اس کی جنس میں سے مستقل واجب بھی موجود نہیں ہے۔ (۱)

قربانی

اگر مالدار آدمی قربانی کرنے کی نذر کرے گا تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ مالدار پر قربانی پہلے سے واجب ہے، اور جو چیز واجب ہے اس کو نذر کرکے دوبارہ واجب کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۲)

= احسن الفتاوی (۵/۴۸۰) کتاب الأیمان، ط: سعید۔

(۱) ومنها أن یکون قربة مقصودة، فلا یصح النذر بعیادة المرضی وتشییع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف... وغیر ذلک وإن کانت قرباً، لأنها لیست بقرب مقصودة. (بدائع الصنائع (۵/۸۲) کتاب النذور، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

البحر الرائق (۲/۵۸) کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

الدر مع الرد (۳/۷۳۵) کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

(۲) قال صاحب البدائع: ولا یصح النذر بشیء من الواجبات سواء کان عیناً کالوتر وصدقة الفطر، والعمرة، والأضحیة، أو علی سبیل الکفایة... لأن إیجاب الواجب لا یتصور۔ (البحر العمیق (۴/۲۲۳۱) الباب السابع عشر فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان)

بدائع الصنائع (۵/۹۰) کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید۔

قربانی اور نذر میں فرق نہیں

''نذر اور قربانی میں فرق نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی اور ہدی میں فرق

قربانی اور ہدی میں فرق یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو ذی الحجہ کے دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے ذبح کرنا ضروری ہے، اور ہدی کا جانور حرم کے حدود کے اندر ذبح کرنا ضروری ہے۔

دوسرے الفاظ میں قربانی کی نذر میں دن متعین ہیں، اور ہدی کی نذر میں مکان متعین ہے، جب کہ جانور ذبح کرنے کی نذر میں وقت، مکان، فقیر اور جانور کی تعیین لغو اور بے کار ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ میں حرم میں جانور ذبح کروں گا تو غیر حرم میں بھی ذبح کرسکتا ہے، [1] ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے

---

(۱) (نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها) لما تقرر في كتاب الصوم أن النذر غير المعلق لايختص بشيء. (الدر المختار) وفي الرد: قلت وإنما تعين المكان في نذر الهدى والزمان في نذر الأضحية: لأن كلاً منهما اسم خاص معين، فالهدى مايهدى للحرم والأضحية مايذبح في أيامها حتى لو لم يكن كذلك لم يوجد الاسم۔ (الدر المختار (۳/ ۷۴۰، ۷۴۱) كتاب الايمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان، ط: سعيد)

▭ والغينا تعيين الزمان والمكان والدرهم والفقير، لأن النذر إيجاب الفعل في الذمة من حيث هو قربة لا باعتبار وقوعه في زمان ومكان وفقير (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي (ص: ٦٩٦) كتاب الصوم باب مايلزم الوفاء، ط: قديمي)

▭ فالهدى والأضحية خارجان من قولهم ألغينا تعيين الزمان والمكان، فإن الزمان متعين في نذر الأضحية والمكان في الهدى وكذا النذر المعلق (شامي (۸۳۲/۳) كتاب الأيمان، باب اليمين في البيع والشراء والصوم والصلاة، مطلب في الفرق بين تعيين المكان في الهدى دون النذر، ط: سعيد)

▭ إذا نذر ذبح شاة في وقت كذا يلغو ذكر الوقت: لأنه وصف زائد على مسمى الشاة، ولذا ألغى علماؤنا تعيين الزمان والمكان بخلاف الأضحية فإن الوقت جزء من مفهومها فلزم اعتباره، ونظير ذلك مالو نذر هدى شاة، فإنهم قالوا: يخرجه عن العهدة ذبحها في الحرم والتصدق بها هناك مع أنهم قالوا: =

پاس آیا اور کہا کہ میں نے ''بوانہ'' مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کسی بت کی عبادت ہوتی تھی؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ نہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہاں اہل جاہلیت کی عیدوں اور میلوں میں سے کوئی عید اور میلہ لگتا تھا؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو، کیونکہ اللہ کی معصیت کی نذر پوری نہیں کی جاتی اور ایسی نذر جس کا آدم کی اولاد مالک نہ ہو،[1] اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا جانور ذبح کرنے کے لئے جگہ متعین نہیں ہوتی، نذر ماننے والا نذر کا جانور جہاں بھی چاہے ذبح کرسکتا ہے۔

قربانی کی شرائط ضروری ہے یا نہیں نذر کے جانور میں

''نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری ہے یا نہیں؟'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

لو نذر التصدق بدرهم على فقراء مكة له التصدق على غيرهم وما ذاك إلا لكون الهدى اسماً لما يهدى إلى مكة ويتصدق به فيها فقد جعل المكان جزءاً من مفهومه كالزمان فى الأضحية (شامی: (۶/ ۳۳۳) كتاب الأضحية، ط: سعيد)

(۱) ابو قلابة قال: حدثنى ثابت بن الضحاك، قال: نذر رجل على عهد النبى ﷺ أن ينحر إبلاً ببوانة، فأتى النبى ﷺ، فقال: إنى نذرت أن أنحر إبلاً ببوانة، فقال النبى ﷺ هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد؟ قالوا: لا، قال: هل كان فيها عيد من أعيادهم؟ قالوا: لا، قال النبى ﷺ أوف بنذرك، فإنه لا وفاء لنذر فى معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم، (سنن ابى داؤد (۲/ ۱۱۴) كتاب الأيمان والنذور، باب ما يؤمر به من وفاء النذر، ط: رحمانية)

المعجم الكبير للطبرانى (۲/ ۷۵) رقم الحديث: ۱۳۴۱، باب الثاء، من اسمه: ثابت، ط: مكتبه ابن تيميه، القاهره۔

السنن الكبرى للبيهقى (۱۰/ ۸۳) كتاب النذور، باب من نذر أن ينحر بعيرها ليتصدق، ط: إداره تاليفات اشرفيه۔

قربانی کی نذر

قربانی عبادت مقصودہ ہے، اور نفلی قربانی کرنا بھی جائز اور ثواب کا کام ہے اور اس کی جنس سے واجب بھی موجود ہے اور وہ تمتع اور قران کی ہدی اور دَم احصار وغیرہ ہے، اس لئے قربانی کی نذر منعقد ہوجاتی ہے اور نذر ماننے والے پر قربانی کے ایام میں نذر والی قربانی بھی کرنا لازم ہے اور اس بارے میں مالدار اور فقیر کا حکم برابر ہے البتہ مالدار پر دو قربانی لازم ہوگی ایک عام واجب قربانی، دوسری نذر والی قربانی اور فقیر پر صرف ایک قربانی لازم ہوگی یعنی نذر والی قربانی۔ (۱)

قربانی کی نذر کے الفاظ

قربانی کی نذر کے الفاظ یہ ہیں:

❶ میں اللہ کی رضا کے لئے قربانی کرتا ہوں۔

❷ اللہ کے لئے مجھ پر قربانی واجب ہے۔

❸ "میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے فلاں جانور قربانی کروں گا" وغیرہ

---

(۱) أما الذی یجب علی الغنی والفقیر، فالمنذور به بأن قال: لله علیَّ أن أضحی شاۃ أو بدنة... وهو غنی أو فقیر، لأن هذه قربة لله تعالیٰ عز شانه من جنسها إیجاب، وهو هدی المتعة والقران، والإحصار، وفداء اسماعیل علیه الصلاة والسلام، قیل هذه القربة تلزم بالنذر کسائر القرب التی لله تعالیٰ عز شانه من جنسها إیجاب من الصلوۃ والصوم ونحوهما، والوجوب بسبب النذر یستوی فیه الفقیر والغنی، (بدائع الصنائع: (۶۱/۵) کتاب التضحیة، ط: سعید)

🗀 قوله: وان لایکون واجباً علیه قبل النذر) فی اضحیة البدائع: لو نذر أن یضحی شاۃ، وذلک فی أیام النحر، وهو موسر فعلیه أن یضحی بشاتین عندنا شاۃ للنذر وشاۃ بإیجاب الشرع ابتداء إلا إذا عنی به الإخبار عن الواجب علیه، فلا یلزمه إلا واحدۃ، ولو قبل أیام النحر لزمه شاتان بلاخلاف، لأن الصیغة لاتحتمل الإخبار عن الواجب إذ لاوجوب قبل الوقت (شامی (۷۳۷/۳) کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

🗀 بدائع الصنائع (۶۳/۵) کتاب التضحیة، ط: سعید۔

الفاظ سے قربانی کی نذر منعقد ہو جاتی ہے، اور اس میں مالدار اور فقیر دونوں برابر ہیں۔[1]

قربانی کی نیت سے جانور خریدا فقیر نے

"فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی کے جانور کو غلطی سے نذر میں ذبح کر دیا

"نذر کے جانور کو غلطی سے قربانی میں ذبح کر دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی کے قواعد کے موافق جانور دینا نذر میں

"نذر میں قربانی کے قواعد کے موافق جانور دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی میں نذر کا بکرا ذبح کرنا

"نذر کا بکرا قربانی میں ذبح کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی واجب ہونے کے لئے نذر کی رقم مانع نہیں

"نذر کی رقم زکوۃ واجب ہونے کے لئے مانع نہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قربانی واجب ہونے کے لئے نذر مانع نہیں

نذر جس طرح زکوۃ واجب ہونے کے لئے مانع نہیں ہے اسی طرح قربانی واجب ہونے کے لئے بھی مانع نہیں ہے، لہٰذا اگر کسی کے پاس نصاب کے بقدر مال

(۱) قال في البدائع: أما الذي يجب على الغني والفقير فالمنذور به، بأن قال: لله علي أن أضحي شاة أو بدنة أو هذه الشاة أو البدنة، أو قال: جعلت هذه الشاة أضحية، لأن هذه قربة من جنسها إيجاب وهو هدي المتعة والقران والإحصار فتلزم بالنذر كسائر القرب والوجوب بالنذر يستوي فيه الغني والفقير، اهـ.
(شامي (۳۲۰/۶) كتاب الأضحية، ط: سعيد)
بدائع الصنائع (۶۱/۵) كتاب التضحية، ط: سعيد۔
الفتاوى الهندية (۲۹۱/۵) كتاب الأضحية، ط: رشيديه۔

ہو لیکن اس نے نذر مانی ہو، جس کو منہا کرنے سے نصاب پورا نہیں رہتا تو اس سے نذر کی رقم کو منہا نہیں کیا جائے گا اور قربانی واجب ہوگی۔ (۱)

قرض

اگر کسی نے مال صدقہ کرنے کی نذر مانی تو اس میں ان قرضوں کو بھی شامل کیا جائے گا جو لوگوں کے ذمہ میں ہیں۔ (۲)

قرض کو نذر کی نیت سے چھوڑ دینا

کسی نے مثلاً دس ہزار روپے محتاجوں کو دینے کی نذر مانی، اور اس کا کسی محتاج آدمی کے ذمہ دس ہزار روپیہ ہے اور وہ اسے نذر میں دینا چاہتا ہے، تو اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ نذر کے دس ہزار اس کو دیدے، پھر اس سے اپنا قرض وصول کر لے۔

❷ محتاج آدمی سے اپنا قرض وصول کر لے، پھر نذر کی مد میں اس کو قبضہ دے کر مالک بنادے تو قرض بھی وصول ہو جائے گا اور نذر بھی ادا ہو جائے گی۔ (۳)

---

(۱) ''نذر کی رقم پر زکوۃ فرض ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) (ولو قال: مالي أو ما أملكه صدقة فهو علی) جنس (مال الزكاة) استحساناً۔ قوله: مالي أو ما أملكه ... الخ) ظاهره دخول الدين أيضاً، وحكى في القنية قولين واعتمد في وصايا الوهبانية الدخول، ونقل السائحاني عن المقدسي: لاشك أن الدين تجب فيه الزكاة ويصير مالاً عند الاستيفاء، لكن في البحر عن الخانية: عدم الدخول وهو مقتضى قولهم: إن الدين ليس بمال حتى لو حلف أن لا مال له، وله دين على الناس لم يحنث، ونقل ابن الشحنه عن ابن وهبان: أن في حفظه من الخانية رواية الدخول، ح (الدر مع الرد: (۵/۴۵۷) كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، قبيل كتاب الشهادات، ط: سعيد)

🗁 منحة الخالق على البحر (۷/۸۱) كتاب القضاء، مسائل شتى، ط: رشيديه۔

🗁 تكمله رد المحتار (۷/۴۳) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب هل يدخل تحت الوصية بالمال ما على الناس من الديون قولان، ط: سعيد۔

(۳) وحيلة الجواز أن يعطي مديونه الفقير زكاته ثم يأخذ عن دينه. قوله: وحيلة الجواز) فيما إذا كان له=

اور اگر مقروض کو دس ہزار روپیہ نذر کی نیت سے چھوڑ دیا تو نذر ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ کی رقم کی طرح نذر کی رقم بھی قبضہ دے کر مالک بنانا ضروری ہے۔ (۱)

واضح رہے کہ نذر معین اور نذر مطلق کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں، اس لئے جس طرح زکوۃ کو مالک بنا کر دینے کے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی اسی طرح نذر کی رقم مالک بنا کر دینے کے بغیر نذر ادا نہیں ہوتی۔ (۲)

قسم کا کفارہ

قسم کے کفارہ میں یہ تفصیل ہے کہ کفارہ ادا کرنے والا اگر مالدار ہے تو اس کو

=دین علی معسر، وأراد أن یجعله زکاةً عن عینٍ عنده أو عن دین له علی آخر سیقبض۔(الدر مع الرد (۲/ ۲۷۱) کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ط:سعید)

بدائع الصنائع (۲/۴۳) کتاب الزکاة، فصل وأما الذی یرجع إلی المؤدی، ط:سعید۔

البحر الرائق (۲/۲۱۱) کتاب الزکاة، ط:سعید۔

(۱) وإن کان المدیون فقیراً فوهب الدین ینوی به زکاة مال عین الواهب لاتسقط عنه زکاة ذلک المال۔ (الفتاوی الخانیة: (۱/۲۶۳) کتاب الزکاة، فصل فی هبة الدین من المدیون بنیة الزکاة، ط:رشیدیه)

خلاصة الفتاوی: (۱/۲۴۴) کتاب الزکاة، الفصل الثامن: فی أداء الزکاة جنس آخر فی هبة الدین، ط:رشیدیه۔

الفتاوی الهندیة: (۱/۱۷۱) کتاب الزکاة، الفصل الاول: فی تفسیرها وصفتها وشرائطها، ط: رشیدیه۔

(۲) إذ مصرف النذر الفقراء... ولایجوز أن یصرف ذلک لغنی غیر محتاج ولا لشریف منصب، لأنه لایحل له الأخذ مالم یکن فقیراً۔(البحر الرائق (۲/۲۹۸) کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، فصل عقد لبیان: مایوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید)

مصرف الزکاة والعشر... فهو فقیر... ومسکین... وعامل۔ قوله: مصرف الزکاة والعشر)... وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة۔ (الدر مع الرد (۲/ ۳۳۹) کتاب الزکاة، باب المصرف، ط:سعید)

لأن الزکاة یجب فیها تملیک المال: لأن الأیتاء من قوله تعالی: "وأتوا الزکوة" یقتضی التملیک، ولا تتادی بالإباحة۔ (تبیین الحقائق (۱/۲۵۱) کتاب الزکاة، ط: امدادیه، ملتان)

تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے کفارہ ادا کرنے کا اختیار ہے، اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

١ دس مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلانا، جن کو صبح کھلایا ان کو شام کو بھی کھلانا یا ایک مسکین کو صبح وشام دس دن تک کھانا کھلانا۔

٢ دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑا دینا۔

٣ غلام یا باندی آزاد کرنا۔

اور اگر مالدار نہیں ہے اور مذکورہ تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ کفارہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو قسم کے کفارہ کی نیت سے مسلسل تین روزے رکھنا۔ (١)

قوم فلاں کی ضیافت کی نذر

اگر کسی نے نذر کی کہ "میں فلاں قوم کی ضیافت کروں گا" حالانکہ اس قوم میں اب مالدار ہیں تو نذر صحیح نہیں ہوگی۔ (٢)

(١) فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ماتطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام۔ ط (سورة المائدة، آيت: ٨٨)

(و كفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين أو كسوتهم... وإن عجز عنها) كلها (وقت الأداء صام ثلاثة أيام ولاء)۔ (قوله: عشرة مساكين) أى تحقيقاً أو تقديراً، حتى لو أعطى مسكينا واحداً فى عشرة أيام كل يوم نصف صاع يجوز۔ (الدر مع الرد: (٣/ ٧٢٥، ٧٢٦) كتاب الأيمان، مطلب كفارة اليمين، ط: سعيد)

مجمع الأنهر (٢/ ٢٥٩) كتاب الأيمان، ط: دار الكتب العلمية۔

(٢) ولو قال: إن قدم غائبى "فلله على أن أضيف هؤلاء الأقوام"، وهم أغنياء لايصح۔ (البحر الرائق: (٤/ ٢٩٧) كتاب الأيمان، ط: سعيد)

قیام کی نذر

اگر کسی نے قیام (کھڑے رہنے) کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ صرف قیام نفلی طور پر ادا کرنا شریعت سے ثابت نہیں لہذا وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۱)

قیمت دینا

مثلاً کسی نے کسی مقصد کے پورا ہونے پر بکرا صدقہ کرنے کی نذر مانی، تو مقصد پورا ہونے کے بعد چاہے تو بکرا صدقہ کردے یا اس کی قیمت صدقہ کردے دونوں درست ہیں البتہ بکرے کی جگہ پر اس کی قیمت صدقہ کرنا بہتر ہے تاکہ فقیروں کو اپنی حاجت کے مطابق ضرورت پوری کرنے کا موقع ملے۔ (۲)

---

(۱) حقيقة النذر التزام الفعل بالقول مما يكون طاعة الله عز وجل من الاعمال قربة، ولا يلزم نذر المباح، والدليل عليه ما روى في الصحيح أن النبي ﷺ رأى أبا اسرائيل قائما: فسئل عنه، فقالوا: نذر أن يقوم ولا يقعد ولا يستظل ويصوم، فقال النبي ﷺ: "مروه فليصم وليقعد ويستظل" فأخبره باتمام العبادة ونهاه عن فعل المباح، (احكام القرآن لابن العربي (۱/۳۵۲) سورة العمران: ۳٦، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

احكام القرآن للشيخ ظفر أحمد العثماني (۱۸/۲) سورة العمران: ۳٦، ط: إدارة القرآن۔

ومن نذر نذرا، مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أى فرض... (وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر۔ (الدر مع الرد (۳/۷۳۵) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

(۲) بخلاف النذر بالتصدق بشاتين وسطين، فتصدق بشاة بقدرها جاز؛ لان المقصود اغناء الفقير، وبه تحصل القربة وهو يحصل بالقيمة۔ (شامی: (۲/۲۸٦)، كتاب الزكاة، باب زكان الغنم، ط: سعيد)

بخلاف النذر بالتصدق بأن نذر ان يتصدق بشاتين وسطين، فتصدق بشاة بقدرهما جاز؛ لأن المقصود اغناء الفقير، وبه تحصل القربة وهو يحصل بالقيمة۔ (حاشية چلپی على تبيين الحقائق: (۱/۲۷)، كتاب الزكاة، فصل في الغنم، ط: مكتبة امداديه ملتان)

البحر الرائق (۲/۲۲۱) كتاب الزكاة، فصل في الغنم، ط: سعيد۔

ولو نذر ان يتصدق بخبز كذا فتصدق بقيمة جاز۔ (التفسير المظهرى: (٦/۳۰۳)، سورة الحج: ۲۸، ط: حافظ كتب خانه)=

قیمت دینا [illegible]

[illegible]

قیمت دینا [illegible] کے جانور کی

[illegible]

قیمت صدقہ کرنا اطعام کی نذر میں

’’اطعام کی نذر میں قیمت صدقہ کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت صدقہ کرنا کھانا کھلانے کی نذر میں

’’اطعام کی نذر میں قیمت صدقہ کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

= نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كتصدقه بثمنه.

(الدر مع الرد: (٣/ ٧٤١)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

ک

کافر کی نذر

اگر کافر نے کفر کی حالت میں نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی اس لئے مسلمان ہونے کے بعد اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر جائز نذر کی ہے تو اسے پورا کرنا بہتر ہے۔ (۱)

کاروبار میں ترقی کی نذر

"تجارت میں ترقی کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کام پورا ہونے سے پہلے نذر پوری کرنا

"نذر پوری کرنا کام پورا ہونے سے پہلے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کام پورا ہونے کا وقت معتبر ہے ملکیت میں

"ملکیت کے بارے میں کام پورا ہونے کا وقت معتبر ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) عن عمر انه قال: یارسول اللهﷺ انی نذرت فی الجاهلیة ان اعتکف فی المسجد الحرام لیلة فقال له النبیﷺ اوف بنذرک (ابو داود (۲/ ۱۱۵) کتاب الأیمان والنذور، باب من نذر فی الجاهلیة ثم ادرک الإسلام، ط: رحمانیة)

قال الامام العینی فی عمدة القاری: لم یأمره الشارع علی جهة الایجاب، انما هو علی جهة الرای (عمدة القاری (۲۳/ ۳۲۴) کتاب الأیمان والنذور، باب إذا نذر أو حلف أن لا یکلم إنسانا فی الجاهلیة ثم أسلم، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

وأوّله جماعة بالندب فی الایفاء۔ (التعلیق علی بذل المجهود (۴/ ۲۳۲) کتاب الأیمان والنذور، باب نذر الجاهلیة ثم أدرک الإسلام، ط: معهد الخلیل الإسلامی)

دلالته علی الباب ظاهرة، لکن الایفاء لیس بواجب، فان الناذر وقت النذر لم یکن من اهله، واما فی حاشیة البخاری (۱/ ۲۷۲) قال ابو حنیفة: لا یصح نذره، فهناه والله اعلم لا یجب فافهم۔ (اعلاء السنن (۱۱/ ۴۳۸) أبواب العدة، باب من نذر وهو مشرک ثم أسلم یوفی به، ط: إدارة القرآن)

کام نہ کرنے پر نذر کرنا

''نہ کرنے پر نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کتاب دی غیر اللہ کی نذر کے طور پر

''غیر اللہ کی نذر کے طور پر کتاب دی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کرایہ کی نذر

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''میں اپنے گھر یا دکان وغیرہ کا کرایہ اور کمائی صدقہ کروں گا'' تو اگر اس نے اس کے بعد گھر یا دکان وغیرہ کرایہ پر دے دیا یا پہلے سے کرایہ پر دیا ہوا ہے تو نذر کے بعد سے کرایہ مساکین پر صدقہ کرنا ضروری ہے، اگر اس نے کرایہ اور کمائی کی رقم خود استعمال کر لی تو اتنا کرایہ اور کمائی کی رقم مساکین پر صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

کعبہ کے نام نذر و نیاز

خود کعبہ غیر اللہ ہے، اس کے نام کی نذر و نیاز صحیح نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے نام نذر کی جائے اور کعبہ کے اطراف کو جانور ذبح کرنے کے لئے متعین کی جائے تو درست ہے، ہدی کے جانور کی نسبت کعبہ کی طرف مجازاً کی جاتی ہے، کیونکہ کعبہ بیت اللہ ہے

---

(۱) إذا حلف الرجل أن يتصدق بغلة داره فآجر داره وأكل غلتها قال: ابو يوسف: يتصدق بمثلها، وقال محمد: لا يتصدق بشيء۔ (الفتاوى التاتارخانية (۳۸/۵) كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمی)

المحيط البرهاني: (۳٦١/٦) كتاب الأيمان والنذور، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

رجل قال: جعلت غلة داري هذه للمساكين يكون نذراً بالتصدق بالغلة، (الفتاوى الخانية على هامش الهندية: (۲۸۹/۳) كتاب الوقف، قبيل باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً... الخ، ط: رشيديه)

اس لئے کعبہ کے نام نذر و نیاز اصل میں رب کعبہ کی نذر ہے۔

بیت اللہ کی طرف جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کیا جاتا ہے، اور سجدہ کرنے کی جہت اور سمت بیت اللہ ہوتا ہے۔ (۱)

کفارات میں تداخل ہے

قسم کے کفارات میں تداخل ہوتا ہے، لہذا اگر کسی نے بار بار قسم کی خلاف ورزی کی اور اب تک ایک کفارہ بھی ادا نہیں کیا تو تمام کفاروں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال الرافعي: واعلم أن الذبح للمعبود وباسمه نازل منزلة السجود وكل واحد منهما من أنواع التعظيم والعبادة المخصوصة بالله تعالىٰ الذي هو المستحق للعبادة فمن ذبح لغيره من حيوان أو جماد كالصنم على وجه التعظيم والعبادة لم تحل ذبيحته وكان فعله كفراً كمن يسجد لغير الله تعالىٰ سجدة عبادة، فكذا لو ذبح له أو لغيره على هذا الوجه فأما إذا ذبح لغير الله لا على هذا الوجه بأن ضحى أو ذبح للكعبة تعظيما لها لكونها بيت الله تعالىٰ أو لرسول الله ﷺ لكونه رسول الله ﷺ فهو لا يجوز أن يمنع حل الذبيحة وإلى هذا المعنى يرجع قول القائل: أهديت للحرم أو الكعبة، (المجموع شرح المهذب (۳۸۵/۸) كتاب الحج، باب الأضحية، ط: مكتبة الإرشاد)

ولما كان استقبال القبلة شرطاً إنما أريد به تكميل الصلاة، وليس شرطاً لا يتأتى أصل فائدة الصلاة إلا به، تلا رسول الله ﷺ فيمن تحرى في ليلة مظلمة وصلى لغير القبلة قوله تعالى: فأينما تولوا فثم وجه الله. (حجة الله البالغة: (۳۳۰/۱) القسم الثاني: في بيان اسرار ما جاء عن النبي ﷺ تفصيلاً، القبلة، ط: دار الجيل)

والخائف يصلي إلى أي جهة قدر) لأن استقبال القبلة شرط زائد يسقط عند العجز والفقه فيه أن المصلي في خدمة الله تعالىٰ۔ ولا بد من الاقبال عليه والله سبحانه منزه عن الجهة فابتلاه بالتوجه إلى الكعبة: لأن العبادة ليست لها، ولهذا لو سجد للكعبة نفسها كفر، فلما اعتراه الخوف تحقق العذر فاشبه حالة الاشتباه في تحقق العذر فيتوجه إلى أي جهة قدر: لأن الكعبة لم تعتبر لعينها بل للابتلاء وهو حاصل بذلك۔ (البحر الرائق (۲۸۶/۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد)

حاشية الشلبي على التبيين۔ (۱۰۱/۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) كفارات الأيمان اذا كثرت تداخلت، ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع، وقال شهاب الائمة: هذا قول محمد، قال صاحب الاصل: هو المختار عندي۔ (شامي: (۷۱۴/۳)، الأيمان، مطلب تقدر الكفارة لتعدد اليمين ط: سعيد) =

کفارۂ قسم

"قسم کا کفارہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کفارہ کا مصرف

قسم کے کفارہ کا مصرف وہ لوگ ہیں جو زکوۃ کے مصرف ہیں، مالدار، سید اور چھوٹے بچے کو دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔(۱)

کفارہ کے روزے کی نیت

کفارہ کے روزے کی نیت سورج غروب ہونے کے بعد سے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تک کرنا ضروری ہے، کیونکہ جو روزے معین نہیں ہوتے مثلاً قضاء رمضان یا مطلق نفل روزے، ان کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے اور رات سورج غروب ہونے سے صبح صادق تک۔(۲)

= المتانہ فی مرمۃ الخزانہ: (۲/۵۳۷)، باب کفارۃ الیمین، ط: لجنۃ احیاء الأدب السندی۔

(۱) وکل من یمنع الزکاۃ من الغنی والکافر والرقیق یمنع أخذ الکفارۃ، إلا أن الحنفیۃ أجازوا دفعہا للذمی (الفقہ الإسلامی وادلتہ (۴/۲۵۸۱) الباب السابع: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثالث: الکفارات، ط: رشیدیہ)

(ومصرفہا مصرف الزکاۃ) فما لا فلا، قیل إلا الذمی خلافاً للثانی وبقولہ یفتی کما مر فی بابہا) قولہ: فما لا فلا) أی مالا یجوز دفع الزکاۃ إلیہ لایجوز دفع الکفارۃ إلیہ۔ (الدر مع الرد (۳/۷۲۸) کتاب الأیمان، مطلب کفارۃ الیمین، ط: سعید)

البحر الرائق: (۴/۲۸۸) کتاب الأیمان: ط: رشیدیہ۔

(۲) وأما شرط جواز ہذہ الصیامات فلجواز صیام الکفارۃ شرائط مخصوصۃ، منہا: النیۃ من اللیل حتی لایجوز بنیۃ من النہار بالإجماع، لانہ صوم غیر عین فیستدعی وجوب النیۃ من اللیل۔ (بدائع الصنائع (۵/۱۱۱) کتاب الکفارات: فصل وأما شرط جواز کل نوع، ط: سعید)

الجوہرۃ النیرۃ (۲/۲۹۳) کتاب الأیمان: ط: حقانیہ۔

الدر مع الرد (۲/۳۸۰) کتاب الصوم: ط: سعید۔

کفارہ کے روزے مسلسل رکھنا

☆......قسم کے کفارے کے تین روزے مسلسل اور پے در پے رکھنا ضروری ہے، اگر کسی نے درمیان میں ایک روزہ چھوڑ دیا تو اس کا کفارہ ادا نہیں ہوگا، نئے سرے سے تین روزے رکھنا لازم ہوگا، خواہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑا ہے یا عذر کے بغیر دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے۔

واضح رہے کہ قرآن کریم کی قراءت متواترہ میں صرف تین روزے رکھنے کا حکم ہے اس میں مسلسل رکھنے کی قید نہیں ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کی قراءت میں مسلسل روزہ رکھنے کی قید موجود ہے۔

☆......اگر کسی خاتون نے کفارہ کے روزے رکھنا شروع کئے درمیان میں حیض یا نفاس آجائے تو تسلسل ٹوٹ جائے گا پاک ہونے کے بعد نئے سرے سے دوبارہ روزہ رکھنا لازم ہوگا۔[1]

---

(۱) روی الامام احمد فی مسنده عن عبدالله بن مسعود انه قرأ فصيام ثلاثة ايام متتابعات (المائدة) وروى ابن ابی شیبه حدیث ابن مسعود عن الشعبی قال قرأ عبدالله بن مسعود: فصيام ثلاثة يام متتابعات ورواه عبدالرزاق عن عطاء يقول: بلغنا فی قراءة عبدالله بن مسعود، فصيام ثلاثة ايام متتابعات، وكذلك نقرأها، واخرج الحاكم حديث أبى عن ابى العالية عن أبى بن كعب انه كان يقرأ، فصيام ثلاثة ايام متتابعات (المائدة) (الفقه الاسلامی وادلته (۲۵۸۵/۴) الباب السابع: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثالث: الكفارات، ط: رشيديه)

(وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلاثة أيام ولاء) ويبطل بالحيض۔ (قوله: ولاء) بكسر الواو والمد: أى متتابعة لقراءة ابن مسعود وابى، فصام ثلاثة أيام متتابعات۔ فجاز التقييد بها، لأنها مشهورة فصارت كخبره المشهور وتمامه فی الزيلع (الدر مع الرد (۷۲۷/۳) كتاب الأيمان: مطلب كفارة اليمين، ط: سعيد)

تبيين الحقائق (۱۱۳/۳) كتاب الأيمان: ط: امداديه، ملتان۔

کفارہ میں روزہ رکھنے کی تفصیل

① اگر کوئی شخص نذر مانتے وقت بھی مالدار تھا اور قسم کا کفارہ ادا کرتے وقت بھی مالدار تھا تو وہ کفارہ ادا کرنے کے لئے روزہ نہیں رکھ سکتا بلکہ کھانا، جوڑا یا غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

② اگر کوئی شخص نذر مانتے وقت بھی فقیر تھا اور کفارہ ادا کرتے وقت بھی فقیر ہے تو روزہ رکھ کر کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

③ اگر کوئی شخص نذر مانتے وقت مالدار تھا لیکن کفارہ ادا کرتے وقت فقیر ہے تو روزہ رکھ کر کفارہ ادا کر سکتا ہے۔

④ اگر کوئی شخص نذر مانتے وقت فقیر تھا لیکن کفارہ ادا کرتے وقت مالدار ہے تو کفارہ ادا کرنے کے لئے روزہ نہیں رکھ سکتا۔

⑤ اگر نذر مانتے وقت اور قسم کھاتے وقت مالدار تھا لیکن بعد میں اپنا مال کسی کو ہبہ کر کے حوالہ کر دیا پھر روزہ رکھ کر کفارہ ادا کر لیا پھر ہبہ میں رجوع کر کے مال واپس لے لیا اور مالدار ہو گیا تو روزہ رکھ کر جو کفارہ ادا کیا وہ ادا ہو گیا۔ (۱) قسم کا کفارہ روزہ سے ادا ہونے کے لئے تیسرا روزہ مکمل ہونے تک مالدار نہ ہونا ضروری ہے۔

⑥ اگر مالدار نہ ہونے کی وجہ سے قسم کا کفارہ روزے سے ادا کرنا شروع کیا اور تیسرا روزہ پورا ہونے سے پہلے مالدار بن گیا تو اس پر طعام، کپڑے کا جوڑا یا غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا، روزہ رکھ کر جو کفارہ ادا کر رہا تھا وہ کافی نہیں ہوگا،

---

(۱) (وإن عجز عنها) كلها (وقت الأداء) عندنا، حتى لو وهب ماله وسلمه ثم صام رجع بهبة أجزاه الصوم۔۔۔ (صام ثلاثة أيام ولاء)۔ (قوله: وقت الاداء) اى لا وقت الحنث، فلو حنث موسر ثم أعسر جاز له الصوم، وفي عكسه لا۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۲۷) كتاب الأيمان: مطلب كفارة اليمين: ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار (۲/۳۳۵) كتاب الأيمان: ط: دار المعرفة۔

البحر الرائق (۴/۴۸۸، ۴۸۹) كتاب الأيمان: ط: سعيد۔

دو روزے نفلی شمار ہوں گے، اور تیسرے روزے کو مکمل کرنا افضل ہے، تاہم اگر اس نے تیسرا روزہ توڑ دیا تو اس پر قضاء لازم نہیں ہوگی۔ (۱)

۷ اگر کسی کو اپنے مال کے بارے میں یاد نہیں تھا اور وہ بالکل بھول چکا تھا اس لئے روزہ رکھ کر کفارہ ادا کیا پھر اس کے بعد مال کے بارے میں یاد آیا تو اس کا کفارہ ادا نہیں ہوا، طعام یا کپڑے کے جوڑے سے کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا، کیونکہ اپنا مال بھولنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۸ کسی فقیر آدمی نے روزوں سے کفارہ ادا کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ روزوں سے کفارہ ادا کرتے وقت اس کو وراثت میں اتنا مال ملا کہ وہ طعام یا کپڑے کے جوڑے سے کفارہ ادا کرنے پر قادر تھا تو اس کا کفارہ ادا نہیں ہوا، طعام یا کپڑے کے جوڑے سے کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

کفنانے کی نذر

"تکفین کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) (والشرط استمرار العجز إلى الفراغ من الصوم، فلو صام المعسر يومين ثم) قبل فراغه ولو بساعة (أيسر... لا يجوز له الصوم) ويستأنف بالمال، خانيه۔ (قوله: ثم قبل فراغه) أي من صوم اليوم الثالث بقرينة ثم فافهم، والأفضل إكمال صومه، فإن أفطر لا قضاء عليه كما في الجوهرة (الدر مع الرد (۳/ ۷۲۷) كتاب الأيمان: مطلب كفارة اليمين: ط: سعيد)

الجوهرة النيرة (۲/ ۲۹۳) كتاب الأيمان: ط: حقانية۔

البحر الرائق (۴/ ۴۸۹) كتاب الأيمان: ط: رشيديه۔

(۲) ولو صام ناسياً للمال لم يجز على الصحيح، مجتبى۔ (قوله: لم يجز على الصحيح) قياسه أنه لو صام لعجزه فظهر أن مورثه مات قبل صومه أن لا يجزيه، نهر: (الدر مع الرد (۳/ ۷۲۷) كتاب الأيمان: مطلب كفارة اليمين: ط: سعيد)

النهر الفائق (۳/ ۵۹) كتاب الأيمان: ط: رشيديه۔

البحر الرائق (۴/ ۴۸۹) كتاب الأيمان: ط: رشيديه۔

کلوصدقہ کرنے کی نذر کی ڈیڑھ کلوخرید لی

''ایک کلوصدقہ کرنے کی نذر کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کمائی کی نذر

''کرایہ کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کم مدت کے لئے اعتکاف کی نذر کرنا

''دن سے کم مدت کے لئے اعتکاف کی نذر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کنواں

اگر کسی نے پل، مسافر خانہ، سبیل، کنواں، سڑک وغیرہ بنانے یا تعمیر کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ یہ چیزیں عبادت مقصودہ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے مخلوق کو نفع پہنچانا مقصود ہے، اور ان کی جنس سے کوئی واجب بھی موجود نہیں، ہاں ان تمام چیزوں کے وقف کی نذر کرنا درست ہے مثلاً زمین جائیداد وقف کرنے کی نذر مانی یا اپنے گھر یا فلیٹ کو مہمانوں کے لئے وقف کرنے کی نذر مان لی تو درست ہے۔

وقف اور ان اشیاء کی تعمیر کرنے میں فرق یہ ہے کہ وقف اللہ تعالیٰ کے نام ہوتا ہے اور اس کے منافع اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر صدقہ کئے جاتے ہیں، اور اس طرح کا عمل عبادت مقصودہ ہے، اور پل، مسافر خانہ، سبیل، کنواں اور سڑک وغیرہ کی تعمیر و تجدید عبادت مقصودہ نہیں بلکہ محض رفاہی کام ہے۔ (۱)

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض (وهو عبادة مقصودة ... ووجد الشرط... لزم الناذر... كصوم وصلاة وصدقة ووقف... وإعتاق رقبة... فإنها عبادات مقصودة، ومن جنسها واجب لوجوب العتق في الكفارة... ووقف مسجد للمسلمين واجب على الإمام من بيت الله وإلا فعلى المسلمين. قوله: وهو عبادة مقصودة) الضمير راجع للنذر، بمعنى المنذور=

کھانے کی قیمت صدقہ کرنا

''اطعام کی نذر میں قیمت صدقہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نذر ماننی

اگر کسی نے کھڑے ہو کر دو رکعات نماز پڑھنے کی نذر مانی تو کھڑے ہو کر دو رکعات نماز پڑھنا لازم ہوگا اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ذکر نہ ہو تو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا لازم ہوگا۔ (۱)

= لا للواجب، خلافاً لما في البحر۔قال في الفتح: مما هو طاعة مقصودة لنفسها، ومن جنسها واجب الخ۔وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء... وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قرباً إلا انها غير مقصودة اهـ.فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه، ولذا صححوا النذر بالوقف، لان من جنسه واجباً وهو بناء مسجد للمسلين كما يأتي مع أنك علمت أن بناء المساجد غير مقصودة لذاته۔(الدر مع الرد (۳/۷۳۵) كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط:سعيد)

منحة الخالق (۴/۴۹۸) كتاب الأيمان، ط:رشيديه۔

قول الشارح ووقف) صحة النذر بالوقف من جهة أنه تصدق با لمنفعة فإنه عبادة مقصودة۔(التحريرات للرافعي: (۲/۱۵) كتاب الأيمان، ط:سعيد)

فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه ويدل عليه أنهم صححوا النذر بالوقف؛ لأن من جنسه واجبا وهو وقف مسجد للمسلمين وقد علمت أن بناء المسجد غير مقصود۔(البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري: (۴/۲۹۶) كتاب الأيمان، ط:دار الكتب العلمية الكبرى)

(۱) وإذا نذر أن يصلي ركعتين، ولم يقل: قائماً، قال بعض المشايخ: لا يلزمه القيام لأن القيام في التطوع زيادة صفة، فلا تلزمه إلا بالشرط كالتتابع في الصوم۔وقال بعضهم: يلزمه، لأن إيجاب العبد معتبر بإيجاب الله تعالى، وفي إيجاب الله تعالى مطلق الصلاة، فيجب القيام، فكذا في إيجاب العبد۔(كتاب التجنيس والمزيد (۲/۱۲۳، ۱۲۴) كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل في النذر، ط: إدارة القرآن)

البناية في شرح الهداية (۲/۵۴۳) كتاب الصلاة، باب ما فسد الصلاة وما يكره فيها، فصل في العوارض، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد (۲/۳۶) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستة عشرية، ط: سعيد۔

کئی حجوں کی نذر ماننی

اگر کسی نے کئی حجوں کی نذر مانی، تو سارے حج لازم ہو جائیں گے، مثلاً نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ "میں سو حج کروں گا" تو سو حج واجب ہو گئے، جب تک زندہ ہے ہر سال بلا ناغہ حج کرے گا، اور ساتھ یہ بھی وصیت کرے گا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو جتنے حج باقی ہوں، میری طرف سے کر دیئے جائیں۔ (۱)

کئی دنوں کی نذر ماننا

"ایام کی نذر ماننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کئی قربانیوں کی نذر

اگر کسی نے کئی قربانیوں کی نذر مانی مثلاً دس قربانیوں کی نذر مانی تو صحیح ہے اور نذر کرنے والے پر اتنی ہی قربانیاں کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ومن نذر مائة حجة، أو كثر، أو أقل تلزمه كلها، وعليه أن يحج بنفسه قدر ما عاش، ويجب الإيصاء بالبقية. (غنية الناسک (ص: ۳۴۹) باب النذر بالحج أو العمرة، فصل فی النذر الصريح، ط: إدارة القرآن)

مناسک لملا علی القاری (ص: ۴۶۸) باب النذر بالحج والعمرة، ط: ادارة القرآن۔

شامی (۷۴۲/۳) كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) نذر اضحيات لزمه ثنتان لمجئ الأثر بها، خانية. والأصح وجوب الكل لإيجابه ما لله من جنسه إيجاب. (الدر مع الرد (۳۳۲/۶) كتاب الأضحية: ط: سعيد)

رجل اوجب على نفسه عشر اضحيات قالوا: لا يلزمه إلا اثنان، لأن الأثر جاء بالاثنين، قال الصدر الشهيد فی واقعاته: والظاهر أنها تجب الكل. وفی الظهيرية: أنه يجب الكل. (الفتاوى التاتارخانية (۴۱۴/۱۷) كتاب الأضحية: الفصل الثانی فی وجوب الأضحية بالنذر. ط: مكتبه فاروقيه)

المحيط البرهانی (۴۶۰/۸) كتاب الأضحية: الفصل الثانی فی وجوب الأضحية بالنذر: ط: إدارة القرآن۔

کئی مسکینوں پر صدقہ کروں گا

اگر کسی نے کہا کہ ''یہ سو کا نوٹ کئی مسکینوں پر صدقہ کروں گا'' پھر ایک مسکین پر صدقہ کر دیا تو درست ہے۔(۱)

(۱) ولو قال: أتصدق بهذه الدراهم علی عشرة مساكين "فتصدق على واحد, جاز۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۴/۵) كتاب الأيمان: الفصل السادس والعشرون: في النذور, ط: قديمی)

المحيط البرهاني (۳۵۴/۶) كتاب الأيمان والنذور: الفصل الخامس والعشرون: في النذور: ط: إدارة القرآن۔

ولو قال: لله عليّ أن أتصدق بهذه الدراهم على المساكين, فتصدق بها على واحد أجزأه (بدائع الصنائع: (۸۶/۵) كتاب النذر: فصل وأما شرائط الركن فأنواع: ط: سعيد)

گالی دینے کی نذر

کسی کو گالی دینے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، اس لئے اگر کسی نے کسی کو گالی دینے کی نذر مان لی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور گالی دینا جیسے نذر ماننے سے پہلے ناجائز اور حرام تھا نذر کرنے کے بعد بھی ناجائز اور حرام رہے گا، اور نذر کی وجہ سے گالی دینا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

گائے ذبح کرنے کی نذر مان کر سات بکرے ذبح کرنا

گائے ذبح کرنے کی نذر مان کر اس کی جگہ پر سات بکرے ذبح کر دیئے تو جائز ہے، نذر ادا ہو جائے گی۔ (۲)

گائے کی جگہ سات بکریاں ذبح کر دیں

''اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) فی شرح الطحاوی: النذر إن کان فی المباح أو فی المعصیة فلا یلزمه کما إذا قال: لله علیّ أن أذهب إلی السوق... أو أقتل فلاناً أو أشتمه... أو غیر ذلک، فإنه لا یلزمه۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۳۱/۵) کتاب الأیمان: الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

الجوهرة النیرة (۲۹۳/۲) کتاب الأیمان: ط: حقانیه۔

إذا نذر شیئاً من القربات لزمه الوفاء به۔ (قوله: من القربات) خرج النذر بمعصیة، فلا وفاء به، بل یحرم فعلها۔ (حاشیة الطحطاوی علی المراقی (ص: ۶۹۲) کتاب الصوم: باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

(۲) ولو قال: ''لله علیّ أن أذبح جزوراً وأتصدق بلحمه'' فذبح مکانه سبع شیاه جاز۔ (الدر مع الرد (۳/ ۷۴۰) کتاب الأیمان: مطلب فی احکام النذور، ط: سعید)

مجمع الأنهر (۲۷۶/۲) کتاب الأیمان: ط: دار الکتب العلمیة۔

الفتاوی الهندیة (۶۶/۲) کتاب الأیمان: الباب الثانی فیما یکون یمیناً وما لا یکون یمیناً، الفصل الثانی فی الکفارة: ط: رشیدیه۔

گذشتہ سال کا حج اس سال واجب ہے

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ”مجھ پر گذشتہ سال کا حج اس سال واجب ہے“ تو اس پر ایک حج واجب ہوگا۔ (۱)

گرمی میں روزہ رکھنے سے عاجز ہے

اگر کسی نے روزہ رکھنے کی نذر مانی، اور گرمی کے موسم میں روزہ رکھنے سے عاجز ہے لیکن سردی کے موسم میں روزہ رکھنے پر قادر ہے تو سردی کے موسم کا انتظار کرنا اور اس میں نذر کا روزہ رکھنا لازم ہوگا، کفارہ یا فدیہ دینا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

گرمیوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے گرمیوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی تو سردیوں میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ نذر میں موسم کی تعیین فضول ہے۔ (۳)

---

(۱) ولو قال: لله علی حج السنة الماضية فی هذه السنة، لزمه الحج۔ (الفتاوی التاتارخانية (۲/۲۰۲) كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور: ط: دائرة المعارف العثمانية۔

المحيط البرهانی (۳/۱۷۳) كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور: ط: إدارة القرآن۔

البحر العميق (۴/۲۲۰۸) الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به۔ ط: مؤسسة الريان۔

(۲) فإن ضعف عن الصوم فی ذلک اليوم لمكان الصيف كان له ان يفطر وينتظر حتى إذا كان أيام الشتاء يصوم يوما مكانه۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۲/۴۰۹)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور: ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهانی: (۳/۳۷۸)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذرور، ط: إدارة القرآن۔

لو لم يقدر عليه لشدة الحر كان له أن يفطر ويقضيه فی الشتاء، فتح۔ (شامی: (۲/۴۲۷)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل فی العوارض، ط: سعيد)

(۳) فإن ضعف عن الصوم فی ذلک اليوم لمكان الصيف كان له أن يفطر وينتظر حتى إذا كان أيام الشتاء يصوم يوما مكانه۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۲/۴۰۹)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور: ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهانی: (۳/۳۷۸)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذرور، ط: إدارة القرآن۔=

گم شدہ رقم ملنے پر نذر کو معلق کرنا

''چوری شدہ رقم ملنے پر نذر کو معلق کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گناہ صادر ہونے پر روزہ کی نیت کرنا

مثلاً زید سے کوئی گناہ صادر ہو رہا ہے، وہ بہت کوشش کرتا ہے کہ اس گناہ سے نجات مل جائے، توبہ بھی کرتا ہے، اور پختہ ارادہ بھی کرتا ہے، کہ اب نہیں کرے گا، مگر وہ گناہ پھر بھی اس سے صادر ہو جاتا ہے، لہٰذا اس نے ایک تدبیر سوچی کہ جب اس سے یہ گناہ ہوگا تو وہ ایک ہفتہ روزہ رکھے گا تاکہ نفس امارہ روزہ کی وجہ سے مر جائے، مگر پھر بھی اس سے گناہ صادر ہوا لہٰذا اس نے ایک ہفتہ کا روزہ رکھ لیا، اس طرح سلسلہ جاری رہا۔

تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زید نے صرف دل میں سوچا ہے اور اپنے اوپر نذر اور یمین کے طور پر لازم نہیں کیا تو اس کے ذمہ ایسے روزوں کا رکھنا لازم نہیں[1]،

= لو لم يقدر عليه لشدة الحر كان له أن يفطر ويقضيه في الشتاء، فتح۔ (شامی: (۴۲۷/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض، ط:سعيد)

والنذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان... فلو عين شهراً للاعتكاف أو صوم فعجل قبله عنه صح۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۳۶/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب في صوم الستة من شوال، ط:سعيد)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تجاوز عن امتي ما حدثت به أنفسها مالم تعمل أو تكلم۔ (صحيح البخاري: (۷۹۴/۲)، كتاب الطلاق، باب الطلاق في الاغلاق والكره، الخ، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۷۸/۱)، كتاب الايمان، باب بيان تجاوز الله تعالى عن حديث النفس والخواطر بالقلب... الخ، ط:قديمي۔

سنن ابي داؤد: (۳۰۱/۱)، كتاب الطلاق: باب مافي الوسوسة بالطلاق: ط:سعيد۔

حقيقة النذر التزام الفعل بالقول ممايكون طاعة الله عز وجل (احكام القران للتهانوي: (۱۸/۲)، سورة آل عمران، ۳۵: ط: إدارة القرآن)

"فركن النذر هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عز وجل علي كذا (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، كتاب النذر، فصل: وأما شرائط الركن، ط:سعيد)

البتہ گناہوں کا چھوڑنا اور توبہ کرنا، اور توبہ پر پختہ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ضروری ہے، اور توبہ کرتے وقت پختہ عہد کرے کہ آئندہ نہیں کرے گا،[1] پھر اگر گناہ صادر ہوجائے تو پھر توبہ کرے مایوس کبھی نہ ہو۔[2]

اور اگر نذر اور یمین کے طور پر زبان سے اپنے اوپر لازم کیا ہے تو گناہ صادر ہونے پر نذر کے مطابق روزہ رکھنا یا قسم کا کفارہ دینا لازم ہوگا۔[3]

گناہوں کی نذر

معاصی اور گناہ کے کاموں کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، مثلاً ایک آدمی نذر مانتا ہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں شراب پیوں گا، یا فلاں کو قتل کروں گا، یا فلاں کو ماروں گا، یا فلاں کو گالی دوں گا۔ تو یہ نذر درست نہیں۔

معصیت سے مراد وہ گناہ اور نافرمانی ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت ہے، اور اگر کوئی کام ایسا ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ نہیں بلکہ عبادت ہے لیکن خارجی چیزوں کی وجہ سے معصیت بن جاتا ہے تو اس کی نذر درست ہے، جیسا کہ

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: یایها الذین أمنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً، عسی ربكم أن یكفر عنكم سیئاتكم (سورة التحریم:۸)

قال النووی: التوبة: ما استجمعت ثلاثة امور: ان یقلع من المعصیة، وان یندم علی فعلها، وان یعزم عزماً جازماً علی ان لا یعود الی مثلها ابداً . . . ورکنها الاعظم الندم (روح المعانی: (سورة التحریم:۸) (۱۵۸/۲۸) ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شرح النووی علی مسلم: (۳۵۴/۲)، کتاب التوبه، ط: قدیمی۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ: قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة اللہ، ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم۔ (سورة الزمر: ۵۴)

(۳) (و) إن علقه (بما لم یرده کإن زنیت بفلانة) مثلاً، فحنث (وفی) بنذره (أو کفر) لیمینه (علی المذهب)۔ (الدر مع الرد: (۷۳۹/۳)، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

الفتاوی التاتارخانیة: (۳۱/۵)، کتاب الأیمان: الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی۔

مجمع الأنهر: (۲۷۵/۲)، کتاب الأیمان: فصل، ط: دار الکتب العلمیة۔

عیدین اور دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کی نذر ماننا جائز ہے، البتہ روزہ ان دنوں میں نہیں رکھے گا، بلکہ یہ ایام گذرنے کے بعد روزہ رکھے گا۔ (۱)

گندم تقسیم کرنے کی نذر

زید کی بیوی بیمار ہے تو زید نے نیت کی کہ اگر میری بیوی کو بیماری سے شفا ہو جائے تو اتنے من گندم اور روپے اس کے ہاتھ سے غریبوں میں تقسیم کرادوں گا، اس کے بعد بیوی شفایاب ہوگئی اب زید کا ارادہ ہے کہ مذکورہ گندم کی قیمت اور روپے کسی مدرسہ میں دے دے تو یہ جائز ہے۔ (۲)

(۱) ومنها أن يكون قربة، فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول: لله عز شانه على أن أشرب الخمر أو أقتل فلاناً أو اضربه أو أشتمه ونحو ذلك، لقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر في معصية الله تعالى۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر: فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

وفي البحر شرائطه خمس فزاد: أن لا يكون معصية لذاته، فصح نذر صوم يوم النحر لأنه لغيره، قوله: أن لا يكون معصية لذاته) قال في الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة القربة، فإن المذهب أن نذر صوم يوم العيد ينعقد، ويجب الوفاء بصوم يوم غيره ولو صامه خرج عن العهدة۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر: ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۷۴/۴)، كتاب الأيمان: فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) رجل قال: ان نجوت من هذا الغم، فلله عليّ ان اتصدق بهذه الدراهم خبزاً، ثم اراد أن يتصدق بالقيمة لا بالخبز، جاز۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۲۶۹/۱)، كتاب الزكوة، فصل في النذر، ط: رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية: (۴۱/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

نذر أن يتصدق بعشرة الدراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كتصدقه بثمنه۔ (الدر مع الرد: (۷۴۱/۳)، كتاب الأيمان: مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان: الباب الثاني في مايكون يميناً ومالا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

گوشت تقسیم کرنے کی نیت کرنا غرباء میں

''نیت کرنا غرباء میں گوشت تقسیم کرنے کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گوشت صدقہ کروں گا

''میں جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گوشت فلاں فلاں فقراء کو دوں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''جانور کا گوشت فلاں فلاں فقراء کو دوں گا'' تو جانور ذبح کر کے گوشت فلاں فلاں فقراء کو بھی دینا جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسرے فقراء کو بھی دینا جائز ہے۔[1]

گوشت کا حکم نذر والی قربانی کا

''منذور قربانی کا گوشت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گوشت کھانے پر صدقہ کی نذر

اگر کسی نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ ''جب بھی میں گوشت کھاؤں تو مجھ پر اتنا

---

(۱) نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها) لما تقرر في كتاب الصوم أن النذر غير المعلق لايختص بشئ (الدر مع الرد: (۳/۷۴۰)، كتاب الأيمان: مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

وألغينا تعيين الزمان والمكان والدرهم والفقير فيجزيه صوم رجب عن نذره صوم شعبان... ويجزيه الصرف لزيد الفقير بنذره) أي مع نذره الصرف لعمر، ولأن معنى عبادة الصدقة سدخلة المحتاج، أو إخراج مايجري به الشح عن ملكه ابتغاء وجه الله وهذا المعنى حاصل بدون مراعاة زمان ومكان وشخص (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۶، ۶۹۷)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۳/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي۔

صدقہ لازم ہے'' تو ہر ایک لقمہ کھانے پر صدقہ لازم ہوگا، اور ''جب بھی'' کے لفظ کی وجہ سے جتنے لقمے کھائے گا اتنے صدقے لازم ہوں گے۔ (۱)

گھر کا کھانا اور نذر کا کھانا خلط کرنا

''نذر اور گھر کا کھانا خلط کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گھر والوں کے لئے نذر کے گوشت سے کھانا جائز نہیں

''ناذر کے اہل خانہ کا نذر کے بکرے کا گوشت کھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

گیارہویں کو نذر و نیاز کرنا

شریعت نے صدقہ، خیرات اور میت کو ثواب پہنچانے کی ترغیب دی ہے اور میت کو ثواب کی سخت ضرورت بھی ہے، (۲) لیکن گیارہویں، بارہویں کو نذر و نیاز کرنے کا طریقہ قرآن وسنت، نبی کریم ﷺ، صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، بلکہ لوگوں کا خود نکالا ہوا طریقہ ہے، عبادت کا طریقہ نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہونا ضروری ہے، ورنہ عبادت قبول نہیں ہوتی اور ثواب نہیں

---

(۱) وعن أبي يوسف رحمه الله فيمن حلف: "كلما أكلت اللحم فعليّ كذا" فهذا على كل لقمة۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۹/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمی)

رجل قال: "كلما أكلت اللحم فلله عليّ أن أتصدق بدرهم" فعليه بكل لقمة درهم، لأن كل لقمة أكلة۔ (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۲۷۰/۱)، كتاب الزكاة، فصل في النذر، ط: رشيديه)

شامی: (۱۰۹/۱)، كتاب الطهارة: مطلب بمعنى باقي لا بمعنى جميع، ط: سعيد۔

(۲) وفي كتاب القاضي الإمام أبي الحسن بن الفراء عن أنس رضي الله عنه أنه سأل رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله ﷺ! إذا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم، فهل يصل إليهم؟ قال: نعم، ويفرحون به كما يفرح أحدكم بالطبق إذا أهدى إليه۔ (عمدة القاري: (۱۷۷/۳)، كتاب الوضوء، باب بعد باب الوضوء من غير حدث، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۲۱)، كتاب الصلاة: باب احكام الجنائز، فصل في زيارة القبور، ط: قديمی۔

ملنا، مال ودولت برباد اور اوقات ضائع ہوجاتے ہیں، بلکہ جو عبادت شریعت سے ثابت نہیں اس کو عبادت سمجھ کر کرنا بدعت ہونے کی وجہ سے گمراہی اور گناہ ہے، اس لئے گیارہویں، بارہویں کو عبادت اور ثواب سمجھ کر نذرونیاز کرنا جائز نہیں، اور ناجائز چیزوں کی نذر ماننا بھی گناہ ہے، اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔ (۱)

گیارہویں کی نیاز

نبی کریم ﷺ، تمام صحابہ کرامؓ، تمام تابعین، تمام تبع تابعین اور چاروں اماموں نے گیارہویں کی نیاز ایک دن بھی نہیں کی، یہ بے بنیاد اور بے اصل ہے، قرآن وحدیث میں گیارہویں کی نذر کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے، اس لئے گیارہویں کی

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون فی کل قول وفعل لم يثبت عن الصحابة، فهو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها۔ (تفسیر ابن کثیر: (۵/ ۵٦۷)، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: رشیدیه)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال النبی ﷺ: من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (صحيح البخاری: (۱/ ۳۱۷)، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قدیمی)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر۔ (مرقاة المفاتيح: (۳/ ۲٦)، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی التشهد، ط: رشیدیه)

(قوله: أن لا يكون معصية لذاته) قال فی الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة قربة۔ (شامی: (۳/ ۷۳٦)، کتاب الأيمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔)

إذا نذر شيئاً من القربات لزم الوفاء به۔ (قوله: من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ (حاشية الطحطاوی على المراقی: (ص: ۲۹۲)، کتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

واعلم أن النذر الذی يقع للأموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: سعید)

نذر نہیں کرنی چاہیے۔ (۱)

گیہوں تقسیم کرنے کی نذر

''گندم تقسیم کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ل

لا الٰہ الا انت سبحانک الخ ۱۲۴۰۰۰ مرتبہ پڑھنے کی نذر ماننا

''آیت کریمہ ختم کرنے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

لائٹ مسجد میں دینے کی نذر

''مسجد میں لائٹ دینے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

م

مالدار کو نذر کی رقم دینا

"نذر کی رقم غیر مستحق زکوۃ کو دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالدار نذر کا کھانا نہیں کھا سکتے ہیں

نذر کا کھانا صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں، خود نذر ماننے والے اور مالدار نہیں کھا سکتے۔ (۱)

مالک

"ملک" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک نہیں

انسان جس چیز کا مالک نہیں ہے اس چیز کے بارے میں نذر ماننا بھی صحیح نہیں ہے مثلاً کسی نے اپنے بچے کو مسجد کا خادم بنانے کی نذر مانی تھی تو نذر صحیح نہیں ہوگی کیونکہ بچے سے مسجد کی خدمت لینا نذر ماننے والے کی قدرت اور طاقت میں نہیں ہے، اور باپ بیٹے کی خدمت کا مالک نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص اپنے بیٹے سے

---

(۱) عن الحکم قال: قال علی: لا یؤکل من النذر، ولا من جزاء الصید، ولا مما جعل للمساکین (المصنف لابن ابی شیبة: (۱۴۶/۸)، (رقم ۱۳۳۶۶)، الحج، فی هدی الکفارة وجزاء الصید، ط: مؤسسة علوم القرآن)

ناذر لمعینة ولو فقیراً... ولو ذبحها تصدق بلحمها... ولا یاکل الناذر منها فان اکل تصدق بقیمة ما اکل وتحته فی الشامیة۔ (الانسب ان یقال ولو غنیا (الدر مع الرد: (۳۲۰/۶)، کتاب الاضحیة، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۱۷۰/۴)، کتاب الأضحیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

الفتاوی الهندیة: (۲۹۵/۵)، کتاب الأضحیة، الباب الثانی وجوب الأضحیة بالنذر وما هو فی معناه، ط: رشیدیه۔

خدمت لینا چھوڑ دے اور اسے کہے کہ آپ مسجد کی خدمت کریں، اس میں والد کو ثواب ملے گا، البتہ بچے پر مسجد کی خدمت لازم اور واجب نہیں ہوگی، اسے نذر اسقاط کہا جاتا ہے۔(۱)

مال کے متعلق میت کی نذر

''میت کی نذر مال کے متعلق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال مملوک سے زیادہ کی نذر ماننی

''مملوکہ مال سے زیادہ کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال نہیں صدقہ کی نذر کی

اگر کسی نے کہا کہ ''میرا فلاں کام ہوا تو میرا مال فقراء پر صدقہ ہے'' اب اگر

(۱) عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا وفاء لنذر في معصية ولا فيما لا يملك العبد۔ (الصحيح لمسلم: (۳۵/۲)، كتاب النذر، ط: قديمى)

(۱) وهل يصح النذر بجعل الولد خادماً للمسجد؟ قال الشيخ في بيان القرآن: كان ذلك في شرائع قبلنا، بخلاف ما في شرعنا لقوله عليه السلام "لا نذر فيما لا يملك" وليس في وسع الناذر ان يفعل غيره فعلاً فلا ينعقد النذر فافهم۔ انتهى۔ (احكام للشيخ ظفر احمد العثمانى: (۱۷/۲)، سورة آل عمران: ۳۵، ط: إدارة القرآن)

الفرق بين نذر الإسقاط ونذر الإيجاب: قلت فكان ذلك من نذر الإسقاط لا من نذر الإيجاب، فإن الأب لا يملك الإيجاب على ولد، وكذلك الأم، وإنما يملكان اسقاط حقهما في الخدمة ونحوها، وعلى هذا فلا بأس بالقول بصحة النذر بجعل الولد خادماً للمسجد بمعنى التخلية بينه وبين خدمة المسجد، لا بمعنى أن خدمته تصير واجباً على الولد بهذا النذر، فيكون كالنذر بأن ينشئ ولده على عبادة الله وطاعته۔ ويعلمه القرآن والحديث والفقه وعلوم الدين۔ ومثل هذا النذر صحيح في شريعتنا كما تقدم في كلام الجصاص فكذا هذا (احكام القرآن للشيخ ظفر أحمد العثمانى: (۱۹/۲)، سورة آل عمران، الآية: ۳۵، الفرق بين نذر الإسقاط ونذر الإيجاب، ط: إدارة القرآن)

احكام القرآن لابن العربى: (۱/۳۵۴)، سورة آل عمران: الآية: ۳۵، مسألة معنى قوله تعالى: إذ قالت امرأة عمران... الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

کام ہونے کے وقت اس کے پاس مال بالکل نہ ہوتو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر کام ہونے کے وقت ایسا مال موجود ہو جس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی ہے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا، اور اگر اس کی ملکیت میں ایسا مال موجود ہو جس پر زکوۃ لازم ہوتی ہے تو اسے صدقہ کرنا لازم ہے، کم ہو یا زیادہ جتنا بھی مال ہو صدقہ کرے گا، زکوۃ کے نصاب کے برابر ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں صدقہ کرنا ضروری ہوگا، اور اگر اس کے پاس مال زکوۃ کے علاوہ کوئی اور مال نہیں ہے تو اپنی ضروریات اور خرچہ کے لئے ضرورت کی مقدار رکھ دے، باقی صدقہ کردے، بعد میں جب مال آجائے تو جتنا مال ضرورت اور خرچہ کے لئے رکھا تھا اتنی مقدار صدقہ کردے۔(۱)

مباحات کی نذر

مباحات کی نذر صحیح نہیں ہے جیسے کھانا، پینا، پہننا، سواری کرنا، سفر پر جانا، بیوی کو طلاق دینا وغیرہ، مثلاً ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں "چرغا" کھاؤں گا تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی۔

---

(۱) عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا نذر فی معصیة الله ولا فیما لا یملک ابن آدم" (سنن نسائی: (۱۴۳٦/۲)، کتاب الأیمان والنذور، النذر فیما لا یملک، ط: قدیمی)

لو قال: مالی فی المساکین صدقة ولا مال له لم یصح اتفاقاً۔ (قوله: ولم یصح اتفاقاً) أما لو کان له مال یصح ویکون المراد به جنس مال الزکاة استحساناً أی جنس کان بلغ نصاباً أو لا، علیه دین مستغرق أو لا، وإن لم یجد غیره أمسک منه قدر قوته فإذا ملک غیره تصدق بقدره أی بقدر ما أمسک۔ (الدر مع الرد: (۷۴۲/۳)، کتاب الأیمان: مطلب النذر غیر المعلق لا یختص بزمان ومکان... الخ، ط: سعید)

وإذا قال الرجل: "إن فعلت کذا فمالی صدقة فی المساکین" أو قال: فجمیع مالی أو قال: کل مالی صدقة فی المساکین، ففعل ذلک الفعل، فالقیاس أن یلزمه التصدق بجمیع ماله... وفی الاستحسان یلزمه التصدق بمال الزکاة ومالا زکاة فیه لا یلزمه التصدق به... ویمسک من ذلک قوته إذ لو لم یمسک ذلک القدر یحتاج إلی أن یسأل الناس من ساعته... فإذا وصل یده إلی شئ من ذلک تصدق بقدر ما أمسک۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۳٦/۵، ۳۷)، کتاب الأیمان: الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا یہ ابو اسرائیل ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے رہیں گے، اور بیٹھیں گے نہیں، اور نہ سائے میں بیٹھیں گے اور نہ بات چیت کریں گے اور روزہ رکھیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ بات چیت کرے اور سایہ حاصل کرے اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ (۱)

ابو اسرائیل نے چار باتوں کی نذر مانی تھی ان میں سے پہلی تین باتیں مباح تھیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان سے منع فرمایا اور روزہ قربت و طاعت ہے اس لئے اسے پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۱) عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: بینما النبی ﷺ یخطب اذا ھو برجل قائم فسأل عنہ، فقالوا: ابو اسرائیل نذر أن یقوم ولا یقعد، ولا یستظل ولا یتکلم ویصوم فقال النبی ﷺ: مرہ فلیتکلم ولیستظل ولیقعد ولیتم صومہ۔ (بخاری: (۲/ ۹۹۱)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة، ط: قدیمی)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: مرّ رسول اللہ ﷺ علی رجلین مقرنین حاجین نذراً، فقال: انزعا قرانکما، فقالا: یا رسول اللہ انہ نذر، فقال رسول اللہ ﷺ: انزعا قرانکما ثم حجا، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین: (۴/ ۷۷)، رقم الحدیث: ۲۱۲۵، کتاب الأیمان والنذور، (باب لا نذر إلا فی طاعة)، ط: مکتبہ الرشید)

ویدل علی أن النذر لا ینعقد فی المباح، حدیث بن عباس ثالث أحادیث الباب فإنہ أمر الناذر بأن یقوم ولا یقعد ولا یتکلم ولا یستظل ویصوم ولا یفطر، بأن یتم صومہ ویتکلم ویستظل ویقعد فأمر بفعل الطاعة واسقط عنہ المباح۔ (فتح الباری: (۱۱/ ۵۸۸)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة، ط: دار المعرفة)

فی شرح الطحاوی: النذر إن کان فی المباح... فلا یلزمہ کما إذا قال: للہ علی أن أذھب السوق، أو اعود مریضاً، او اطلق امرأتی... او غیر ذلک فإنہ لا یلزمہ۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۵/ ۳۱)، کتاب الأیمان: الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

مباح نذر کے احکام

اگر کسی نے مباح کام کرنے یا نہ کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور نذر کرنے والے کو وہ کام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوگا، اس میں گناہ یا کفارہ نہیں ہے۔ مباح کام کی نذر کرنے کی مثال یہ ہے کہ کسی نے کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ریل پر سوار ہوں گا، یا میں شیروانی پہنوں گا، اور مباح کام ترک کرنے کی مثال یہ ہے کہ کسی نے کہا کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں کھٹی یا میٹھی چیز نہیں کھاؤں گا، یا میں گاڑی پر سوار نہیں ہوں گا۔ (۱)

متعدد چیزوں پر نذر کو معلق کرنا

اگر نذر مانتے وقت متعدد چیزوں کو ایک شرط کے ساتھ معلق کیا تو شرط پائی

---

(۱) عن ابن عباس رضی الله عنہ بینما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب إذا رای رجلاً قائماً فی الشمس فسأل عنه، فقالوا: هذا ابو اسرائیل نذر ان یصوم ولا یقعد ولا یستظل ولا یتکلم قال: مروه فلیتکلم ولیستظل ولیقعد ولیتم صومه۔ (سنن أبی داؤد: (۱۱۸/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فی المعصیة، ط: رحمانیه)

صحیح البخاری: (۹۹۱/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة، ط: قدیمی۔

موطا امام مالک: (ص: ۴۸۵)، کتاب الأیمان والنذور، مالا یجوز من النذور فی معصیة الله، ط: قدیمی۔

ابن ماجه: (ص: ۱۵۵)، ابواب الکفارات، باب من خلط فی نذره طاعة بمعصیة، ط: قدیمی۔

نذرت امرأة ان تمشی الی بیت الله الحرام، فسئل نبی الله عن ذلک فقال: ان الله لغنی عن مشیها مروها فلترکب وقال الترمذی: هذا حدیث صحیح۔ (جامع الترمذی: (۲۸۰/۱)، ابواب النذور والأیمان، باب فیمن حلف بالمشی ولا یستطیع، ط: سعید)

ویدل علی أن النذر لا ینعقد فی المباح، حدیث بن عباس ثالث أحادیث الباب فإنه أمر الناذر بأن یقوم ولا یقعد ولا یتکلم ولا یستظل ویصوم ولا یفطر، بأن یتم صومه ویتکلم ویستظل ویقعد فأمر بفعل الطاعة واسقط عنه المباح۔ (فتح الباری: (۵۸۸/۱۱)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فیما لا یملک وفی معصیة، ط: دار المعرفة)

فی شرح الطحاوی: النذر إن کان فی المباح... فلا یلزمه کما إذا قال: لله علی أن اذهب السوق، أو أعود مریضاً، او اطلق امرأتی... أو غیر ذلک فإنه لا یلزمه۔ (الفتاوی التاتار خانیة: (۳۱/۵)، کتاب الأیمان: الفصل السادس والعشرون، فی النذور، ط: قدیمی)

جانے کی صورت میں وہ تمام چیزیں لازم ہو جائیں گی، مثلاً زید نے کہا کہ اگر میں فلاں گناہ کروں تو میرے ذمہ بیس رکعت نماز، ایک ہزار روپے اور ایک ہفتہ کے روزے ہیں، تو اگر زید نے فلاں گناہ کرلیا تو اس پر بیس رکعت نماز پڑھنا اور ایک ہفتہ کے روزے رکھنا اور ایک ہزار صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

صرف نماز پڑھنا یا صرف روزہ رکھنا یا صرف صدقہ کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (۲)

متعین افراد کو کھانا کھلانے کی نذر کرنا

"دس افراد کو کھانا کھلاؤں گا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

متعین دن میں اعتکاف کرنے کی نذر کی

اگر کسی متعین دن میں اعتکاف کرنے کی نذر کی، تو اس متعین دن میں اعتکاف کرنا چاہئے، تاہم اگر اس دن سے پہلے اعتکاف کرلیا تو بھی نذر پوری ہوجائے گی دوبارہ اعتکاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۳)

---

(۱) روی ابن سماعة عن أبي یوسف رحمه الله إذا قال رجل: امرأة زید طالق ثلاثاً، ورقیقه أحرار، وعلیه المشي إلی بیت الله جل شانه إذا دخل هذه الدار، فقال زید: نعم، کأنه قد حلف بذلک کله۔ (بدائع الصنائع: (۸۹/۵)، کتاب النذور، شروط النذور، ط: سعید)

وفي وکالة البزازیة: وعن الثاني قال: امرأة زید طالق وعبده حر وعلیه المشي إلی بیت الله إن دخل هذه الدار، فقال زید: نعم! کان حالفاً بکله، لأن الجواب یتضمن إعادة ما في السؤال اهـ۔ (البحر الرائق: (۲۷/۷)، کتاب القضاء، مسائل شتی، ط: رشیدیه)

الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۴۹۰/۵)، کتاب الوکالة، السابع في الطلاق والعتاق، ط: رشیدیه۔

(۲) ویخرج عن العهدة بالوفاء بما سمی ایضاً إذا کان شرطاً لا یرید کونه لان فیه معنی الیمین وهو المنع وهو بظاهره نذر فیتخیر ویمیل إلی أی الجهتین شاء۔ (البحر الرائق: (۲۹۵/۴)، کتاب الأیمان، ط: سعید)

الهدایة: (۴۸۰/۲)، کتاب الأیمان، فصل في الکفارة، ط: رحمانیه۔

اللباب في شرح الکتاب: (۱۱۰/۳)، کتاب الأیمان، ط: قدیمی۔

(۳) (لا یختص نذر غیر معلق بزمان ومکان ودرهم وفقیر) أما الزمان فأن یقول: لله علی أن أصوم رجباً أو أعتکف رجباً فصام أو اعتکف شهراً قبله. . . جاز عن النذر۔ (درر الحکام شرح غرر الأحکام: =

متعین دن میں روزہ کی نذر کی

اگر کسی نے متعین دن میں روزہ رکھنے کی نذر کی تو اس متعین دن میں روزہ رکھنا چاہئے اور اگر اس دن سے پہلے نذر کا روزہ رکھ لیا تو نذر پوری ہو جائے گی، دوبارہ روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۱)

متعین دن میں نماز پڑھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے متعین دن میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو متعین دن میں نذر کی نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اس دن سے پہلے پڑھ لی تو بھی درست ہو جائے گی، مثلاً کسی نے کہا کہ جمعہ کے دن نماز پڑھوں گا پھر جمعہ سے پہلے پڑھ لی تو نذر پوری ہو جائے گی۔ (۲)

=(۱/ ۲۱۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: دار احياء الكتب العربية)

شامی: (۲/ ۴۴۴)، كتاب الصوم: باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۲)، كتاب الاعتكاف: فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد۔

(۱) (وألغينا تعيين الزمان والمكان... فيجزى صوم) شهر (رجب عن نذره صوم شعبان) لوجود السبب، وهو النذر۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمی)

(لا يختص نذر غير معلق بزمان ومكان ودرهم وفقير) أما الزمان فان يقول: لله علي أن أصوم رجبا أو أعتكف رجبا فصام أو اعتكف شهرا قبله... جاز عن النذر۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱/ ۲۱۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: دار احياء الكتب العربية)

شامی: (۲/ ۴۴۴)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد۔

(۲) وفي الخلاصة: قال: لله على أن أصوم غداً أو أصلي غدا، فصام اليوم أو صلى جاز عندهما خلافاً لمحمد رحمه الله۔ (فتح القدير: (۲/ ۳۱۶)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه)

(والنذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير)... وكذا لو نذر أن يحج سنة كذا فحج سنة قبلها صح أو صلاة كذا فصلاها قبله، لأنه تعجيل بعد وجود السبب وهو النذر فيلغو التعيين۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۶، ۴۳۷)، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)=

متعین دنوں میں اعتکاف نہ کرسکا

اگر کسی نے معین دنوں یا معین مہینوں میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی، اور اتفاق سے یا کسی عذر کی وجہ سے ان معین دنوں یا معین مہینوں میں بالکل اعتکاف نہیں کرسکا تو بعد میں روزہ کے ساتھ سب دنوں اور مہینوں کے اعتکاف کی قضاء کرنا لازم ہے اور تسلسل بھی لازم ہوگا۔ (۱)

متعین رقم صدقہ کرنے کی نذر

اگر کسی نے کہا کہ ”اگر میں نے فلاں سے بات کی تو میں ان ہزار روپے کا صدقہ کروں گا“ اس کے بعد اس نے فلاں سے بات کی تو ان ہزار روپے کا صدقہ کرنا لازم ہے اگر اس نے وہ ہزار کسی اور کام میں دے دیا مثلاً کسی کفارہ میں دے دیا، یا ان سے زکوۃ ادا کرلی تو اپنی طرف سے دوسرا ایک ہزار صدقہ کردے، کیوں کہ اس نے ایک ہزار روپے کو صرف نذر کے لئے متعین کیا تھا، اور اب انہیں کفارہ میں دینے یا ان سے زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے ان کو ہلاک کردیا ہے لہذا ان کا مثل ادا کرنا لازم ہے۔ (۲)

= حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ٦٩٦)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

(۱) ولو أوجب على نفسه اعتكاف شهر بعينه بأن قال: لله علي أن أعتكف رجب يلزمه أن يعتكف فيه يصومه متتابعاً... فإن لم يعتكف في رجب حتى مضى يلزمه اعتكاف شهر يصومه متتابعاً، لأنه لما مضى رجب من غير اعتكاف صار في ذمته اعتكاف شهر بغير عينه فيلزمه مراعاة صفة التتابع فيه۔ (بدائع الصنائع: (۱۱۲/۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

شامي: (۴۴۳/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

المحيط البرهاني: (۳۸۳/۳)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر: في الاعتكاف، ط: إدارة القرآن۔

(۲) ولو قال: ان كلمت فلانا فعلي أن أتصدق بهذه الدراهم فكلم فلانا أوجب عليه أن يتصدق بها... فإن أعطى ذلك من كفارة يمينه أو من زكاة ماله فعليه لنذره مثل ما أعطى، لأنه لما أعطى تعين للإخراج بجهة النذر ولم يتعين بجهة الزكاة، فإذا أخرجه بحق لم يتعين فيه صار مستهلكا له فيضمن مثله (بدائع الصنائع: (۸۷/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)=

متعین رقم کو دو شرطوں کے ساتھ معلق کیا

اگر کسی نے متعین رقم دو شرطوں کے ساتھ معلق کی، پھر اگر دونوں شرطیں ایک ہی وقت میں پائی گئیں تو وہ رقم صدقہ کرنا دونوں شرطوں کے لئے کافی ہے، اور اگر دونوں شرطیں ایک ساتھ نہیں پائی گئیں بلکہ ایک شرط پہلے پائی گئی اور دوسری شرط بعد میں پائی گئی، تو پہلی شرط پائی جانے پر وہ رقم صدقہ کرنا لازم ضروری ہے، اور بعد میں دوسری شرط پائی جانے کی وجہ سے مزید رقم صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، پہلے جو رقم صدقہ کی ہے وہ کافی ہے، مثلاً ایک آدمی نے کہا کہ ''جس دن فلاں آئے گا میں یہ سو روپے صدقہ کروں گا'' پھر اس کے بعد کہا کہ ''اگر میں نے فلاں سے بات کی تو یہی ایک سو صدقہ کروں گا'' پھر یہ ہوا کہ جس دن فلاں آیا اسی دن اس نے فلاں سے بات بھی کر لی تو وہی ایک سو روپے صدقہ کر دے، اس کے علاوہ اس پر مزید کچھ صدقہ کرنا لازم نہیں ہے، کیوں کہ ایک ہی حکم پر دو سببوں کا جمع ہونا ممکن ہے اور اگر جس دن فلاں آیا اسی دن اس نے فلاں سے بات نہیں کی، بلکہ اس کے ایک دن بعد فلاں سے بات کی، تو فلاں کے آنے کی وجہ سے سو روپے صدقہ کر دے، دوسرے آدمی سے بات چیت کرنے کی وجہ سے مزید کچھ صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر زید نے کہا کہ ''اگر میں امتحان میں کامیاب ہوا تو یکم شعبان کو روزہ رکھوں گا'' پھر کہا کہ ''اگر میری پوزیشن آ گئی تو میں یکم شعبان کو روزہ رکھوں گا، پھر دونوں شرطیں پائی گئیں وہ امتحان میں کامیاب بھی ہو گیا اور پوزیشن بھی ملی، تو یکم شعبان کو ایک روزہ رکھ لینا کافی ہے، یا کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ ''اگر زید اس گھر میں داخل ہوا تو تم آزاد ہو

= المحیط البرھانی: (۲۶۲/۳)، کتاب الزکاۃ، الفصل السادس عشر: فی إیجاب الصدقة واشباھھا، ط: إدارۃ القرآن۔

المبسوط للسرخسي (۳۸/۳)، کتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة۔

پھر کہا کہ "اگر عمرو اس گھر میں داخل ہوا تو بھی تم آزاد ہو، اس کے بعد اگر دونوں اکٹھے داخل ہوئے تو غلام آزاد ہو جائے گا، اور اگر زید پہلے داخل ہوا تو بھی غلام آزاد ہو جائے گا اور بعد میں عمرو کے داخل ہونے سے مزید کچھ صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

خلاصہ یہ کہ نذر کرنے والے نے متعین رقم کو دو نذروں کے لئے متعین کیا ہے اس لئے وہ متعین رقم دونوں نذروں کے لئے کافی ہے۔

متعین سال میں حج کرنے کی نذر

اگر کسی نے متعین سال میں حج کرنے کی نذر کی، تو اس متعین سال میں حج کرنا چاہئے اور اگر اس سال کے آنے سے پہلے نذر کا حج ادا کرلیا تو نذر پوری ہو جائے گی دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: لله علي أن أتصدق بهذه الدراهم يوم يقدم فلان، ثم قال: إن كلمت فلاناً فعليّ أن أتصدق بهذه الدراهم فكلم فلانا وقدم فلان أجزأه أن يتصدق بتلك الدراهم عنهما جميعاً ولا يلزمه غير ذلك، وكذا الصيام إذا سمى يوماً بعينه، لأنه علق وجوب شئ واحد بشرطين لكل واحد منهما بحياله، فإن وجد الشرطان معا وجبت بالإيجابين جميعا؛ لأن اجتماع سببين على حكم واحد جائز، فإن وجدا على التعاقب وجب بالأول ولا يتعلق بالثاني۔ نظيره إذا قال لعبده: إن دخل زيد هذه الدار فأنت حر ثم قال: إن دخلها عمرو فأنت حر فإن دخلا معاً عتق العبد بالإيجابين وإن دخلا على التعاقب عتق بالأول ولا يتعلق بالثاني حكم، كذا هذا۔ (بدائع الصنائع: (۸۷/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

المحيط البرهاني: (۲۶۱/۳، ۲۶۲)، كتاب الزكاة، الفصل السادس عشر: في إيجاب الصدقة وإشباهها، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتار خانية: (۲۶۵/۳)، كتاب الزكاة، الفصل السادس عشر: في ايجاب الصدقة وما يتصل به من الهدى، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) والنذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير)... وكذا لو نذر أن يحج سنة كذا فحج قبلها صح۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

ومن نذر أن يحج في سنة كذا، فحج قبلها جاز عند أبي يوسف خلافا لمحمد، وقول أبي يوسف أقيس بما قدمناه في نذر الصوم۔ فتح القدير: (۸۹/۳)، كتاب الحج، مسائل منثوره، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۳۴/۳)، كتاب الحج، مسائل منثوره، ط: رشيديه۔

متعین طعام کھلانے کی نذر

اگر کسی نے کہا کہ "میں اس مسکین کو یہ متعین طعام کھلاؤں گا" تو وہ مسکین خاص طور پر متعین نہیں ہوگا، لہٰذا اگر وہ یہ طعام اس مسکین کے علاوہ کسی دوسرے مسکین کو دے دے تو بھی جائز ہوگا، کیوں کہ معین مال کے صدقہ میں مسکین کی تعیین کا اعتبار نہیں ہے، جب اس نے مال معین کر دیا تو صدقہ کرنا ہی مقصد ہوا، فقیر کو متعین کرنا مقصد نہیں ہوا، لہٰذا فقیر کی تعیین کا کوئی اعتبار نہیں ہے، البتہ اسی فقیر کو دینا بہتر ہے۔ (۱)

متعین مدرسہ میں نذر کا پیسہ دینا

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں مدرسہ میں ایک ہزار روپیہ دوں گا، وہ کام ہوگیا، تو نذر پورا کرنا لازم ہوگا، اور نذر کا وہ پیسہ خاص طور پر اسی مدرسہ میں دینا ضروری نہیں بلکہ کسی بھی مدرسہ میں دینے سے نذر پوری ہوجائے گی، البتہ متعینہ مدرسہ میں نذر کا پیسہ دینا افضل اور بہتر ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: لله علي أن أطعم هذا المسكين هذا الطعام بعينه، فأعطى ذلک الطعام غيره أجزأه؛ لأن الصدقة المتعلقة بمال متعين لا يتعين فيها المسكين، لأنه لما عين المال صار هو المقصود، فلا يعتبر تعيين الفقير، والافضل أن يعطي الذي عينه۔ (بدائع الصنائع: (۸۶/۵، ۸۷)، كتاب النذر، فصل واما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۳/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي۔

المحيط البرهاني: (۳۵۴/۶)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

(۲) نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها۔ (الدر مع الرد: (۷۴۰/۳)، كتاب الأيمان، مطلب: النذر غير المعلق لا يختص بزمان، ط: سعيد)

نذر لفقراء مكة جاز الصرف إلى فقراء غيرها۔ (مجمع الأنهر: (۲۷۶/۲)، الأيمان، قبيل باب اليمين في الدخول والخروج، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)=

متعینہ مکان ضروری نہیں نذر کی تکمیل کے لئے

مثلاً زید نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو دار العلوم میں دو بکرے دوں گا، اس کے بعد زید کا کام پورا ہوگیا تو زید نے دو بکرے مذکورہ دار العلوم کے علاوہ کسی اور مدرسہ میں دے دیئے تو بھی نذر پوری ہوگئی، دوبارہ دو بکرے مذکورہ دار العلوم میں دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (۱)

مثل صدقہ

کسی آدمی نے کہا کہ "اگر میرا فلاں کام ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ کے

= ولو قال: "عليّ أن أطعم هذا المسكين هذا الطعام بعينه، فأطعم هذا الطعام مسكينا آخر أجزأه، والأفضل أن يطعمه ذلك المسكين۔ (الفتاوى التاتارخانيه: (۳۳/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط:قديمى)

بدائع الصنائع: (۸۶/۵، ۸۷)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط:سعيد۔

(۱) عن جابر بن عبدالله أن رجلا قام يوم الفتح فقال: يارسول الله! إني نذرت لله إن فتح الله عليك مكة أن أصلي في بيت المقدس ركعتين، قال صلّ ههنا، ثم أعاد عليه، فقال: صلّ ههنا، ثم أعاده عليه فقال: شأنك إذاً، وفي رواية زاد فقال النبي ﷺ: والذي بعث محمداً بالحق لو صليت ههنا لأجزأ عنك صلاة في بيت المقدس (سنن أبي داؤد: (۱۱۳/۲، ۱۱۴)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر أن يصلي في بيت المقدس، ط:رحمانيه)

مصنف عبدالرزاق: (۴۵۶/۸) رقم: (۱۵۸۹۱)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر بالمشي إلى بيت المقدس، ط:المجلس العلمي)

وإن كان مقيداً بمكان بأن قال: لله عليّ أن أصلي ركعتين في موضع كذا أو أتصدق على فقراء بلد كذا يجوز اداؤه في غير ذلك المكان۔ (بدائع الصنائع: (۹۳/۵)، كتاب النذر، فصل حكم النذر الذي لاتسمية فيه، ط:سعيد)

وإن كان مقيداً بمكان بأن قال: لله عليّ أن أصلي ركعتين في موضع كذا، أو أتصدق على فقراء بلد كذا يجوز أداؤه في غير ذلك المكان عند أبي حنيفة وصاحبيه؛ لأن المقصود من النذر هو التقرب إلى الله عزوجل، وليس لذات المكان دخل في القربة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۵۶۸/۴)، كتاب النذور، نذر المباح ونذر المعصية، ط:دار الفكر)

مثل ادا کروں گا'' اب اگر وہ کام ہوگیا تو اس پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ ''مثل'' کا لفظ تشبیہ کے لئے ہے، اور تشبیہ میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، ہاں اگر اس نے ''مثل'' کے لفظ سے اپنے او پر صدقہ کرنے کی نیت کرلی تو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

مجلس حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نذر کی رقم خرچ کرنا

''نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مجلس میلاد کی نذر

''میلاد کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مجھ پر زکوۃ ہے

اگر کسی نے صرف اتنی بات نذر میں کہی کہ ''مجھ پر زکوۃ ہے'' تو وہ اس کا جو بھی مطلب بتائے گا اس کے مطابق فیصلہ ہوگا اور اگر مطلب بتانے سے پہلے فوت ہوگیا تو اس پر آدھا دینار لازم ہوگا۔ (۲)

مجھ پر نماز واجب ہے

''نماز واجب ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ولو قال: إن دخلت الدار فلله علیٰ أن أتصدق مثلاً فدخل لا یلزمه شئی، لأن المثل بمنزلة التشبیه ولیس فی التشبیه ایجاب، فلا یجب إلا أن یرید به الایجاب۔ (البحر الرائق: (۲۹۷/۴)، کتاب الأیمان، ط: سعید)

الفتاوی الولوالجیة: (۱۵۷/۲)، کتاب الأیمان، الفصل الأول فی الألفاظ التی ینعقد بها الیمین وفیما لا ینعقد، ط: دار الکتب العلمیة۔

النهر الفائق: (۴۰۴/۲)، کتاب الطلاق، باب التعلیق، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) قال: لله علیَّ زکوة یرجع إلی بیانه، فإن مات قبله، فعلیه نصف دینار۔ القنیة المنیة لتتمیم الغنیة: (ص: ۱۳۴)، کتاب الأیمان، باب فی النذور)

مجھ پر واجب ہے کہ میں نماز پڑھوں

اگر کسی نے کہا کہ ''اللہ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں نماز پڑھوں'' تو اس پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہوگا۔ (۱)

مجھ پر ہر سال روزہ واجب ہے

''ہر سال روزہ واجب ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مخلوق کی نذر

مخلوق کے لئے نذر کرنا جائز نہیں کیوں کہ نذر عبادت ہے، اور عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں، مخلوق کی عبادت نہیں ہوسکتی۔ (۲)

مدت نذر کے اعتکاف کی

''اعتکاف منذور کی مدت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) لو قال لله عليّ أن أصلي لزمه ركعتان۔ (الفتاوىٰ الهنديه: (۲/۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً و ما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه)

ولو قال لله عليّ أن أصلي صلاة فعليه ركعتان، لأن النذر معتبر بالأمر، فإذا لم يذكر فيه التقدير اعتبر أدنى ما ورد في الأمر، وهو ما ذكرنا۔ (تحفة الفقهاء: (۲/۳۴۰)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۲/۵۸)، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ط: سعيد۔

(۲) ولا بد للناذر من أن ينذر لله تعالى، فلا يحل النذر لولي ولا لمقرب وإن وقع يكون باطلاً۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۱۳۹)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق۔ (شامي: (۲/۴۳۹)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

مدرسہ بنانے کی نذر ماننا

مدرسہ بنانے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، کیونکہ مدرسہ بنانا ثواب کا کام ہے لیکن عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے، اور نذر صحیح ہونے کے لئے عبادت مقصودہ ہونا ضروری ہے، (۱) مثلاً کسی بیمار نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو بیماری سے شفادی تو وہ دینی طالب علموں کے لئے مدرسہ بنائے گا، تو شفایاب ہونے کے بعد نذر کی وجہ سے مدرسہ بنانا لازم نہیں ہوگا البتہ مدرسہ بنانے سے ثواب ملے گا اور صدقۂ جاریہ ہوگا۔

مدرسہ متعین میں پیسہ دینے کی نذر کرنا

''متعین مدرسہ میں نذر کا پیسہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مدرسین پر صدقہ کرنے کی نذر

کسی شخص نے کسی مدرسہ کے مدرسین پر صدقہ کرنے کی نذر مانی یا کسی مسجد کے نمازیوں کو کھلانے کی نذر مانی، تو ان میں جتنے مدرسین اور نمازی مالدار ہیں ان کے حق میں نذر منعقد نہیں ہوگی اور ان میں جتنے مساکین ہیں ان کے حق میں نذر درست ہوگی اور اتنے ہی مسکینوں کو کھلانے کا پابند ہوگا، لیکن اسی مدرسہ کے مدرسین اور اسی مسجد کے نمازیوں کو کھلانا ضروری نہیں ہے، کسی اور کو بھی کھلا سکتا ہے، مالداروں

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب، وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر۔ (الدر المختار۔ وفي الشامية: (قوله وهو عبادة مقصودة)... قال في الفتح مما هو طاعة مقصودة لنفسها ومن جنسها واجب... وفي البدائع: ومن شروطه ان يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد... وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك وان كانت قرباً الا انها غير مقصودة۔ (تنوير الابصار مع الفتاوى الشامي: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

کے حق میں چونکہ نذر منعقد نہیں ہوئی اس لئے ان کو نہ کھلانا درست ہے اور اس نے سارے نمازی اور مدرسین کو کھلا دیا تو بھی درست ہے، مساکین کو نذر کے طور پر اور مالداروں کو تبرع اور ثواب کے طور پر کھلانا ہوگا۔ (۱)

مذاق کی نذر

اگر کسی نے مذاق میں نذر مانی تو اس کا بھی پورا کرنا ضروری ہے کیوں کہ مذاق میں بھی نذر ماننے سے نذر لازم ہوجاتی ہے۔ (۲)

مذکر جانور کی بجائے مؤنث جانور سے نذر پوری کی

"بکرے کی نذر مانی تھی بکری خریدی گئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو قال: إن قدم غائبي فلله علىّ أن أضيف هؤلاء الأقوام وهم أغنياء لا يصح۔(البحر الرائق: (۴/ ۲۹۷)، كتاب الأيمان، ط:سعيد)

وفي القنية: نذر التصدق على الأغنياء لم يصح مالم ينو أبناء السبيل۔(قوله: وفي القنية الخ) عبارتها كما في البحر: نذر أن يتصدق بدينار على الأغنياء ينبغي أن لا يصح۔قلت: وينبغي أن يصح إذا نوى أبناء السبيل، لأنهم محل الزكاة اھ قلت ولعل وجه عدم الصحة في الأول عدم كونها قربة أو مستحيلة الكون لعدم تحققها، لأنها للغني هبة كما أن الهبة للفقير صدقة۔(الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط:سعيد)

(نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها) لما تقرر في كتاب الصوم أن النذر غير المعلق لا يختص بشئي۔(الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط:سعيد)

أحسن الفتاوى: (۵/ ۴۸۹، ۴۹۰)، كتاب الأيمان، ط:سعيد

(۲) وأما الطواعية فليست بشرط عندنا خلافاً للشافعي رحمه الله كما في اليمين: وكذا الجد والهزل، (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط:سعيد)

وكذا الطواعية ليست شرطاً، وكذا الجد والعمد۔(رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامسة والثلاثون: في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

البحر العميق: (۴/ ۲۲۰۲)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

مرتد ہو گیا نذر ماننے کے بعد

اگر کسی مسلمان نے نذر مانی پھر نعوذ باللہ مرتد ہو گیا، پھر مسلمان ہو گیا، یا معلق اور مشروط نذر مانی پھر مرتد ہو گیا، اور مرتد ہونے کی حالت میں شرط پائی گئی اس کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تو ایسی نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کفر نذر منعقد ہونے کے لئے مانع ہے، اور جو چیز حکم کے لئے مانع ہوتی ہے وہ ابتداء میں موجود ہو یا انتہاء میں دونوں کا حکم برابر ہے، جیسے محرم ہونا نکاح کے لئے مانع ہے چاہے ابتداء سے محرم ہو یا انتہاء میں دونوں کا حکم برابر ہے، ابتداء کی مثال: زانی شخص مزنیہ (جس عورت سے زنا کیا ہے) عورت کی بیٹی سے نکاح نہیں کرسکتا، کیونکہ یہاں پہلے سے دونوں میں حرمت موجود ہے، انتہاء کی مثال جیسے کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، یہ حرمت پہلے سے نہیں تھی، بعد میں آئی ہے، اسی طرح کفر نذر سے مانع ہے، اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنے سے پہلے کفر کی حالت میں نذر مان لے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوتی اسی طرح اگر نذر کرنے والا نذر کرنے کے بعد کافر ہو گیا تو اس کی نذر ختم ہو جائے گی، مسلمان ہونے کے بعد اس نذر کو پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔[1]

---

(۱) (لو حلف مسلماً ثم ارتد) والعیاذ باللہ تعالیٰ (ثم أسلم ثم حنث فلا کفارۃ) أصلاً، لما تقرر أن الأوصاف الراجعۃ للمحل یستوی فیہا الابتداء والبقاء کالمحرمیۃ فی النکاح، وکذا لو نذر الکافر بما ہو قربۃ لایلزمہ شیئ۔ (قولہ: لما تقرر۔۔۔الخ) علۃ لکون الکفر العارض مبطلاً للیمین کالکفر الأصلی کحرمۃ المصاہرۃ العارضۃ، کما إذا زنی بأم امرأتہ فإنہا تمنع بقاء الصحۃ کالحرمۃ الأصلیۃ، لأن الکفر والمحرمیۃ من الأوصاف الراجعۃ للمحل وہو الکافر والمحرم، فیستوی فیہا الابتداء والبقاء أی الطرو والعروض، ولم أر ہذا التعلیل لغیرہ تأمل۔ (الدر مع الرد: (۷۲۸/۳)، کتاب الأیمان، مطلب کفارۃ الیمین، ط: سعید)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: (۳۳۶/۲، ۳۳۵)، کتاب الأیمان: ط: دار المعرفۃ۔

المبسوط للسرخسی: (۱۵۲/۸)، کتاب الأیمان: باب الإطعام فی کفارۃ الیمین، ط: دار المعرفۃ۔

مرض سے شفایابی پر بکرے کی نذر مانی لیکن شفایاب نہیں ہوا

ایک بیمار آدمی نے ایک بکرا خریدا، اور یہ نذر مانی کہ ''اگر میں ٹھیک ہو گیا تو اس بکرے کو صدقہ کروں گا'' پھر اس کے بعد وہ شفایاب نہیں ہوا بلکہ اس کا انتقال ہو گیا، تو اس بکرے کو صدقہ کرنا لازم نہیں بلکہ اس کو وارثوں میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور سب رضامندی سے اس بکرے کو یا اس کی قیمت کو میت کو ثواب پہنچانے کے لئے غریبوں میں تقسیم کر دیں تو میت کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کو فائدہ ہوگا۔ (1)

مرغا چڑھانا مزارات پر

''مزارات کے اوپر نذریں چڑھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مرغا پالنا تبلیغی جماعت کو کھلانے کے نام پر

''تبلیغی جماعت کو کھلانے کے نام پر مرغا پالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مریض جس دن ٹھیک ہوگا اس دن ہمیشہ روزہ رکھوں گا

''جس دن فلاں مریض ٹھیک ہوگا میں اس دن ہمیشہ روزہ رکھوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) فإن علقه بشرط يريده كإن قدم غائبي أو شفي مريضي يوفي وجوبا إن وجد الشرط۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۸) كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۵)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

(وإن مات أحد سبعة) الذين شاركوا في البدنة (وقال ورثته) وهم كبار (اذبحوها عنكم وعنه) أي عن الميت (صح) ذبحها استحسانا عن الجميع لوجود قصد القربة من الكل۔ (مجمع الأنهر: (۴/ ۱۷۳)، كتاب الأضحية، ط: دار الكتب العلمية)

وتجوز بالثلث للأجنبي... لا الزيادة عليه إلا أن تجيز ورثته بعد موته... وهم كبار۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۶۵۱)، كتاب الوصايا، ط: سعيد)

مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعت میں عبادت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ کے گھر کی خدمت اور دین وشریعت کی اشاعت کے لئے مخصوص کر دیتے تھے، اس سے دنیا کی کوئی خدمت نہیں لیتے تھے، حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ، حضرت عمران کی بیوی "حنہ بنت فاقوذ" نے اسی دستور کے مطابق یہ نذر مانی کہ میرے پیٹ سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص ہوگا، میں اسے دنیا کے کاموں میں نہیں لگاؤں گی۔

قرآن مجید میں ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورۃ آل عمران، آیت: ۳۵)

اس وقت کی شریعت کا مسئلہ یہ تھا کہ اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے لڑکے کو وقف کیا جاتا تھا لڑکی کو نہیں، عجیب بات یہ ہوئی کہ حضرت مریم کی والدہ کے حمل سے لڑکی حضرت مریم پیدا ہوئیں، لڑکا پیدا نہیں ہوا، حضرت حنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسرت کی کہ میں نے لڑکے کو وقف کرنے کی نذر مانی تھی یہ تو لڑکی ہے لڑکا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بیت المقدس کی خدمت کے لئے بیٹی کو بھی قبول فرمالیا، اور حکم دے دیا کہ یہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی [1] مزید تفصیل کے لئے تفاسیر کا مطالعہ کرلیا جائے۔

---

(۱) قوله: عزوجل (إذ قالت امراة عمران) هی حنة بنت فاقوذ ام مريم (رب إنی نذرت لک ما فی بطنی محررا) ای جعلت الحمل الذی فی بطنی نذرا محررا منی لک... والمعنى محررا ای عتيقا خالصا مفرغا لعبادة الله وخدمة الكنيسة لا اشغله بشئ من امور الدنيا... ولم يكن احد من أنبياء بنی اسرائيل ومن علمائهم إلا ومن اولاده محرر لخدمة بيت المقدس، ولم يكن يحرر إلا الغلمان ولا تصلح الجارية لخدمة بيت المقدس لما يصيبها من الحيض والأذى، فحررت ام مريم ما فی بطنها... فمات عمران=

مزارات کے اوپر نذریں چڑھانا

مزارات کے اوپر نذریں چڑھانا، چادریں چڑھانا، اور مرغا، بکرا وغیرہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان تمام چیزوں کا مقصد غیر اللہ سے تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے، اور یہ نیت ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ (اللہ کی پناہ) اس عمل سے قبر والے شخص کی خوشنودی حاصل ہوگی، لہذا یہ تمام امور نا جائز ہیں، اور اس میں کھانے کی جتنی چیزیں ہیں سب مردار کے حکم میں ہیں، ان کا کھانا امیر و غریب کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

= قبل أن تضع حنة حملها ثم قال حاكيا عنها (فتقبل منى) يعنى فتقبل نذرى (انک أنت السميع العليم، فلما وضعتها قالت رب إنى وضعتها انثى) تريد بذلک اعتذاراً إلى الله من إطلاقها النذر المتقدم فذكرت ذلک على سبيل الاعتذار، (والله أعلم بما وضعت، وليس الذكر كالانثى... فتقبلها ربها بقبول حسن) يعنى إن الله تعالىٰ تقبل مريم من حنة مكان الذكر المحرر بمعنى قبل ورضى۔ (تفسير الخازن: (۱/ ۲۳۹، ۲۴۰)، سورة آل عمران، الآية: ۳۵، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

التفسير الوسيط لطنطاوى: (۲/ ۸٦)، سورة آل عمران، الآية: ۳۵، ط: دار نهضة، مصر۔ تفسير جلالين: (۱/ ۲۰٦، ۲٦۷)، سورة آل عمران، ط: مكتبة البشرىٰ۔

(۱) ولايجوز لخادم الشيخ أخذه ولا أكله، ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه، إلا أن يكون فقيراً، أو له عيال فقراء عاجزون من الكسب وهم مضطرون فيأخذونه على سبيل الصدقة المبتداة فأخذه ايضا مكروه مالم يقصد به الناذر التقرب إلى الله تعالىٰ وصرفه إلى الفقراء، ويقطع النظر عن نذر الشيخ، فإذا علمت هذا فما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينتقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم، فحرام باجماع المسلمين مالم يقصدوا بصرفها للفقراء الاحياء قولاً واحداً۔ (البحر الرائق: (۲/ ۲۹۸)، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد)

ولو ذبح شاة على النصب من الأنصاب أو على قبر من القبور وقصد به التقرب إلى صاحب القبر أو على صاحب النصب وذكر اسم الله عليها لاتحل۔ (فتاوى عزيزى: (۱/ ۳٦)، ؟؟؟؟؟

امداد الفتاوی: (۴/ ۹۹) کھانے پینے کی حلال و حرام، مکروہ و مباح چیزوں کا بیان، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

اعلم ان النذر الذى يقع للأموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطل وحرام۔ (طحطاوى على المراقى: (ص: ٦۹۳)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمى)

مزارات کے نام جانور چھوڑنا

دین وشریعت سے بعض ناواقف مسلمان بعض مزارات کے نام پر بکرا، گائے یا مرغا وغیرہ چھوڑ دیتے ہیں، اور مزارات کے مجاورین کو اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ جو چاہیں کریں، اور یہ مجاورین ان جانوروں کو فروخت کر دیتے ہیں تو اگر کسی نے ان مجاورین سے وہ جانور خرید لیا تو وہ حلال ہے، اسے ذبح کر کے کھانا اور فروخت کرنا اور کسی کو گفٹ کرنا سب حلال اور جائز ہے۔ (۱)

مزار پر سلامی کی منت ماننا

بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ جب اولاد کی شادی نہیں ہوتی تو یہ منت مانتے ہیں کہ اگر میرے بیٹے کی شادی ہو جائے گی تو وہ بیٹے اور دلہن کو لے کر فلاں بزرگ کے مزار پر سلامی کے لئے جائیں گے، ایسی منت ماننا صحیح نہیں اور اس کا پورا کرنا بھی درست نہیں، اس لئے شادی ہونے کے بعد بیٹے اور دلہن کو لے کر مزار پر ہرگز نہ جائیں۔ (۲)

---

(۱) ألقى شيئاً وقال من أخذه فهو له، فلمن سمعه أو بلغه ذلك القول أن يأخذه... لأنه أخذه على وجه الهبة وقد تمت بالقبض۔ (شامی: (۲۸۵/۴)، كتاب اللقطة، مطلب ألقى شيئاً وقال من أخذه فهو له، ط: سعيد)

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة۔ (قوله: ناقل) أي من مالك إلى مالك۔ (الدر مع الرد: (۴۶۳/۶)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

وفي البزازية: غالب مال المهدي إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله، (مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) ومنها أن يكون قربة، فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأساً كالنذر بالمعاصي... لقوله عليه السلام: لا نذر في معصية الله تعالى: وقوله: من نذر أن يعصي الله تعالى فلا يعصه۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(قوله: أن لا يكون معصية لذاته) قال في الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة القربة، (شامی: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)=

مزار کی آمدن دینی مدرسہ پر خرچ کرنا

بعض مزاروں میں سالانہ میلہ لگتا ہے، اور اس پر لوگ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور جانور لا کر ذبح کرتے ہیں، اور دوسرے قسم کے چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں جیسا کہ آج کل عام مزاروں میں یہی رواج ہے، تو اس قسم کے چڑھاوے، نذر و نیاز کرنا جائز نہیں ہے، اور ایسا کام کرنے والے گناہ گار ہیں اور ان کا یہ مال خبیث ہے، اس قسم کے خبیث مال کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ثواب کی نیت کے بغیر فقراء، مساکین پر صدقہ کرلیا جائے، اور دینی مدارس کے غریب طالب علموں پر بھی اس قسم کا مال خرچ کرنا جائز ہے، البتہ اگر مالک کی طرف سے اجازت ہوجائے، خواہ اس کی اجازت واضح الفاظ میں صراحۃً ہو یا دلالۃً تو اس قسم کے مال کو غریب طلبہ پر خرچ کرنا بالکل جائز ہوگا۔[1]

= إذا نذر شيئاً من القربات لزم الوفاء به. (قوله: من القربات) خرج النذر بمعصية فلا وفاء به بل يحرم فعلها. (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۲) كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

(۱) اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (قوله: باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لايجوز، لانه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق. ومنها أن المنذور له ميت والميت لايملك. ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى، واعتقاد ذلك كفر...

ولايجوز أن يتصرف ذلك لغني ولا لشريف منصب او ذي نسب أو علم مالم يكن فقيراً ولم يثبت في الشرع جواز الصرف للأغنياء للإجماع على حرمة النذر للمخلوق، ولا ينعقد ولا تشتغل الذمة به، ولأنه حرام بل سحت، ولايجوز لخادم الشيخ اخذه إلا أن يكون فقيراً او له عيال فقراء عاجزون. فيأخذونه على سبيل الصدقة المبتدأة. (الدر مع الرد: (۲/۴۳۹)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من اكثر العوام من شمع اوزيت اونحوه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۹۸)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد. والحاصل: أنه إن علم ارباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن=

مزار کے نام منت ماننا

''بت کے نام منت ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسافر خانہ کی نذر

''کنواں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مساکین پر صدقہ کرنے کی نذر

''ہزار مساکین پر صدقہ کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد بنانے کی نذر ماننا

☆......اگر کسی نے مسجد بنانے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ مسجد عبادت مقصودہ میں سے نہیں ہے، بلکہ نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی کے لئے بنائی جاتی ہے۔(۱)

= علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔(شامی: (۵/ ۹۹)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراماً، ط:سعيد)

🗀 وإن كان مرسلاً فهو مال الغير، فلايجوز تناوله إلا بإذن صاحبه۔(الدر مع الرد: (۶/ ۴۷۶)، كتاب الصيد، ط:سعيد)

🗀 من يملك نصاباًمن حرام لاتجب عليه فيه الزكاة بل يلزمه التصدق بجميعه على الفقراء لابنية الثواب إن لم يكن صاحب المال موجوداً۔(الفتاوى الكاملية: (ص:۱۵)، كتاب الزكاة، ط:مكتبة القدس)

🗀 شامی: (۲/ ۲۹۲)، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، مطلب استحلال المعصية القطعية كفر، ط: سعيد۔

(۱) قالوا: لو نذر بناء المساجد لم يصح نذره۔(رسائل ابن نجيم: (ص:۳۹۰)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط:دار السلام)

🗀 انهم صححوا النذر بالوقف؛ لان من جنسه واجبا وهو وقف مسجد للمسلمين وقد علمت ان بناء المسجد غير مقصود۔(منحة الخالق: (۴/ ۲۹۶)، كتاب الايمان: ط:سعيد)

🗀 مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷۴)، كتاب الايمان، ط:دار الكتب العلمية۔

☆......ضرورت کے مطابق مسجد بنانا واجب ہے مگر عبادت مقصودہ نہیں اس لئے اگر کسی نے مسجد بنانے کی نذر مانی تو وہ نذر منعقد نہیں ہوگی، نذر کی وجہ سے مسجد بنانا لازم نہیں ہوگا، باقی مسجد بنانا ثواب کا کام ہے، صدقۂ جاریہ ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ استطاعت کے مطابق مسجد بنانے میں شریک رہے۔ (1)

مسجد شرط ہے نذر کے اعتکاف کے لئے

"نذر کے اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد کی تعیین اعتکاف میں

اگر کسی نے کسی خاص مسجد میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی مثلاً یوں کہا کہ "میں مسجد نبوی یا مسجد حرام یا بنوری ٹاؤن مسجد میں اعتکاف کروں گا" تو یہ تعیین لغو ہے، وہاں اعتکاف کے لئے بیٹھنا ضروری نہیں ہے، کسی دوسری مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ گیا تب بھی نذر ادا ہو جائے گی۔ (2)

مسجد کے لئے اشیاء وقف کرنے کی نذر

اگر کسی نے مسجد کے لئے لائٹ، قالین، دریاں، چٹائی، صف، پانی کا نل،

(۱) "مدرسہ بنانے کی نذر ماننا" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) (والنذر) من اعتكاف أو حج أو صلاة أو صيام أو غيرها (غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير۔ (قوله: من اعتكاف) بأن قال: لله علي أن اعتكف هذا الشهر في هذا المسجد فاعتكف غيره في غيره۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱/۴۷۰)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، ط: دار المعرفة)

الدر مع الرد: (۲/۴۳۶)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد۔

لا يختص نذر غير معلق بزمان ومكان ودرهم... وأما المكان فإنه لو نذر أن يصلي أو يعتكف... بمكة، ففعل في غيرها جاز۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱/۲۱۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: دار احياء الكتب العربية)

جھاڑ و وغیرہ وقف کرنے کی نذر مانی تو ان کی نذر درست نہیں، ان چیزوں کو مسجد کے متعلقات اور آلات کہتے ہیں۔ (۱)

مسجد کے لئے جگہ وقف کرنے کی نذر ماننا

مسجد کے لئے جگہ وقف کرنے کی نذر ماننا درست ہے اور مسجد کے لئے اتنی جگہ وقف کرنا ضروری ہے۔ (۲)

مسجد کے لئے نذر کا حکم

اگر مسجد میں روپے وغیرہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ رقم مسجد کو ہبہ کے طور پر دے کر مالک بنانا ہے تو یہ نذر صحیح نہیں ہے۔

اور اگر مسجد میں روپے وغیرہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان روپیوں سے کوئی چیز خرید کر مسجد کے لئے وقف کی جائے جیسے لائٹ، پنکھا، قالین، موٹر وغیرہ تو اس صورت

---

(۱) وفی البدائع: ومن شروطه أن یکون قربة مقصودة، فلا یصح النذر بعیادة المریض... وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک، وإن کانت قرباً، إلا أنها غیر مقصودة، فهذا صریح فی أن الشرط کون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما کان من جنسه۔ (شامی: (۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید۔

البحر الرائق (۵۸/۲) کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

(۲) ولذا صححوا النذر بالوقف؛ لأن من جنسه واجباً وهو بناء مسجد للمسلمین۔ (شامی: (۷۳۵/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

فإن قلت: ینبغی أن لا یصح النذر بالوقف؛ لأنه لیس من جنسه واجب۔ قلت: بل من جنسه واجب، فإنه یجب أن یتخذ الإمام للمسلمین مسجداً من بیت المال أو من مالهم إن لم یکن لهم بیت المال۔ (فتح القدیر: (۲۲۳/۶)، کتاب الوقف: ط: رشیدیه)

(قول الشارح ووقف) صحة النذر بالوقف من جهة أنه تصدق بالمنفعة فإنه عبادة مقصودة۔ (التحریر المختار للرافعی: (۱۵/۲)، کتاب الأیمان، ط: سعید)

منحة الخالق علی البحر: (۴۹۸/۴)، کتاب الأیمان، ط: رشیدیه۔

میں نذر صحیح ہے اور شرط پائی جانے کے بعد اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ (۱)

مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت ماننا

''نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد متعین میں پیسے دینے کی نذر ماننی

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں فلاں مسجد میں ایک ہزار روپے دوں گا، اس شخص کا کام ہوگیا تو کسی بھی مسجد میں ایک ہزار روپے دینے سے نذر پوری ہوجائے گی، خاص اسی مسجد میں دینا ضروری نہیں ہوگا، بلکہ مسجد کے بجائے کسی غریب کو دینے سے بھی نذر پوری ہوجائے گی، البتہ خاص اسی مسجد میں دینا بہتر ہے۔ (۲)

---

(۱) ومن شروطه أی النذر ان یکون قربة مقصودة فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغیره ذلک وان کانت قربة لانها غیر مقصودة اھ۔ فهذا صریح فی ان الشرط کون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما کان من جنسه ویدل علیه انهم صححوا النذر بالوقف لان من جنسه واجباً وهو وقف مسجد للمسلمین وقد علمت ان بناء المسجد غیر مقصودة۔ (شامی: (۳/۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

قلت: وکذا الهبة للمسجد وان کانت قربة فهی غیر مقصودة و وقف مصالحه علیه من القربة المقصودة ومن جنسها واجب وهو وقف مسجد کما مرّ۔ (امداد الاحکام: (۳/۳۰)، کتاب الأیمان والنذور، ط: مکتبة دار العلوم کراچی)

رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۰)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۲) قوله (فانه لا یجوز تعجیله الخ) وکذا یظهر منه انه لا یتعین فیه المکان والدرهم والفقیر۔ (شامی: (۲/۴۳۷)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ط: سعید)

وان کان مقیداً بمکان بان قال: لله تعالیٰ علیّ ان أصلی رکعتین فی موضع کذا، أو اتصدق علی فقراء بلد کذا، یجوز اداؤه فی غیر ذلک المکان عند أبی حنیفة وصاحبیه لأن المقصود من النذر هو التقرب الی الله عزوجل ولیس لذات المکان دخل فی القربة۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۴/۲۵۶۸)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، وقت ثبوت حکم النذر، ط: دار الفکر)

ولو قال: علیّ أن أطعم هذا المسکین هذا الطعام بعینه، فأطعم هذا الطعام مسکیناً آخر اجزأه، =

مسجد میں پنکھا دینے کی نذر ماننا

''مسجد میں لائٹ دینے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد میں دینا صدقۂ واجبہ

''صدقۂ واجبہ کی رقم مسجد میں دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد میں رقم خرچ کرنے کی نذر

اگر کسی نے کسی خاص مسجد میں مخصوص رقم خرچ کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، اسے پورا کرنا لازم نہیں، البتہ وعدہ کے مطابق خرچ کرنا افضل ہے، اور اس میں نذر کے مصرف کی رعایت کرنا ضروری نہیں، مسجد اور اس کی ہر قسم کی ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہے مسجد کے لئے پانی کا انتظام کرلے یا اس کے قریب کنواں بنوادے تو یہ بھی درست ہے، اور مسلمانوں کے لئے اس کا پانی پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

= والأفضل أن يطعمه ذلک المسكين۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۵/ ۳۳)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قديمی)

بدائع الصنائع: (۸۶/۵، ۸۷)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

(۱) وفی البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض... وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلک، وإن كانت قرباً، إلا أنها غير مقصودة، فهذا صريح فی أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه۔ (شامی: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علماً علمه ونشره وولداً صالحاً تركه ومصحفاً ورثه او مسجداً بناه أو بيتاً لابن السبيل بناه او نهراً أجراه أو صدقة أخرجها من ماله فی صحته وحياته يلحقه من بعد موته۔ (مشكاة المصابيح، ص: ۳۶)، كتاب العلم، الفصل الثالث، ط: قديمی) =

مسجد میں لائٹ دینے کی نذر ماننا

بعض لوگ یہ منت مانتے ہیں کہ اگر کوئی مراد پوری ہوجائے تو ہم مسجد میں لائٹ دیں گے، یا پنکھا دیں گے، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، البتہ مسجد میں لائٹ اور پنکھا دینا جائز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ (۱)

مسجد میں منت کی شیرینی بھیجنا

"شیرینی منت کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسجد نبوی کا عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں مسجد نبوی کا عمرہ کروں گا" تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اور اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ (۲)

مسکین کی تعداد

مثلاً ایک شخص نے نذر مانی کہ "اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو چار مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا" تو کام ہونے کے بعد چار مسکینوں کو ایک وقت یا ایک مسکین کو چار وقت

= وأما الصدقة النافلة فقال في النهاية: ويجوز النفل بالإجماع وكذا يجوز النفل للغني، كذا في الفتاوى العتابية۔ (فتح القدير: (۲/۲۱۲)، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ط: رشيديه)

حاشية الشلبي على التبيين: (۱/۳۰۴)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: امداديه ملتان۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) ولو قال: على المشي أو الذهاب... إلى الحرم... أو مسجد رسول الله ﷺ أو بيت المقدس أو مسجد آخر... لايلزمه شئ في جميع الصور۔ (مناسك ملا على القارى: (ص: ۴۶۹)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن)

غنية الناسك: (ص: ۳۵)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في الكنايات، ط: إدارة القرآن۔

البحر العميق: (۴/۲۲۲۰)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

کھانا کھلانے سے نذر پوری ہو جائے گی۔[(۱)]

”دس آدمیوں کو کھانا کھلانے کی نذر ماننا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسکین کی تعیین کی طعام کی تعیین نہیں کی

”طعام کی تعیین نہیں کی لیکن مسکین کی تعیین کی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسکینوں پر صدقہ کروں گا

اگر کسی نے کہا کہ ”یہ سو کا نوٹ کئی مسکینوں پر صدقہ کروں گا“ پھر ایک مسکین پر صدقہ کر دیا تو درست ہے۔[(۲)]

مسلسل دو ماہ کے روزے رکھوں گا جس دن فلاں آئے گا

”جس دن فلاں آئے گا میں اس دن سے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھوں گا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسلسل روزہ رکھنے کی نذر مانی

اگر کسی نے مسلسل روزہ رکھنے کی نذر مانی، اور تسلسل کے ساتھ روزے نہیں

---

(۱) قلت: وكما لا يتعين الفقير لا يتعين عدده۔ ففي الخانية: ان زوجت بنتي فالف درهم من مالي صدقة، لكل مسكين درهم، فزوج ودفع الالف إلى مسكين جملة جاز۔ (شامی: (۳/۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

قاضيخان على هامش الهندية: (۲/۱٦)، كتاب الأيمان، فصل في اليمين بالصوم والصدقة ونحو ذلك، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهندية: (۲/٦٦)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) ولو قال: لله علي أن أتصدق بهذه الدراهم على المساكين، فتصدق بها على واحد اجزاه۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸٦)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد)

الفتاوى التاتارخانية: (۵/۳۳)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي۔

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ٦۹٦، ٦۹۷)، كتاب الصوم، باب ما يلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

رکھے تو نذر مسلسل کا روزہ ادا نہیں ہوگا، اور نذر پوری نہیں ہوگی، کیونکہ یہاں وجوب کامل اور اداء ناقص ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک سلام کے ساتھ چار رکعات پڑھنے کی نذر مانی اور دو سلاموں کے ساتھ چار رکعات پڑھ لیں تو درست نہیں ہوگا اور نذر پوری نہیں ہوگی۔ (۱)

مشرک کی نذر

نذر اور منت صحیح ہونے کے لئے نذر ماننے والے کا مسلمان ہونا ضروری ہے، اس لئے مشرک کی نذر اور منت صحیح نہیں ہے، اور اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں ہے، مثلاً جانوروں میں بیماریاں پھیلنے کے زمانے میں کسی مشرک نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں بیل زندہ رہا تو اس کی قربانی کروں گا، اور وہ بیل زندہ رہا بیماریوں سے مرا نہیں تو مشرک پر اس بیل کو قربان کرنا لازم نہیں، کیونکہ مشرک کی نذر صحیح نہیں، (۲) ہاں اگر وہ آدمی اپنا بیل کسی مسلمان کو تحفہ کے طور پر دیدے یا گفٹ کردے، پھر وہ مسلمان اس کو اپنے اختیار سے ذبح کردے تو اس کا گوشت ہر شخص کے لئے کھانا جائز

---

(۱) إذا قال: لله علیّ أن أصوم عشرة أيام متتابعة" فصامها متفرقة لم يجز، لأنه أداء الكامل بالناقص، ولو أوجب متفرقاً فأداها متتابعاً أجزأه، لأنه أوجبها ناقصاً وأداها كاملاً، وهو نظير مالو قال: "لله علیّ أن اصلی أربع ركعات بتسليمة، فأداها بالتسليمتين لا يجزيه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۷)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهانی: (۳/۳۷۷)، كتاب الصوم، الفصل الحادی عشر: فی النذور، ط: إدارة القرآن۔

عيون المسائل: (ص: ۴۳)، باب النذور، ط: دار الكتب العلمية

(۲) ومنها الاسلام فلا يصح نذر الكافر۔ (بدائع: (۵/۸۲)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد)

ثانياً الاسلام فلا يصح نذر الكافر۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۴/۲۵۵۳)، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانی: النذور، شروط النذر، ط: دار الفكر)

البحر العميق: (۴/۲۲۰۱)، الباب السابع عشر فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

ہوگا۔ (۱)

مصارف نذر

نذر معین اور نذر مطلق کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔ (۲)

مصرف

نذر کے جانور یا رقم کا مصرف صرف مسلمان فقیر وغریب غیر سید ہیں، مالدار یا سیّد اس کا مصرف نہیں ہیں۔ (۳)

(۱) وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً... لاتحل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسي ومرتد۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۹۶/۶، ۲۹۸) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

وتحل ذبيحة مسلم۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۵۳/۴)، كتاب الذبائح، ط: دار الكتب العلمية)

النتف في الفتاوى: (ص: ۱۴۷)، كتاب الذبائح، ط: سعيد۔

(۲) مصرف الزكاة والعشر... هو فقير... ومسكين۔ قوله: أي مصرف الزكاة والعشر... وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات۔ (الدر مع الرد: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۲۳/۱)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: دار المعرفة۔

البحر الرائق: (۲۴۵/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد۔

(۳) مصرف الزكاة والعشر: هو فقير وهو من له ادنى شئ۔ (الدر المحتار) وفي الشامي: وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة۔ (شامي: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۴۵/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

وجازت التطوعات من الصدقات وغلة الأوقاف لهم أي لبني هاشم۔ (قوله: وجازت التطوعات) قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذر والعشر والكفارات وجزاء الصيد إلا خمس الركاز فإنه يجوز صرفه إليهم كما في النهر عن السراج۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في الحوائج الأصلية، ط: سعيد)

النهر الفائق: (۴۶۶/۱)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: رشيديه۔

مصرف نذر کے جانور کے گوشت کا

"نذر کے جانور کے گوشت کا مصرف" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مصرف نذر متعین نہ ہو

اگر نذر کا مصرف نذر میں متعین نہ ہو تو اس کا مصرف صرف مسلمان فقیر وغریب ہیں جو سیّد نہ ہوں۔ (١)

مطلق صدقہ کی نذر

اگر مطلق صدقہ کی نذر مانی تو نذر پوری ہونے کے بعد دس صدقۂ فطر کی مقدار گندم یا جَو یا کھجور یا کشمش یا اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، خواہ ایک مسکین کو دیدے یا زیادہ کو بہرصورت نذر ادا ہوجائے گی، (٢) مثلاً ایک آدمی کی بچی بیمار تھی، اس نے

---

(١) قوله: (مصرف الزكاة والعشر) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستان۔ (شامی: (٣٣٩/٢)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

واما بقية الصدقات المفروضة والواجبة كالعشر والكفارات والنذور وصدقة الفطر فلا يجوز صرفها للغنى لعموم قوله عليه السلام: لاتحل صدقة لغنى۔ (البحر الرائق: (٢٤٥/٢)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

وجازت التطوعات من الصدقات وغلة الأوقاف لهم أى لبنى هاشم۔ (قوله: وجازت التطوعات الخ) قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذر والعشر والكفارات وجزاء الصيد إلا خمس الركاز فإنه يجوز صرفه اليهم كما فى النهر عن السراج۔ (الدر المختار مع الرد: (٣٥١/٢)، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب فى الحوائج الأصلية، ط: سعيد)

(٢) ولو نوى صياماً بلا عدد لزمه ثلاثة ايام، ولو صدقة فاطعام عشرة مساكين كالفطرة (الدر المختار) قال ابن عابدين: قوله ولو صدقة أى بلا عدد (قوله كالفطرة) أى لكل مسكين نصف صاع بر۔ (الدر مع الرد: (٧٤٢/٣)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

قال العلامة الرافعى: قول الشارح فاطعام عشرة مساكين: لأن اقل ما أوجبه الله تعالى فى كتابه من الصدقة عشرة مساكين، سندى۔ (التحرير المختار: (١٦/٣)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسى: (١٤٢/٨)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

بدائع الصنائع: (٩٢/٥)، كتاب النذر، فصل واما حكم النذر، ط: سعيد۔

نذر میں یہ الفاظ کہے کہ ''اگر میری بچی بیماری سے شفایاب ہوگئی تو میں صدقہ کروں گا'' اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی ٹھیک ہوگئی تو دس صدقۂ فطر یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

معصیت کی نذر کے احکام

معصیت کی نذر یہ ہے کہ مثلاً کہا کہ ''میں شراب پیوں گا'' یا ''فلاں کو قتل کروں گا'' یا ''اس کی پٹائی کروں گا'' وغیرہ، ایسی نذر منعقد نہیں ہوتی، اور ایسی نذر کو پورا کرنا جائز نہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کی نذر صحیح نہیں ہے، اور ''جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس کی نذر صحیح نہیں''۔ (۱)

(۱) عن عمران بن حصين رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا نذر في معصية الله ولا فيما لا يملكه ابن آدم۔ (سنن نسائي: (۱۴۶/۲): كتاب الأيمان والنذور، النذر فيما لا يملك، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۴۵/۲)، كتاب النذور، ط: قديمي۔

سنن أبي داؤد: (۱۱۴/۲)، كتاب الايمان والنذور، باب ما يؤمر به من وفاء النذر، ط: رحمانيه۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نذر ولا يمين فيما لا يملك ولا في معصية ولا في قطيعة رحم۔ (سنن ابي داود: (۱۱۷/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب الحالف يستثني بعد ما يتكلم، ط: رحمانيه)

عن عمرو بن شعيب، عن ابيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا نذر الا فيما يبتغى به وجه الله تعالى۔ (سنن ابى داود: (۲۲۸/۳)، رقم الحديث: ۳۲۷۳، كتاب الايمان والنذور، باب اليمين في قطعية الرحم، ط: المكتبة العصرية)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم: من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصى الله فلا يعصه۔ (الصحيح للبخاري: (۹۹۱/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۸۶/۴۰)، رقم الحديث: ۲۴۰۷۵، مسند الصديقة عائشة رضي الله عنها بنت الصديق رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سنن أبي داود: (۱۱۲/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في المعصية، ط: رحمانيه۔

جامع الترمذي: (۲۷۹/۱)، أبواب النذور والأيمان، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا نذر في معصية، ط: سعيد۔

سنن النسائي: (۱۴۵/۲)، كتاب الأيمان والنذور، النذر في الطاعة، ط: قديمي۔=

معصیت کی نذر میں کفارہ کا حکم

معصیت کی نذر میں اگر ''معصیت لعینہ'' ہے یعنی جو خود معصیت اور گناہ ہے جیسے ناحق قتل، شراب پینا، زنا، چوری، ڈاکہ، بھتہ وصول کرنا وغیرہ، اگر ایسی معصیت کی نذر مانی تو نذر باطل ہے، اس میں کوئی کفارہ نہیں ہے، البتہ نذر کرنے والے پر ضروری ہے کہ توبہ استغفار کرے کیونکہ اس نے ایک گناہ کا کام کرنے کا قصد اور ارادہ کیا ہے، اور ایک قسم کا کفارہ دیدے۔

اور اگر معصیت کی نذر میں ''معصیت لغیرہ'' ہے یعنی وہ عمل یا کام خود تو جائز ہے لیکن کسی اور وجہ سے اس کا کرنا گناہ ہو جیسے عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے کی نذر کرنا، روزہ خود تو جائز ہے بلکہ ثواب اور عبادت کا کام ہے لیکن عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت اور کھانے پینے کے دن ہیں، اس لئے ان ایام میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض کرنا ہے، اس لئے اصل کے اعتبار سے ان ایام میں روزہ کی نذر کرنا صحیح ہے لیکن ضیافت سے اعراض کرنا لازم آنے کی وجہ سے مکروہ ہے، اس لئے ان ایام میں روزہ نہ رکھے، بعد میں قضاء کرلے اگر کسی وجہ سے قضا بھی نہ کر سکے تو کفارہ ادا کرنا لازم ہے، اور کفارہ سے مراد قسم کا کفارہ ہے۔ (۱)

= ابن ماجة: (ص: ۱۵۴)، ابواب الكفارات، باب النذر في المعصية، ط: قديمي۔

ومنها ان يكون قربة، فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول لله عز شانه عليَّ ان اشرب الخمر او اقتل فلانا او اضربه او اشتمه ونحو ذلك۔ لقوله عليه الصلاة والسلام: لانذر في معصية الله تعالى۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل واما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد)

(۱) عن ابی هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذى هو خير وليكفر عن يمينه۔ (صحيح مسلم: (۴۸/۲)، كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينا فرأى غيرها خيرا منها... الخ، ط: قديمي)

سنن نسائی: (۱۴۳/۲)، كتاب الأيمان والنذور، من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها، ط: قديمي۔=

معصیت کی اقسام

معصیت اور گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) معصیت لذاتہ۔ (۲) معصیت لغیرہ۔
تفصیل کے لئے ''معصیت کی نذر میں کفارہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معصیت کے کام کی نذر

''گناہوں کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معین اعتکاف کو قضاء کرنے کا گناہ

اگر کسی نے معین دنوں میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر کی تو انہی دنوں میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا ضروری ہے، اگر ان دنوں میں اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکا

= عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ومن نذر نذراً فی معصیة الله فكفارته كفارة يمين۔
(سنن أبي داؤد: (۲/۱۱۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لايطيقه، ط: رحمانيه)

وفي جمع الفوائد: (۲/۵۶۶)، عائشة رضی اللہ عنہا رفعته، لانذر في معصية وكفارته كفارة يمين لاصحاب السنن۔ وفي جمع الفوائد: (۲/۵۶۵)، ابن المسيب ان اخوين من الانصار كان بينهما ميراث فسأل احدهما اخاه القسمة، فقال له الآخر ان عدت تسألني القسمة فكل مالي في رتاج الكعبة، ولا اكلمك فعاد يساله فاتى عمر، فقال له ان الكعبة، لغنية عن مالك، وكفر عن يمينك وكلم اخاك، سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول لا يمين عليك ولا نذر في معصية الرب ولا في قطعية الرحم ولا فيما لاتملك۔ ابو داؤد۔ وفي اعذب الموارد: حديث صالح سكت عنه ابو داؤد۔ وابن حجر وهو من طريق عمرو بن شعيب ولكن سعيد بن المسيب لم يسمع من عمر بن الخطاب فهو منقطع كذا في النيل: (۸/۲۵۲)، (جمع الفوائد مع اعذب الموارد)۔ (۲/۵۶۵)، كتاب النذور: ط: إدارة القرآن)

قوله: أن يكون معصية لذاته) قال في الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة قربة، فإن المذهب أن نذر صوم يوم العيد ينعقد، ويجب الوفاء بصوم يوم غيره ولو صامه خرج عن العهدة، ثم قال بعد ذلك: قال الطحاوي: إذا أضاف النذر إلى المعاصي كلله علي أن أقتل فلاناً كان يميناً ولزمته الكفارة بالحنث۔ اه (شامي: (۳/۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۴/۳۷۴)، كتاب الأيمان، فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

تو بعد میں قضا کرنا ضروری ہے، معین دنوں میں اعتکاف کے لئے نہ بیٹھنے کی وجہ سے گناہ ہوگا یا نہیں، اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر شرعی عذر پیش آنے کی وجہ سے معین دنوں میں اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکا تو گناہ گار نہیں ہوگا جیسے حیض، نفاس، جنون، طویل بے ہوشی اور بیماری وغیرہ اگر ان جیسے قدرتی اعذار کی وجہ سے معین دنوں میں اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکا تو اس صورت میں اعتکاف قضاء کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، اور اگر معین دنوں میں اعتکاف نہ کرنے کی وجہ شرعی عذر نہیں بلکہ اپنے اختیار سے اعتکاف چھوڑ دیا جیسے اعتکاف کے دوران ہمبستری کر لی یا روزہ میں کھا، پی لیا وغیرہ تو گناہ گار بھی ہوگا۔ (۱)

معین اور غیر معین جانور میں فرق

"معین جانور ذبح کرنے کی نذر کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

معین اور غیر معین چیز کے صدقہ کی نذر میں فرق ہے

"سو روپے کے بدلے کوئی چیز خریدی تو یہ سو روپے صدقہ ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ((فلو نذر اعتکاف شهر رمضان لزمه... وإن لم يعتكف) رمضان المعين (قضى شهراً) غيره۔ قوله: قضى شهراً غيره)) أي متتابعاً، لأنه التزم الإعتكاف في شهر بعينه وقد فاته فيقضيه متتابعاً كما إذا أوجب اعتكاف رجب ولم يعتكف فيه، بدائع۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

((فلو خرج) ولو ناسياً (ساعة... بلا عذر فسد) فيقضيه... (وإن خرج بعذر يغلب وقوعه لا) لا يفسد وأما ما لا يغلب كانجاء غريق وانهدام مسجد فمسقط للإثم لا للبطلان وإلا لكان النسيان أولى بعدم الفساد۔ (قوله: فيقضيه) أي لو واجباً بالنذر... ويقضي المنذور مع الصوم غير أنه لو كان شهراً معيناً يقضي قدر ما فسد وإلا استقبله، لأنه لزمه متتابعاً، ولا فرق بين فساده بصنعه بلا عذر كالجماع مثلاً... أو لعذر كخروجه لمرض أو بغير صنعه أصلاً كحيض وجنون وإغماء طويل وأما حكمه إذا فات عن وقته المعين، فإن فات بعضه قضاه لا غير ولا يجب الاستقبال أو كله قضى الكل متتابعاً۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۴۴)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۷۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي۔

معین اور غیر معین کی نذر

زید نے عمرو کے پاس ایک من گندم اور ایک ہزار روپے دیکھے، تو زید نے کہا کہ "اگر میں نے اپنی گاڑی اس گندم اور پیسوں کے عوض فروخت کی تو یہ گندم اور پیسے دونوں مساکین پر صدقہ ہوں گے، پھر اپنی گاڑی ان دونوں چیزوں کے عوض فروخت کر دی تو اس پر اس ایک من گندم کا صدقہ ضروری ہے، ایک ہزار روپے کا صدقہ ضروری نہیں اور اگر زید نے خرید نے پر قسم اٹھائی اور کہا کہ "اگر میں نے یہ گاڑی اس ایک من گندم اور ان ایک ہزار روپیہ کے بدلے خریدی تو یہ دونوں مساکین پر صدقہ ہوں گے، پھر ان دونوں کے عوض گاڑی خرید لی تو اس پر ایک ہزار کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور ایک من گندم کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ روپے متعین نہیں ہوتے اور گندم معین ہوتی ہے، روپے اپنی طرف سے دیے اور گندم اس نے بیچنے والے کو دے دی، لہٰذا وہ زید کی ملک سے نکل کر بیچنے والے کی ملکیت میں چلی گئی، اور غیر مملوک کی نذر صحیح نہیں ہے، اور پہلی صورت میں گندم متعین تھی اور وہ خرید نے کے بعد اس کے ملک میں آ گئی، اور مملوکہ چیزوں کی نذر صحیح ہے اس لئے صدقہ کرنا لازم ہوا، اور پیسے غیر متعین تھے اس لئے غیر مملوک کی نذر ہوئی اور وہ صدقہ کرنا لازم نہیں۔ (۱)

(۱) وفي الجامع: إذا نظر الرجل إلى كر حنطة وإلى ألف درهم لرجل وقال: إن بعت عبدي هذا بهذا الكر وبهذه الألف درهم فهما صدقة في المساكين، فباعه بهما لزمه التصدق بالكر ولم يلزمه التصدق بالألف لأن المعلق بالشرط عند وجود الشرط كالمرسل، وكأنه قال بعد البيع: هذا الكر صدقة وهذه الألف صدقة، وهناك يلزمه التصدق بالكر لأن الكر صار مملوكا له بنفس البيع ولا يلزمه التصدق بالدراهم لأن الدراهم لم تصر مملوكة له بنفس البيع، ألا ترى أن للمشتري خيارا أن يدفع عينها وخيارا أن يدفع غيرها، وخيار المالك على هذا الوجه يمنع ثبوت الملك فيها للغير، فيصير ملتزما للصدقة بما يملك وبما لا يملك له، فيلزمه بما يملك ولا يلزمه بما لا يملك ولو عقد يمينه على الشراء بأن قال: إن اشتريت هذا العبد بهذا الكر وبهذه الألف فهما صدقة في المساكين، فاشتراه بهما لزمه التصدق بالألف ولم يلزمه التصدق بالكر لأن الكر خرج عن ملكه بنفس البيع والدراهم بقيت على ملكه بعد البيع. =

معین جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا

☆......اگر کسی نے معین جانور کو ذبح کرنے کی نذر مانی، تو بعینہ اسی جانور کو ذبح کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اسے اختیار ہے چاہے وہی جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرے، یا وہ جانور زندہ صدقہ کردے، یا اس کی قیمت صدقہ کردے یا اس کی قیمت کے برابر کوئی دوسری چیز صدقہ کردے سب جائز ہے۔ (۱)

☆......اگر کسی نے کسی معین جانور ذبح کرنے کی نذر مانی تو اسے ذبح کر کے گوشت تقسیم کردے خواہ اس میں قربانی کی شرائط موجود نہ ہوں، اور اگر معین جانور کی نذر نہ ہو تو ایسا جانور ذبح کرنا ضروری ہے جس میں قربانی کی شرائط پائی جاتی ہوں، مثلا بکری ایک سال کی ہو اور گائے دو سال کی ہو، اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ (۲)

=(المحيط البرهاني: (٦/٢٥٦)، كتاب الأيمان، الفصل الخامس والعشرون: في النذر، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى التاتارخانية: (٥/٣٦)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذر، ط: قديمي۔

رسائل ابن نجيم: (ص: ٣٩١)، الرسالة الخامسة والثلاثون، في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(١) نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز إن ساوى العشرة كتصدقه بثمنه، (الدر مع الرد: (٣/٧٤١)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

رجل قال: إن نجوت من هذا الغم الذى أنا فيه، فعلىّ أن أتصدق بعشرة دراهم فاشترى بعشرة دراهم خبزاً، فتصدق بعين الخبز، أو ثمن الخبز يجزيه۔ (الفتاوى التاتارخانية (٥/٣٢) كتاب الأيمان: الفصل السادس والعشرون في النذر، ط: قديمي)

الفتاوى الهندية (٢/٦٦) كتاب الأيمان: الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

(٢) لأنه هو المعهود في الشرع والله اعلم: ويمكن الاستيناس له بما في الهداية قال: مالي في المساكين صدقة فهو على ما فيه الزكوة استحساناً، وجه الاستحسان أن إيجاب العبد يعتبر بإيجاب الله تعالىٰ فينصرف إيجابه إلى ما أوجب الشارع فيه الصدقة من المال. . . فالمبهم في باب العبادات ينبغي ارجاعه إلى إيجاب الشارع وفي باب المعاملات إلى المتعارف ثم وجدت نظيره في الهداية في باب الهبة: من نذر أن يتصدق بماله يتصدق بجنس ما يجب فيه الزكوة، وفيه ايضاً في باب القضاء: من قال: مالي في المساكين صدقة فهو على ما فيه الزكوة. . . والقياس أن يلزمه التصدق بالكل وبه قال زفر: لعموم اسم =

معین جانور کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کرنے کی نذر ماننی

اگر کسی نے ایک معین جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرنے کی نذر مانی تو اس جانور کو خود رکھ کر اس کی قیمت بھی نذر میں فقراء کو دے سکتا ہے اور قیمت ادا کرنے کی صورت میں اتنا کافی ہے کہ جس دن قیمت ادا کر رہا ہے اس دن مارکیٹ میں اس جیسے جانور کی جو قیمت ہے اتنی قیمت کی رقم ادا کر دے، باقی جس دن جانور کی نذر مانی ہے اس دن اس جانور کی مارکیٹ میں جو قیمت ہے اور جس دن رقم ادا کر رہا ہے اس دن اس جانور کی مارکیٹ میں جو قیمت ہے ان میں سے جس دن کی قیمت کی رقم زیادہ ہو وہ ادا کرنا زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے۔[1]

معین دن کی نذر میں اس کے خلاف کرنا

اگر کسی نے کسی خاص دن مثلاً جمعرات کو جانور ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس کو جمعرات کے دن ذبح کرنا لازم نہیں بلکہ جمعرات کے علاوہ کسی اور دن مثلاً جمعہ کے

=المال كما في الوصية، وجه الاستحسان أن إيجاب العبد يعتبر بإيجاب الله تعالىٰ فينصرف إيجابه إلى ما أوجب الشارع فيه الصدقة من المال۔اه۔ . . فهذا يشعر بأن المبهم في باب النذور التصدق يرجع إليه إيجاب الشرع، فكذا إذا نذر بتصدق حيوان غير معين ينبغي ارجاعه إلى ما اوجب الشرع تصدقه من الحيوان۔ وقال في البحر: (ص: ۲۹۶/۲)، ولو قال: لله عليّ أن أذبح جزورا أو أتصدق بلحمه فذبح سبع شياه جاز۔اه۔ دل على أن الجزور في كلامه يحمل على ماهو المعتبر في الأضحية فإن سبع شياه انما تكون قائمة مقامه لا مادونه مع أن التصدق باللحم يجوز من كل جزور سواء كان ابن سنتين أو أقل ومع ذلك حملوا الجزور على ما تكون سبع شياه بدلاً عنه سواء كان نذر بالذبح أو بالتصدق من اللحم۔ (امداد الأحكام: (۲۷/۳، ۲۸)، كتاب الأيمان والنذور، ط: مكتبه دار العلوم)

ولو قال لله عليّ هدى يجب عليه ما يجزى في الأضحية من الضأن والمعز أو الإبل او البقر إلا ان ينوى بعيرا أو بقرة فيلزمه ذلك۔ (التفسير المظهرى: (۳۰۲/۶)، سورة الحج: ۲۸، ط: حافظ كتب خانه)

فتح القدير: (۱۶۳/۳)، كتاب الحج، مسائل منثوره، ط: رشيديه جديد۔

(۱) امداد الاحكام: (۳۷/۳)، كتاب الأيمان والنذور، ط: دار العلوم۔

دن جانور ذبح کرنے سے بھی نذر ادا ہو جائے گی۔ (۱)

معین دن میں سفر پر چلا گیا

اگر کسی نے معین دن یا معین مہینہ میں روزہ رکھنے کی نذر مانی، پھر اسی دن یا اسی مہینہ اسے سفر پر جانا پڑا تو اس کے لئے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، بعد میں رکھ لے، جیسا کہ رمضان المبارک کے روزے کا حکم ہے۔ (۲)

معین دنوں میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر

اگر کسی نے معین دنوں یا [illegible] مہینوں کے اعتکاف کی نذر مانی، مثلاً یوں کہا کہ ''میں اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اعتکاف میں بیٹھوں گا'' یا یوں کہا کہ ''یکم شعبان سے دس شعبان تک اعتکاف میں بیٹھوں گا'' یا یوں کہا کہ ''رجب کے مہینے میں اعتکاف میں بیٹھوں گا'' تو ان تمام صورتوں میں نذر کرنے والے پر ضروری ہے کہ انہی معین دنوں میں روزہ رکھ کر لگاتار اعتکاف میں بیٹھے، اگر ان میں سے کچھ دن اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکا یا اعتکاف میں بیٹھ گیا تھا لیکن روزہ نہ رکھ سکا تو بعد میں

(۱) ولو قال لله علیّ أن أتصدق بدرهم يوم الخميس، فتصدق يوم الأربعاء جاز۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۲۰۱)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر: فى النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

نذر التصدق بهذه المائة يوم كذا على زيد، فتصدق بمائة اخرى قبله جاز۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۴۲)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان الخ، ط: سعيد)

واجمعوا انه إذا نذر ان يتصدق بدرهم يوم الجمعة، فتصدق يوم الخميس عنه أجزأه۔ (فتح القدير: (۲/۴۰۸)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه جديد)

(۲) وسئل عمن قال: لله علیّ أن أصوم غداً، ثم سافر فى الغد هل له رخصة الإفطار؟ قال: نعم كما فى صوم رمضان۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۵)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳/۳۷۸)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الولوالجية: (۱/۲۳۳)، كتاب الصوم، الفصل الثانى فيما يوجب الكفارة وفيما لايوجب الى آخره، ط: دار الكتب العلمية۔

اتنے دنوں کا اعتکاف روزوں کے ساتھ قضاء کرنا ضروری ہے، البتہ جتنے دن روزہ کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھا ہے اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً کسی نے رجب میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر مانی تھی لیکن پانچ دن اعتکاف میں بیٹھ نہ سکا تو صرف پانچ دنوں کا اعتکاف روزہ کے ساتھ قضاء کرنا لازم ہوگا، پورے مہینے کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہوگا ورنہ تمام دنوں کا اعتکاف متعینہ وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں ادا کرنا لازم آئے گا۔ (۱)

معین شئ کی نذر میں اس کے خلاف کرنا

اگر کسی نے بکری کی نذر مانی اور نذر پوری ہونے کے بعد بکری کی جگہ بکرا یا دنبہ کی جگہ دنبی یا بھینس کی جگہ گائے وغیرہ ذبح کردی تو نذر ادا ہوگئی، لیکن اگر قیمت میں زیادہ تفاوت ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ (۲)

---

(۱) ولو أوجب على نفسه اعتكاف شهر بعينه بأن قال: لله عليّ أن اعتكف رجب يلزمه أن يعتكف فيه يصومه متتابعاً وإن أفطر يوماً أو يومين، فعليه قضاء ذلك اليوم ولا يلزمه قضاء ما صح اعتكافه فيه كما إذا أوجب على نفسه صوم رجب على ما ذكرنا في كتاب الصوم۔ (بدائع الصنائع: (۲/۱۱۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

ولو أوجب على نفسه اعتكاف شهر بعينه، يجب عليه اعتكاف ذلك الشهر لأنه أوجب عيناً، ولو أفسد صوم يوم، يجب عليه اعتكاف الباقي، وكذلك لو ترك اعتكاف يوم يجب عليه باقي الشهر، ويقضي يوماً، ولا يلزمه الاستقبال؛ لأن التتابع ثبت لمجاورة الأيام، لا بالنذر (تحفة الفقهاء: (۱/۳۷۶)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية)

أن المنذور إن كان اعتكاف شهر بعينه يقضي قدر ما فسد لا غير، ولا يلزمه الاستقبال۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۷۰۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي)

(۲) نذر ان يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة، كتصدقه بثمنه. (الدر المختار) وفي الشامي: وإنما لم يختص في النذر بزمان ونحوه خلافاً لزفر رحمه الله: لأن لزوم ما التزمه باعتبار ما هو قربة لا باعتبارات اخر، لا دخل لها في صيرورته قربة... نذر التصدق بهذه المائة يوم كذا على زيد فتصدق بمائة اخرى قبله جاز۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)=

معین مہینوں میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر

''معین دنوں میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معین مہینہ کے روزوں کی نذر مانی

اگر کسی نے معین مہینہ کے روزوں کی نذر مانی، تو ہلالی مہینہ کے حساب سے روزے رکھے گا اگر چاند انتیس دنوں میں نظر آجائے تو انتیس روزے اور اگر چاند تیس دن میں نظر آجائے تو تیس روزے رکھے گا، مثلاً کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں محرم کے مہینے میں روزے رکھوں گا'' تو محرم کا چاند نظر آتے ہی روزے شروع کردے اور جب صفر کا چاند نظر آجائے تو نذر پوری ہوجائے گی خواہ صفر انتیس دنوں کا ہو اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا البتہ ہلالی مہینے کے حساب کے لئے ضروری ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ سے ہی روزہ شروع کرے، اگر محرم کے درمیان کسی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو تیس دن پورے روزے رکھنا ضروری ہوگا۔

اور اگر ماہ کے روزوں کی نذر مانی لیکن کسی مہینہ کا خاص طور پر نام نہیں لیا مثلاً یوں کہا کہ ''میں ایک ماہ روزے رکھوں گا'' تو اس صورت میں نذر ماننے والے کی نیت دیکھی جائے گی، اگر اس نے عددی مہینہ کی نیت کی ہے تو عددی مہینہ کے حساب سے تیس دن روزے رکھنا ضروری ہوگا، اور اگر اس نے ہلالی مہینہ کی نیت کی ہے تو ہلال (چاند) کے حساب سے روزے رکھے گا، اور اگر کوئی نیت نہیں کی تو عددی مہینہ

= ولو قال: لله علىّ ان اذبح جزوراً و اتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز۔ (بزازية على هامش الهندية: (٢٧١/٤)، كتاب الأيمان، النوع الثالث في النذر، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (٢٧٦/٢)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول والخروج... الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (٧٤٠/٣)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

کا اعتبار ہوگا یعنی پورے تیس دن روزے رکھے گا۔ (۱)

معین مہینہ میں سفر پر چلا گیا

''معین دن میں سفر پر چلا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معین نذر کی اقسام

''نذر معین کی اقسام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مفتی بنانے کی نذر ماننا

''حافظ بنانے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مقام مخصوص کے مساکین پر صدقہ

ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا کہ یہ مال لاہور کے مساکین پر صدقہ کر آؤ، اب اگر اس نے کراچی کے مساکین پر صدقہ کر دیا تو درست نہیں اور دوسرا آدمی مال کا ضامن ہوگا کیوں کہ وکیل نے اپنے مؤکل کے حکم کی مخالفت کی ہے اس لئے وہ ضامن ہوگا، اور اگر کسی نے لاہور کے فقراء کے لئے صدقہ کی ''وصیت'' کی اور وصی نے کراچی کے فقراء کو دے دیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک درست ہے کیوں کہ ان کے نزدیک وصی اصیل کے منزلہ میں ہے اس لئے اس کا

---

(۱) وإذا قال: لله علیّ أن أصوم شهراً أو نوى شهرا بعينه نحو أن نوى رجبا أو شعبان أو ما أشبهه فأفطر يوماً منه لزمه قضاءه وليس عليه الاستقبال ولو نوى شهراً بغير عينه۔ فأما إن نوى شهراً بالأهلة أو بالأيام فأى ذلک نوى صحت نيته۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳/۳۷۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: ادارة القرآن۔

ولو قال: لله على صوم شهر، فعليه صوم شهر كامل۔ (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۱/۲۱۸)، كتاب الصوم، فصل فى النذر بالصوم، ط: رشيديه)

دوسرے فقراء پر خرچ کرنا درست ہے، اور امام محمدؒ کے نزدیک درست نہیں اور وصی ضامن ہوگا کیوں کہ وصی ان کے نزدیک وکیل کے منزلہ میں ہے، اور وکیل کے لئے موکل کی مخالفت کرنا درست نہیں بلکہ مخالفت کی صورت میں وکیل ضامن ہوتا ہے۔ (۱)

مقدار تعیین نہیں کی صدقہ میں

"صدقہ کی مقدار تعیین نہیں کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مقدار صدقہ

"فقراء کی تعیین نہیں کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مقدار کی تعیین

اگر کسی نے نذر میں صدقہ کی مقدار کی تعیین کرالی تو نذر پوری ہونے کے بعد اتنا ہی صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اگر صدقہ کی مقدار کی تعیین نہیں کی مثلاً یوں کہا کہ "میں صدقہ کروں گا" تو اس پر صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وفي الحموي عن العمادية: لو أمر رجلاً وقال: تصدق بهذا المال على مساكين أهل الكوفة، فتصدق على مساكين أهل البصرة لم يجز، وكان ضامناً، وفي المنتقى: لو أوصى لفقراء أهل الكوفة بكذا فاعطى الوصي فقراء أهل البصرة جاز عند أبي يوسف وقال محمد يضمن۔ قلت: ووجهه أن الوكيل يضمن بمخالفة الأمر، وأن الوصي هل هو بمنزلة الأصيل أو الوكيل؟ تأمل۔ (شامي: (۴۳۶/۲)، كتاب الصوم، مطلب في صوم الستة من شوال، ط: سعيد)

غمز عيون البصائر: (۵۲/۲)، الفن الثاني من الاشباه والنظائر في الفوائد من الطهارة إلى الفرائض، كتاب الزكاة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) (ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط ووجد وفى به)... واشار بقوله "وفى به" إلى أنه معين مسمى فلو لم يكن مسمى كقوله إن فعلت كذا فعلي نذر، فإن نوى قربة من القرب التي يصح النذر بها نحو الحج والعمرة فعليه مانوى،... وإن لم يكن له نية فعليه كفارة اليمين۔ (البحر الرائق: (۴/ ۴۹۶، ۴۹۹)، كتاب الايمان، ط: رشيديه)

ولو قال: "لله علي صدقة" ولم يكن له نية، فعليه نصف صاع۔ (تحفة الفقهاء: (۳۴۰/۲)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط: دار الكتب العلمية)=

مقدمہ جیتنے کے لئے نذر ماننا

اگر مقدمہ لڑنے والا حق پر ہے تو جیتنے کے لئے نذر ماننا درست ہے، اور جیتنے کے بعد نذر پورا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اور اگر مقدمہ لڑنے والا حق پر نہیں ہے تو ناحق مقدمہ جیتنے کی نیت کی وجہ سے گناہ گار ہوگا البتہ جیتنے کی صورت میں نذر کو پورا کرنا لازم ہوگا، اور اگر اس طرح مقدمہ جیت کر ناحق کچھ لیا ہے تو وہ واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

مکان کی طرف نذر کو منسوب کرے

مکان کی طرف نذر منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نذر کی نسبت کسی مقام یا کسی جگہ کی طرف کی گئی ہو مثلاً نذر کرنے والے نے یہ کہا کہ ''میں بیت اللہ کے پاس دو رکعت نماز پڑھوں گا یا حرم کے فقراء پر صدقہ کروں گا'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ نذر منعقد ہو جائے گی لیکن اس خاص جگہ پر نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے کہیں بھی نذر کو پورا کرسکتا ہے، اور اگر اس خاص جگہ پر نذر کو پورا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے بشرطیکہ عقیدہ درست ہو، اس جگہ کو ضروری اور مقصود نہ سمجھے اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام کی نذر نہ ہو، واضح رہے کہ نذر میں جگہ کی قید لغو ہو جاتی ہے اس کا اعتبار نہیں ہوتا البتہ نذر کا

= الجوهرة النيرة: (۲/۲۹۵)، كتاب الأيمان، ط: حقانية۔

بدائع الصنائع: (۵/۹۲)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد۔

(۱) وفي الخانية: رجل قال: إن نجوت من هذا الغم الذي أنا فيه فعلي أن أتصدق بعشرة دراهم، فاشترى بعشرة دراهم خبزاً فتصدق بعين الخبز أو ثمن الخبز يجزيه۔ (الفتاوى التاتار خانية: (۵/۳۲)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي)

فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۱/۲۶۹)، كتاب الزكاة، فصل في النذر، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهندية: (۲/۶۶)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) ''جھوٹے مقدمہ میں جیتنے کے لئے نذر ماننا'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

اعتبار ہوتا ہے۔ (۱)

مکان کی قید نماز کی نذر میں

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ میں مسجد نبوی مدینہ منورہ میں نماز پڑھوں گا، یا مسجد

---

(۱) جابر ان رجلا قام یوم الفتح فقال یا رسول اللہ ﷺ: انی نذرت لله ان فتح الله علیک مکة ان اصلی صلوة فی بیت المقدس فقال: صلِّ ھھنا ثم اعاد علیه فقال: صلِّ ھھنا ثم اعاد علیه فقال: فشأنک اذاً رواه ابو داود۔ وفی اعذب الموارد: رواه ایضا احمد والبیھقی والحاکم وصححه، وصححه ابن دقیق العید فی الاقتراح وروی أحمد وأبو دود ایضاً عن بعض اصحاب النبی ﷺ بھذا الخبر وزاد فقال النبی ﷺ والذی بعث محمداً بالحق لو صلیت ھھنا لاجزأعنک صلوة فی بیت المقدس والحدیث سکت عنه ابو داود والمنذری وله طرق، رجال بعضھا ثقات کذا فی النیل: (۸/ ۲۶۲)، ثابت بن الضحاک نذر رجل علی عھد رسول اللہ ﷺ ان ینحر إبلاً ببوانة واتی النبی ﷺ فاخبروه، فقال ھل کان فیھا وثن من اوثان الجاھلیة یعبد، قالوا: لا، ھل کان فیھا عید من أعیادھم؟ قالوا: لا، فقال: اوف بنذرک فانه لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا تملک ابو داود (جمع الفوائد: (۲/۵۶۵)، کتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

وفی اعذب الموارد: رواه الطبرانی ایضا وصحح ابن حجر اسناده، کذا فی النیل: (۸/ ۲۵۲) (اعذب الموارد علی جمع الفوائد: (۲/۵۶۵)، کتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان امرأة اتت النبی ﷺ فقالت: یا رسول اللہ انی نذرت ان اضرب علی رأسک بالدف قال اوفی بنذرک قالت انی نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا مکانٌ کان یذبح فیه اھل الجاھلیة قال لصنم قالت: لا، قال: لوثن؟ قالت: لا، قال: اوفی بنذرک (ابو داود: (۲/ ۱۱۴)، کتاب الأیمان والنذور، باب مایؤمر به من وفاء النذر، ط: رحمانیة)

وألغینا تعیین الزمان والمکان)... لأن النذر إیجاب الفعل فی الذمة من حیث ھو قربة لا بإعتبار وقوعه فی زمان ومکان وفقیر... (فیجزیه صوم) شھر (رجب عن نذره صوم شعبان... وتجزیه صلاة رکعتین بمصر...) مثلاً وقد کان (نذر أداھما) أی صلاھما (بمکة) أو المسجد النبوی أو الاقصی) لأن الصحة باعتبار القربة لا المکان: لأن الصلاة تعظیم اللہ تعالیٰ، بجمیع البدن وفی ھذا المعنی الأمکنة کلھا سواء وإن تفاوت الفضل۔ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۲۹۶، ۲۹۷)، کتاب الصوم: باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

وقد تقدم انه صلی اللہ علیه وسلم أمر الناذر بان ینحر ببوانة یفی بنذره بعد أن سأله ھل کانت کذا ھل کانت کذا؟ فدل ذلک علی انه یتعین مکان النذر مالم یکن معصیة ولکن الجمع بین ما ھنا وھناک أن المکان لا یتعین حتماً بل یجوز فعل المنذور به فی غیره، فیکون ما ھنا بیاناً للجواز۔ (نیل الأوطار: (۸/ ۲۹۱)، کتاب النذر: باب أن من نذر الصلاة فی المسجد الأقصی اجزاه ان یصلی فی مسجد مکة والمدینة، ط: دار الحدیث مصر)

بنی امیہ دمشق میں نماز پڑھوں گا، تو نماز کی نذر میں مکان کی قید لغو ہے، لہذا وہ نذر کی نماز جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے۔ (۱)

(۱) ان رجلا قام يوم الفتح فقال: يارسول الله ﷺ انی نذرت لله ان فتح الله عليک مكة ان اصلی فی بيت المقدس ركعتين۔ قال: صلّ ههنا ثم اعاد عليه، فقال صلّ ههنا، ثم اعاد عليه فقال: شأنک إذاً۔ وفی رواية قال النبی ﷺ والذی بعث محمدا بالحق لو صليت ههنا لاجزأ عنک صلوة فی بيت المقدس (سنن ابی داود: (۲/ ۱۱۳، ۱۱۴)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر أن يصلي في بيت المقدس، ط: رحمانيه)

جابر ان رجلا قام يوم الفتح فقال يا رسول الله ﷺ: انی نذرت لله ان فتح الله عليک مكة ان اصلی صلوة فی بيت المقدس فقال: صلّ ههنا ثم اعاد عليه فقال: صلّ ههنا ثم اعاد عليه فقال: فشأنک اذاً رواه ابو داود۔ وفی اعذب الموارد: رواه ايضا احمد والبيهقی والحاكم وصححه، وصححه ابن دقيق العيد فی الاقتراح وروى أحمد وأبو داود ايضاً عن بعض اصحاب النبی ﷺ بهذا الخبر وزاد: فقال النبی ﷺ والذی بعث محمداً بالحق لو صليت ههنا لأجزأ عنک صلوة فی بيت المقدس والحديث سكت عنه ابو داود والمنذری وله طرق، رجال بعضها ثقات كذا فی النيل: (۸/ ۲۶۲)، ثابت بن الضحاک نذر رجل علی عهد رسول الله ﷺ ان ينحر ابلاً ببوانة واتى النبی ﷺ فاخبروه، فقال هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد، قالوا: لا، هل كان فيها عيد من اعيادهم؟ قالوا: لا، فقال: اوف بنذرک فانه لا وفاء لنذر فی معصية ولا فيما لا تملک ابو داود (جمع الفوائد: (۲/ ۵۶۵)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

وفی اعذب الموارد: رواه الطبرانی ايضا وصحح ابن حجر اسناده، كذا فی النيل (۸/ ۲۵۲) (اعذب الموارد علی جمع الفوائد: (۲/ ۵۶۵)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان امرأة اتت النبی ﷺ فقالت: يا رسول الله انی نذرت ان اضرب علی رأسک بالدف قال اوفی بنذرک قالت انی نذرت ان اذبح بمكان كذا وكذا مكانٌ كان يذبح فيه اهل الجاهلية قال لصنم قالت: لا، قال: لوثن؟ قالت: لا، قال: اوفی بنذرک (ابو داود: (۲/ ۱۱۴)، كتاب الأيمان والنذور، باب مايؤمر به من وفاء النذر، ط: رحمانية)

وألغينا تعيين الزمان والمكان)... لأن النذر إيجاب الفعل فی الذمة من حيث هو قربة لا باعتبار وقوعه فی زمان ومكان وفقير... (فيجزيه صوم) شهر (رجب عن نذره صوم شعبان... وتجزيه صلاة ركعتين بمصر...) مثلاً وقد كان (نذر اداهما) ای صلاهما (بمكة) أو المسجد النبوی أو الاقصی) لأن الصحة باعتبار القربة لا المكان، لأن الصلاة تعظيم الله تعالی، بجميع البدن وفی هذا المعنی الأمكنة كلها سواء وإن تفاوت الفضل۔ (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: (ص: ۶۹۶، ۶۹۷)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی)

مکان مخصوص کے مساکین پر صدقہ

''مقام مخصوص کے مساکین پر صدقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مکرَہ کی نذر

اگر کسی پر نذر ماننے پر زبردستی کی گئی، اور اس نے مجبور ہو کر نذر مان لی تو نذر ہوگئی، اس کا پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ نذر منعقد ہونے کے لئے نذر کرنے والے کی رضامندی ضروری نہیں۔ (۱)

مِلک

اگر کسی نے لفظ ''مال'' کی بجائے ''مِلک'' کا لفظ کہا ہے، مثلاً یوں کہا کہ ''میں جن اشیاء کا مالک ہوں وہ صدقہ ہیں'' یا ''میرے ملک یا میرا مملوک صدقہ ہے'' تو ان صورتوں میں صرف ان چیزوں کو مساکین پر صدقہ کرنا لازم ہوگا جن پر زکوۃ واجب ہوسکتی ہے، یعنی قابل زکوۃ ملک کو صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور جو مال زکوۃ واجب ہونے کے قابل نہیں اس کو صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وأما الطواعية فليست بشرط عندنا خلافاً للشافعي رحمه الله كما في اليمين وكذا الجد والهزل۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر: فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(وصح نذره) أي نذر المكره بكل طاعة كالصوم والصدقة وغيرها۔ (مجمع الأنهر: (۴۷/۴)، كتاب الإكراه: ط: دار الكتب العلمية)

ولو اكره على النذر صح ولزم۔ (تبيين الحقائق: (۱۸۸/۵)، كتاب الاكراه، ط: امداديه، ملتان)

(۲) (ولو قال: "مالي أو ما أملكه صدقة" فهو على) جنس (مال الزكاة) استحساناً۔ (الدر مع الرد: (۷۴۵/۵)، كتاب القضاء، قبيل كتاب الشهادات، ط: سعيد)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۴۱۸/۲)، كتاب القضاء، مسائل شتى في القضاء، ط: دار احياء الكتب العربيه۔

الفتاوى التاتارخانية: (۳۶/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمی۔

ملک اور غیر ملک کی نذر

ملک میں نذر صحیح ہوتی ہے اور غیر ملک میں نذر صحیح نہیں ہوتی، مثلاً احمد نے محمود سے ایک ہزار پر گاڑی خریدنے کا ارادہ کیا، اور ایک ہزار روپے محمود کو دے دیئے، پھر دونوں نے قسم اٹھائی، چنانچہ احمد نے کہا کہ "اگر یہ گاڑی میں نے ان ہزار کے بدلے خریدی (اور ان متعین ہزار کی طرف اشارہ بھی کیا) تو یہ ہزار مساکین پر صدقہ ہیں" اور محمود نے کہا کہ "اگر میں نے یہ گاڑی ان ہزار کے بدلے فروخت کی تو وہ صدقہ ہیں" اس نے بھی ان متعین ہزار کی طرف اشارہ کیا، پھر بیع ہوگئی، یعنی محمود نے ہزار کے بدلے گاڑی فروخت کردی، تو محمود پر لازم ہے کہ ایک ہزار صدقہ کرے اور احمد پر صدقہ کرنا لازم نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ محمود نے اپنی رقم کی نذر مانی جو کہ درست ہے، اور احمد نے غیر مملوک کی نذر مانی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔[1]

ملک یا سبب ملک کی طرف نسبت کر کے نذر کرنا

ملک یا سبب ملک کی طرف نسبت کر کے نذر کرنے سے نذر منعقد ہوجاتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ملک آجانے کے بعد صدقہ کرنے کا وعدہ ہوتا ہے۔[2]

---

(۱) وفي المنتقى: إذا أراد الرجل أن يشتري عبداً من رجل بألف درهم فدفع ألف درهم إلى صاحب العبد ثم حلف فقال: إن اشتريت هذا العبد بهذه الألف درهم، وأشار إلى الألف المدفوعة، فهذه الألف صدقة في المساكين" فقال صاحب العبد: "إن بعت هذا العبد بهذه الألف فهي في المساكين صدقة" وأشار إلى تلك الألف أيضاً ثم إن صاحب العبد باع العبد بتلك الألف فعلى البائع أن يتصدق بها دون المشتري. (الفتاوى التاتارخانية: (۳۶/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: قديمي)

المحيط البرهاني: (۳۵۶/۲)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۶۷/۲)، كتاب الايمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً و ما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه۔

(۲) ومنها ان يكون المنذور مالاً مملوك الناذر وقت النذر او كان مضافاً إلى الملك او إلى سبب =

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ... فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ. (سورۃ التوبۃ: ۷۵، ۷۷)

ترجمہ: اور ان (منافقین) میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرمائے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم (اس کے ذریعے سے) خوب نیک کام کیا کریں...... سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق (قائم) کر دیا، جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہے گا اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے) جھوٹ بولتے تھے۔ (بیان القرآن)

ملکیت سے زائد رقم کی نذر ماننا

"مملوک کی نذر منعقد ہوتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ملکیت کے بارے میں کام پورا ہونے کا وقت معتبر ہے

ملکیت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ نذر کرتے وقت ملکیت میں جو کچھ ہے

=الملک... بأن قال: کل مال املکه فیما استقبل فهو هدی أو قال فهو صدقة أو قال: کلما اشتریته أو أرثه فیصح عند أصحابنا خلافاً للشافعی رحمه الله والصحیح قولنا لقوله عز و جل: "ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنکونن من الصالحین." إلی قوله تعالی: فأعقبهم نفاقاً فی قلوبهم إلی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما کانوا یکذبون." دلت الآیة الشریفة علی صحة النذر المضاف. (بدائع الصنائع: (۹۰/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۷۴۲/۳)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لایختص بزمان ومکان ودرهم، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۹۸/۴)، کتاب الأیمان، ط: سعید۔

اس کا اعتبار نہیں بلکہ نذر والا کام پورا ہونے کے وقت کی ملکیت کا اعتبار ہوتا ہے، مثلاً زید نے یکم محرم الحرام کو کہا کہ ”اگر میرا بیٹا تندرست ہو گیا تو میں اپنا مال صدقہ کروں گا“ اس وقت اس کے پاس پانچ ہزار روپے تھے پھر صفر کو وہ بیٹا تندرست ہو گیا، اور اس وقت اس کے پاس دس ہزار تھے تو دس ہزار صدقہ کرنا لازم ہوگا، پانچ ہزار صدقہ کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (۱)

مملوک کی نذر منعقد ہوتی ہے

مملوک کی نذر منعقد ہوتی ہے، غیر مملوک کی نذر منعقد نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یہ کہا کہ ”میں اپنے مال سے دس ہزار روپے صدقہ کروں گا، لیکن اس کے پاس دس ہزار سے کم روپے ہیں، تو جتنے روپے ہوں گے اتنے روپے کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، مثلاً پانچ ہزار روپے ہیں تو پانچ ہزار روپے صدقہ کرنا لازم ہوگا، اس سے زائد رقم کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ پانچ ہزار روپے سے زائد رقم اس کی مملوک نہیں ہے، اور غیر مملوک کی نذر منعقد نہیں ہوتی۔

اس صورت میں اگر اس کے پاس سامان وغیرہ موجود ہے تو اسے بھی صدقہ میں شامل کرنا پڑے گا، اگر سامان کی قیمت دس ہزار سے کم ہے تو اتنے پیسے صدقہ کر دے، اگر پیسے نہ ہوں تو سامان فروخت کرے، اور اگر قیمت کی رقم دس ہزار سے زائد ہو تو دس ہزار تک صدقہ کرنا ضروری ہے اس سے زائد رقم کا صدقہ کرنا ضروری

---

(۱) فی البحر قال: إن فعلت كذا فما أملكه صدقة، فحيلته أن يبيع ملكه من رجل بثوب فی منديل ويقبضه ولم يره ثم يفعل ذلک ثم يرده بخيار الرؤية فلا يلزمه شیء۔ (قوله: فلا يلزمه شیء) قال العلامة المقدسی منه يعلم أن المعتبر الملک حين الحنث لا حين الحلف ووجه المسئلة أنه حين الحنث لا مال له۔ (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: (۲۲۳/۳)، كتاب القضاء، مسائل شتی، ط: دار المعرفة)

شامی: (۴۵۷/۵)، كتاب القضاء، مسائل شتی، مطلب اقتسموا دارا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلک، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸۰/۷، ۸۱)، كتاب القضاء، مسائل شتی، ط: رشيديه۔

نہیں۔ (۱)

مملوکہ مال سے زیادہ کی نذر ماننا

مثلاً کسی نے ایک لاکھ رقم صدقہ کرنے کی نذر مانی ہے اور وہ صرف پچاس ہزار روپے کا مالک ہے ایک لاکھ روپے کا مالک نہیں تو اس پر صرف پچاس ہزار روپے کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اس سے زائد رقم کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا کیونکہ وہ پچاس ہزار سے زائد رقم کا مالک نہیں ہے۔ (۲)

منت سے رجوع کرنا

"رجوع کرنا نذر سے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) (نذر أن يتصدق بألف من ماله وهو يملك دونها لزمه) ما يملك منها (فقط) هو المختار؛ لأنه فيما لم يملك لم يوجد النذر في الملك ولا مضافاً إلى سببه فلم يصح۔ (قوله: لزمه ما يملك منها فقط) وإن كان عنده عروض أو خادم ليساوي مائة فإنه يبيع ويتصدق وإن كان يساوي عشرة يتصدق بعشرة وإن لم يكن شيء فلاشيء عليه... وانظر هل يدخل في ذلك الدين كما يدخل في الوصية بثلث ماله ظاهر التعليل عدم الدخول... لكن سيأتي في أول الشركة أن الحق كونه مملوكا۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱، ۷۴۲)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان... الخ، ط: سعيد)

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندية: (۲/ ۱۵)، كتاب الأيمان، فصل في اليمين بالصوم والصدقة ونحو ذلك، ط: رشيديه۔

حاشية الشرنبلالي على درر الحكام: (۲/ ۴۳)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية۔

(۲) لو التزم بالنذر بأكثر مما يملك لزمه ما يملك هو المختار كمن قال إن فعلت كذا فعليه ألف صدقة وليس له إلا مائة۔ (الهندية: (۲/ ۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه)

ونذر أن يتصدق بألف من ماله، وهو يملك دونها لزمه ما يملك منها۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان الخ، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷۶)، كتاب الأيمان، قبيل باب اليمين في الدخول والخروج والاتيان، ط: دار الكتب العلمية۔

منذور بہ کی تعیین کے اعتبار سے اقسام

منذور بہ متعین اور غیر متعین ہونے کے اعتبار سے نذر کی ابتداءً دو قسمیں ہیں:

① نذر مبہم ② نذر متعین۔ (۱)

منذور جانور

اگر کسی جانور کو اللہ کے نام نذر کر دیا تو وہ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ نذر ہوگا، لہذا اس کے بعد اس کا دودھ خود استعمال کرنا جائز نہیں، بلکہ دودھ کو فقراء میں صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر سواری کے قابل جانور ہے تو اس پر سواری کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس پر سوار ہوا یا کسی کو سوار کر کے اجرت لی تو اتنی رقم کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اگر اس جانور سے بچہ پیدا ہوا تو اس کو بھی صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

منذور قربانی کا گوشت

نذر والی قربانی کے جانور کے گوشت کا حکم صدقہ نافلہ کی طرح ہے، لہذا اس کا

---

(۱) فالنذر لایخلو إما ان أضیف إلی وقت مبہم وإما إن أضیف إلی وقت معین۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۹۴)، کتاب النذر، فصل وأما حکم النذر، ط: سعید)

البحر العمیق: (۴/۲۲۳۷)، الباب السابع عشر، فی النذر بالحج والحلف بہ، ط: مؤسسۃ الریان، المکتبۃ المکیۃ۔

وأما المنذور فنوعان: مبہم ومعین۔ (الفقہ الإسلامی وادلتہ: (۴۶۸/۳)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: دار الفکر)

(۲) ولو ولدت الاضحیۃ ولداً قبل الذبح یذبح الولد معہا، وعند بعضہم یتصدق بہ بلا ذبح (الدر مع الرد: (۶/ ۳۲۲، ۳۲۳)، کتاب الاضحیۃ، ط: سعید)

ولو ولدت ولداً یکون ولدہا للاضحیۃ، (فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیۃ: (۳۴۷/۳)، کتاب الاضحیۃ، فصل فی صفۃ الاضحیۃ، ط: رشیدیہ)

بدائع الصنائع: (۷۸/۵)، کتاب الاضحیۃ، فصل: واما بیان مایستحب قبل التضحیۃ، ط: سعید۔

(وکرہ جز صوفہا قبل الذبح) لینتفع بہ، فإن جزہ تصدق بہ، ولایرکبہا ولایحمل علیہا شیئاً ولایؤجرہا فإن فعل تصدق بالأجرۃ، (الدر مع الرد: (۳۲۹/۶)، کتاب الأضحیۃ، ط: سعید)

گوشت خود کھانا، اپنے اہل وعیال، مالدار، غریب اور سید حضرات کو کھلانا درست ہے، ہاں اگر قربانی کی نذر کے ساتھ گوشت صدقہ کرنے کی نذر بھی مانی ہے تو پھر گوشت کو صدقہ کرنا بھی ضروری ہوگا۔ (۱)

اور اگر قربانی کے ایام گذر جانے کے بعد نذر والی قربانی کے جانور کو ذبح کیا تو تمام گوشت فقراء میں صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

منذور کی شرائط

جس چیز کی نذر مانی جاتی ہے اس کی سات شرائط ہیں:

پہلی شرط: جس چیز کی نذر مان رہا ہے اس کا اپنی ذات کے اعتبار سے پایا جانا ممکن ہو، اور اگر اس چیز کا پایا جانا ممکن نہیں تو اس چیز کی نذر منعقد نہیں ہوگی مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں رات کو روزہ رکھوں گا، تو یہ نذر

---

(۱) وروی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کان یفتی فی النسک والاضحیة: ثلث لک ولأهلک، وثلث فی جیرانک، وثلث للمساکین، وقال عبدالملک عن عطاء رحمہ اللہ مثله، قال: وکل شئ من البدن واجبا کان او تطوعاً فهو بهذه المنزلة الا ما کان من جزاء صید أو فدیة من صیام أو صدقة أو نسک أو نذر مسمی للمساکین۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳/۲۶۱)، سورة الحج، باب محل الهدی، ط: قدیمی)

ان الدماء انواع ثلاثة: نوع یجوز لصاحبه ان یاکل منه بالاجماع، ونوع لایجوز له ان یاکل منه بالاجماع، ونوع اختلف فیه، فالاول: دم الاضحیة نفلاً کان أو واجباً، منذوراً کان أو واجباً مبتداءً والثانی دم الاحصار وجزاء الصید ودم الکفارة الواجبة بسبب الجنایة علی الاحرام کحلق الرأس ولبس المخیط والجماع بعد الوقوف بعرفة وغیر ذلک من الجنایات، ودم النذر بالذبح، والثالث: دم المتعة والقران فعندنا یؤکل وعند الشافعی رحمہ اللہ لایؤکل۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۰)، کتاب التضحیة، فصل وأما بیان مایستحب قبل التضحیة، ط: سعید)

(۲) (ولو ترکت التضحیة ومضت أیامها تصدق بها حیة ناذر) فاعل تصدق (لمعینة) ولو فقیر أو لو ذبحها تصدق بلحمها ولو نقصها تصدق بقیمة النقصان ایضاً ولا یاکل الناذر منها، فإن أکل تصدق بقیمة ما أکل۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۲۰، ۳۲۱)، کتاب الأضحیة، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۴/۱۷۰)، کتاب الأضحیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱/۲۷۰)، کتاب الأضحیة، دار إحیاء الکتب العربیة۔

منعقد نہیں ہوگی کیونکہ رات روزہ کا محل نہیں ہے یا مثلاً ایک عورت یہ نذر مانتی ہے کہ میں حیض یا نفاس کے دن روزہ رکھوں گی تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ حیض ونفاس کے دن روزہ رکھنا شریعت کے اعتبار سے ممکن نہیں، روزہ صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو۔ (۱)

دوسری شرط: جس چیز کی نذر مان رہا ہے وہ قربت، طاعت اور عبادت ہو جیسے نماز روزہ حج صدقہ وغیرہ، اس شرط سے معلوم ہوا کہ گناہ معاصی اور نافرمانی کے کاموں کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے مثلاً کوئی شخص یہ نذر مانتا ہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں شراب پیوں گا یا فلاں کو قتل کروں گا، تو یہ نذر صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) منها أن يكون متصور الوجود في نفسه شرعاً، فلا يصح النذر بما لا يتصور وجوده شرعاً كمن قال: لله على أن أصوم ليلاً أو نهاراً آكل فيه و كالمرأة إذا قالت لله على أن أصوم أيام حيضي، لأن الليل ليس محل الصوم والأكل مناف للصوم حقيقة والحيض مناف له شرعاً إذ الطهارة عن الحيض والنفاس شرط وجود الصوم الشرعي۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

البحر العميق: (۲۲۰۲/۴)، الباب السابع عشر، في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

(۲) عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: لا نذر إلا فيما يبتغى به وجه الله تعالى۔ (سنن ابی داؤد: (۲۸۸/۳)، رقم الحديث: ۳۲۷۳، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين في قطعية الرحم، ط: المكتبة العصرية)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: لا نذر ولا يمين فيما لا يملك ولا في معصية ولا في قطعية رحم۔ (سنن ابی داؤد: (۱۱۷/۲)، كتاب الأيمان والنذور: باب الحالف يستثنى بعد ما يتكلم، ط: رحمانيه)

سنن نسائی: (۱۴۴/۲)، كتاب الأيمان والنذور، اليمين فيما لا يملك، ط: قديمی۔

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ: من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصي الله فلا يعصه۔ (صحيح بخاری: (۹۹۱/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، ط: قديمی)

سنن ابی داؤد: (۱۱۲/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في المعصية، ط: رحمانيه۔

سنن نسائی: (۱۴۵/۲)، كتاب الأيمان والنذور، النذر في الطاعة، ط: قديمی۔

جامع الترمذی: (۲۷۹/۱)، ابواب النذور والأيمان، باب ما جاء عن رسول الله ﷺ أن لا نذر في معصية، ط: سعيد۔ =

اور معصیت سے مراد وہ چیز ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت ہو اور جو معصیت اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ خارجی چیزوں کی وجہ سے معصیت بنتی ہے اس کی نذر درست ہے جیسے عید کے دن کے روزہ کی نذر مان لی تو درست ہے بعد میں روزہ رکھنا ضروری ہے۔(۱)

تیسری شرط: منذور بہ قربت اور عبادت مقصودہ بھی ہو جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اعتکاف، غلام آزاد کرنا وغیرہ، اگر قربت اور عبادت مقصودہ نہ ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے جیسے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ چلنا، وضو، غسل، میت کی

= سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۴)، ابواب الكفارات، باب النذر في المعصية، ط: قديمي۔

مسند أحمد: (۸٦/۴۰)، رقم الحديث: ۲۴۰۷۵، مسند الصديقه عائشة بنت الصديق ﷺ، ط: مؤسسة الرسالة۔

عقبة بن عامر: نذرت أختي إلى بيت الله حافية، فأمرتني أن أستفتي لها النبي ﷺ فاستفتيته فقال: لتمش ولتركب... وفي رواية: حافية غير مختمرة فقال: مروها فلتختمر، ولتركب ولتصم ثلاثة أيام۔ (جمع الفوائد: (۵٦۵/۲)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

سنن نسائي: (۱۴٦/۲)، كتاب الأيمان والنذور، إذا حلفت المرأة لتمش حافية غير مختمرة، ط: قديمي۔

سنن أبي داؤد: (۱۱۳/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية، ط: رحمانيه۔

ومنها أن يكون قربة فلا يصح النذر بما ليس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول لله عز شانه علي أن اشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه أو اشتمه ونحو ذلك، لقوله عليه السلام: لا نذر في معصية الله تعالى۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(۱) وفي البحر شرائطه خمس فزاد: أن لا يكون معصية لذاته، فتصح نذر صوم يوم النحر لانه لغيره۔ (قوله: وألا يكون معصية لذاته) قال في الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراما لعينه أو ليس فيه جهة القربة، فإن المذهب أن نذر صوم يوم العيد ينعقد، ويجب الوفاء بصوم يوم غيره ولو صامه خرج عن العهدة۔ (الدر مع الرد: (۷۳٦/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۷۴/۴)، كتاب الأيمان، فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

تجہیز وتکفین، مسجد میں داخل ہونا، قرآن مجید کو چھونا، اذان دینا، اقامت کہنا، مسافر خانہ بنانا، پل بنانا، مسجد اور مدرسہ بنانا وغیرہ یہ سب قربت ہیں، لیکن قربت مقصودہ نہیں ہیں اس لئے ان چیزوں کی نذر منعقد نہیں ہوتی اور قربت غیر مقصودہ سے مراد وہ عبادت کے کام ہیں جو اپنی ذات کے اعتبار سے مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری اہم عبادت کے ادا کرنے کے لئے شرط یا ذریعہ ہوں جیسے وضو خود ذاتی اعتبار سے مقصود نہیں ہے بلکہ نماز کے لئے شرط ہے، اسی طرح غسل بھی خود ذاتی اعتبار سے مقصود نہیں بلکہ غسل واجب ہونے کی صورت میں نماز صحیح ہونے کے لئے شرط ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی وغیرہ۔ (١)

چوتھی شرط: نذر لازم ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ منذور بہ کی جنس سے کوئی فرد کم از کم واجب ہو، یا وہ منذور بہ خود کسی واجب یا فرض پر مشتمل ہو جیسے اعتکاف روزے پر مشتمل ہے جو کہ فرض ہے۔ اور ہر فرض بھی واجب ہوتا ہے اس لئے ایسی منذور بہ کی نذر بھی درست ہے جس کی جنس میں سے کوئی فرد فرض ہو۔

واجب کی مثال جیسے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے کی نذر ماننا، یا نفلی قربانی کرنے کی نذر ماننا، یہ نذر اس لئے درست ہے کہ اس کی جنس میں سے

---

(١) ومن نذر نذرًا مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب... وهو عباة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (ووجد الشرط... لزم الناذر... كصوم وصلاة وصدقة ووقف واعتكاف وإعتاق رقبة وحج... ولم يلزم الناذر ماليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد۔ (قوله: وهو عبادة مقصودة)... وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلايصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة والوضوء والاغتسال، ودخول المسجد ومس المصحف، والأذان، وبناء الرباطات، والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قرباً إلا أنها غير مقصودة، اهـ۔ فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه۔ (قوله: خرج الوضوء) لأنه عبادة ليست مقصودة لذاتها وإنما هو شرط لعبادة مقصودة وهي الصلاة۔ ط عن المنح (الدر مع الرد: (٣/٧٣٥، ٧٣٦)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٥/٨٢)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط: سعيد۔

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي (ص: ٦٩٢)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

قربانی واجب ہے۔

اور فرض کی مثال جیسے نماز، روزہ اور حج کرنے کی نذر ماننا مثلاً اگر کسی نے بیس روزے رکھنے کی نذر مانی تو یہ درست ہے، کیونکہ اس کے جنس سے رمضان کا روزہ فرض ہے۔ (۱) مزید ''جنس سے کیا مراد ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پانچویں شرط: منذور بہ پہلے سے نذر کرنے والے پر فرض یا واجب نہ ہو، اگر پہلے سے فرض یا واجب ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے، خواہ وہ فرض عین ہو یا فرض کفایہ۔ فرض عین جیسے پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، اور صاحب نصاب پر زکوۃ اور مالدار صاحب استطاعت پر حج۔

مثلاً اگر کسی نے نذر مانی کی میں ظہر کی نماز پڑھوں گا تو نذر منعقد نہیں ہوگی

---

(۱) وذکر في اعتكاف المعراج قلنا: بل من جنسه وأجب الله تعالیٰ وهو اللبث بعرفة وهو الوقوف، والنذر بالشيء إنما يصح إذا كان من جنسه واجب أو مشتملاً على الواجب، وهذا كذلک ،لان الاعتكاف يشتمل على الصوم، ومن جنس الصوم واجب وإن لم يكن من جنس اللبث واجب۔ (شامی: (۳/۷۳۶)، کتاب الأيمان مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر الرائق: (۲/۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۱/۳۴۸)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

ولو قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة أو على شاة أذبحها فبرئ لايلزمه شيء، لأن الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالأضحية (فلا يصح إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فيلزمه) لأن الصدقة من جنسها فرض وهي الزكاة۔ وفي الرد: فيتعين حمل ما ذكره المصنف على القول بانه لابد أن يكون من جنسه فرض وحمل مافي الخانية والدرر من صحة قوله: لله علي أن أذبح شاة على القول بانه يكفي أن يكون من جنسه واجب، سيأتي في آخر الأضحية عن الخانية: لو نذر عشر اضحيات لزمه ثنتان لمجيء الأمر بهما، وفي شرح الوهبانية: الأصح وجوب الكل لإيجابه ما لله من جنسه إيجاب ونقل الشارح هناک عن المصنف أن مفاده لزوم النذر بما من جنسه واجب اعتقادي أو اصطلاحي۔ اهـ۔ ويؤيد أيضاً ماقدمناه عن البدائع۔ وبه يعلم أن الأصح أن المراد بالواجب مايشمل الفرض والواجب الاصطلاحي لاخصوص الفرض فقط۔ (الدر مع الرد: (۳/۷۳۹، ۷۴۰)، کتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان،، ط: سعيد)

کیونکہ ظہر کی نماز پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پر فرض ہے۔ اور فرض کفایہ کی مثال یہ کہ اگر کسی نے جنازہ کی نماز پڑھنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کسی نے وتر کی نماز پڑھنے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، اسی طرح سلام کا جواب دینا واجب ہے اگر کسی نے سلام کا جواب دینے کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی کیونکہ وہ پہلے سے اس پر واجب ہے۔

ایسی نذر صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز پہلے سے واجب ہے اس کو نذر کر کے دوبارہ واجب کرنا ممکن نہیں ہے۔[1]

چھٹی شرط: اگر منذور بہ مال ہو تو نذر کے وقت نذر کرنے والے کا مملوک ہونا یا نذر کی اضافت اور نسبت ملک کی طرف یا ملک کے سبب کی طرف کرنا ضروری ہے،[2]

---

(۱) ومنها أن لا يكون مفروضاً ولا واجباً ، فلا تصح النذر بشئى من الفرائض سواء كان فرض عين كالصلوات الخمس وصوم رمضان أو فرض كفاية كالجهاد وصلاة الجنازة ، ولا بشئى من الواجبات سواء كان عيناً كالوتر وصدقة الفطر والعمرة والأضيحة أو على سبيل الكفاية كتجهيز الموتى وغسلهم ورد السلام ونحو ذلک ، لأن إيجاب الواجب لا يتصور۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۹۰)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

البحر العميق: (۴/ ۲۲۳۱)، الباب السابع عشر في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان۔

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۴)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۲) عن عمران بن حصين أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: لا نذر في معصية الله ولا فيما لا يملكه ابن آدم۔ (سنن النسائي: (۲/ ۱۳۶)، كتاب الأيمان والنذور، النذر فيما لا يملک، ط: قديمی)

الصحيح لمسلم: (۲/ ۴۵)، كتاب النذور، ط: قديمی۔

سنن أبي داود: (۲/ ۱۱۴)، كتاب الأيمان والنذور، باب ما يؤمر به من وفاء النذر، ط: رحمانية۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا نذر ولا يمين فيما لا يملک (الحديث) (سنن ابی داود: (۲/ ۱۱۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب الحالف يستثنى بعد ما يتكلم، ط: رحمانيه)

ان ثابت بن الضحاک اخبره انه بايع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تحت الشجرة، وان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: من حلف على يمين بملة غير الاسلام كاذبا فهو لما قال، ومن قتل نفسه بشئى عذب به يوم القيمة وليس على رجل نذر في شئى لا يملكه۔ (الصحيح المسلم: (۱/ ۷۲)، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الانسان نفسه... الخ ط: قديمی)=

اگر نذر ماننے والا اس مال کا مالک نہیں یا نذر کی اضافت اور نسبت ملک یا سبب ملک کی طرف نہ ہوتو وہ نذر منعقد نہیں ہوگی۔

نذر کرنے والے کا مملوک نہ ہواس کی مثال زید نے کہا کہ اگر میں بیماری سے تندرست ہوگیا تو یہ بکری صدقہ کروں گا، حالانکہ زید اس بکری کا مالک نہیں ہے بلکہ اس بکری کا مالک زید کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی ہے اس صورت میں اگر زید تندرست ہو جائے گا تو زید پر اس بکری کو صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا اسی طرح اگر بعد میں کسی طرح وہ بکری زید کی ملکیت میں آ گئی تو بھی اس کا صدقہ کرنا زید پر لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

اگر نذر کرنے والے نے ملک یا سبب ملک کی طرف نسبت کر کے نذر کی تو نذر منعقد ہو جائے گی۔

ملک کی طرف نسبت کرنے کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے کہا کہ " آئندہ میں جس مال کا مالک بنا تو وہ صدقہ ہے" اس سے نذر صحیح ہو جائے گی، لہٰذا وہ آئندہ جس مال کا مالک بنے گا وہ صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

اور سبب ملک کی طرف نسبت کرنے کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے کہا کہ " میں نے جو بھی چیز خریدی وہ صدقہ ہے" یا یہ کہا کہ " مجھے جو بھی چیز وراثت میں ملی وہ صدقہ ہے" مستقبل میں جب بھی وہ کوئی چیز خرید کر مالک بنے گا یا اسے وراثت میں کوئی چیز ملے گی اسے صدقہ کرنا ضروری ہوگا، خریدنا اور وراثت مال کے مالک بننے کے اسباب ہیں۔

= ومنها أن يكون المنذور به إذا كان مالاً مملوك الناذر وقت النذر أو كان النذر مضافاً إلى الملك أو إلى سبب الملك حتى لو نذر بهدى ما لا يملكه أو بصدقة ما لا يملكه للحال لا يصح۔ (بدائع الصنائع: (٩٠/٥)، كتاب النذر، وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

وإذا قال: لله على أن أهدى هذه الشاة وهي مملوكة للغير لا يصح نذره، ولا يلزمه شئي۔ (المحيط البرهاني: (٣٥٣/٦)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: ادارة القرآن)

(١) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ٢، على الصفحة السابقة۔

واضح رہے کہ ملک یا سبب ملک کی طرف اضافت کرنے کی صورت میں نذر اس لئے منعقد ہو جاتی ہے کہ اس میں ملک آ جانے کے بعد صدقہ کرنے کا وعدہ ہوتا ہے۔[1] اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ... فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ. (سورۃ التوبۃ:۷۵،۷۷)

ترجمہ: اور ان (منافقین) میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) عطا فرمائے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم (اس کے ذریعے سے) خوب نیک کام کیا کریں......سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق (قائم) کر دیا، جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہے گا اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے) جھوٹ بولتے تھے۔ (بیان القرآن)

ساتویں شرط: منذور بہ کی مقدار مملوکہ مال سے زیادہ نہ ہو، اگر منذور بہ کی مقدار ملکیت کے مال سے زیادہ ہو تو زائد مقدار کی نذر منعقد نہیں ہوگی، صرف ملکیت کی مقدار مال کی نذر درست ہوگی اس سے زائد میں درست نہیں ہوگی، مثلاً زید نے

(۱) ومنها أن يكون المنذور مالاً مملوك الناذر وقت النذر أو كان مضافاً إلى الملك أو إلى سبب الملك... بأن قال: كل مال املكه فيما استقبل فهو هدى أو قال فهو صدقة أو قال: كلما اشتريته أو ارثه فيصح عند أصحابنا خلافاً للشافعي رحمه الله والصحيح قولنا لقوله عز وجل: "ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين۔" إلى قوله تعالى: فأعقبهم نفاقاً في قلوبهم إلى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون۔" دلت الآية الشريفة على صحة النذر المضاف۔ (بدائع الصنائع:(۹۰/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع، ط:سعيد)

الدر مع الرد :(۷۴۲/۳)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم، ط:سعيد۔

البحر الرائق:(۴۹۸/۴)، كتاب الأيمان، ط:سعيد۔

کہا کہ اگر میرا گم شدہ بیٹا گھر واپس آ گیا تو میں اپنے مال میں سے ایک لاکھ صدقہ کروں گا جب کہ اس کی ملکیت میں صرف پچاس ہزار روپے ہیں، اس صورت میں اس پر پچاس ہزار کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا ایک لاکھ کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہوگا، ہاں اگر اس کے پاس پچاس ہزار نقد ہے اور پچاس ہزار یا پچاس ہزار سے زائد مالیت کا سامان ہے تو اسے فروخت کر کے ایک لاکھ برابر کر کے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر نقدی کے علاوہ باقی سامان کی قیمت پچاس ہزار سے کم ہے تو جتنا ہوا اتنا صدقہ کر دینا لازم ہوگا جیسا کہ ایک آدمی نے ہزار حجوں کی نذر مانی تو ہزار حج واجب نہیں ہوں گے بلکہ جتنے سال وہ زندہ رہے گا اتنے حج واجب ہوں گے۔ (۱)

(نوٹ) اگر کسی نذر میں مذکورہ بالا سات شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو نذر منعقد نہیں ہوگی تاہم نذر میں وعدہ کا معنیٰ پایا جاتا ہے اس لئے اگر وہ کام جائز ہو اور شریعت کی حدود کے اندر رہو تو وعدہ کی حد تک اس کو پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کسی نے زبان نہیں صرف دل میں کہا کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو بکرا ذبح کروں گا تو یہ نذر درست نہیں ہوگی، کیونکہ اس نے زبان سے نذر کے الفاظ ادا نہیں کئے صرف دل میں اللہ سے وعدہ کیا ہے اس لئے امتحان میں کامیاب ہونے

---

(۱) (نذر أن يتصدق بألف من ماله وهو يملك دونها لزمه) ما يملك منها (فقط) هو المختار: لأنه فيما لم يملك لم يوجد النذر في الملك ولا مضافاً إلى سببه فلم يصح۔ (قوله: لزمه ما يملك منها فقط) وإن كان عنده عروض أو خادم يساوي مائة فإنه يبيع ويتصدق وإن كان يساوي عشرة يتصدق بعشرة وإن لم يكن شئ فلا شئ عليه كما أوجب على نفسه ألف حجة يلزمه بقدر ما عاش في كل سنة حجة۔ شرنبلالية عن الخانية۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۴۱، ۷۴۲)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم... الخ، ط: سعيد)

حاشية الشرنبلالي على درر الحكام: (۲/ ۴۳)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية۔

فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۲/ ۱۵)، كتاب الأيمان، فصل في اليمين بالصوم والصدقة ونحو ذلك، ط: رشيديه۔

کے بعد اس وعدہ کو بھی پورا کرنا چاہئے۔ (۱)

موافق بیوی ملے تو ہر جمعرات کو روزہ رکھے گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سردی سے پہلے موافق بیوی دے دی تو میں ہر جمعرات کو روزہ رکھوں گا" تو اگر سردی سے پہلے موافق بیوی مل گئی تو نذر لازم ہوجائے گی اور ہر جمعرات کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

موافق بیوی کے اوصاف یہ ہیں: ❶ پاک دامن ہو۔ ❷ شوہر اس پر جو خرچ کرتا ہے وہ اس پر راضی ہو۔ ❸ شوہر جب اس سے حاجت پوری کرنا چاہے تو وہ اس بارے میں بہانہ نہ بنائے۔ (۲)

موسم کی تعیین نذر میں

☆......موسم کی تعیین نذر میں لغو ہے، اس لئے اگر کسی نے گرمیوں کے موسم

(۱) ثم اعلم أن ارکان النذر ثلاثة الناذر، والصيغة، والمنذور... وأما الصيغة ف: لله علىّ" و"علىّ" و "نذرت لله" و "أنا أفعل" إن كان معلقا كأن أحج إن دخلت الدار، بخلاف أنا أحج منجزا فلا يكون نذرا بنيته بلا لفظ۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامسة والثلاثون فى النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗀 والوعد لا يكون للإيجاب إلا بالهبة، (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، ط: دار السلام)

🗀 لو قال: أنا أمشي إلى بيت الله تعالىٰ، قال: فإن نوى به العدة فلا شئ عليه، لأن المواعيد لا يتعلق بها اللزوم، ولكن يندب إلى الوفاء بالوعد۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳۲/۴)، كتاب المناسك، باب النذر، ط: دار المعرفة)

(۲) رجل قال: "إن رزقنى الله عز وجل امرأة موافقة قبل وقوع الثلج فعلى أن أصوم كل خميس" فالمرأة الموافقة هي العفيفة الراضية بما ينفق عليها زوجها الباذلة نفسها إذا أراد الاستمتاع بها، فإن تزوج بمثل هذه قبل وقوع الثلج يلزم الوفاء بما ذكر۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۶/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فى النذور، ط: قديمى)

🗀 الفتاوى الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثانى فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثانى فى الكفارة، ط: رشيديه۔

🗀 فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۳۵/۲)، كتاب الأيمان، فصل فى اليمين المؤقتة، ط: رشيديه۔

میں روزہ رکھنے کی نذر مانی تو وہ سردیوں میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نذر پوری ہوجائے گی۔ (۱)

☆......اگر کسی نے روزے کی نذر مانی، اور وہ گرمیوں میں روزہ رکھنے سے عاجز ہے لیکن سردیوں میں روزہ رکھنے پر قادر ہے، تو اس پر سردیوں کا انتظار کرنا لازم ہوگا جب سردی کا موسم آجائے نذر کا روزہ رکھے، کفارہ نہ دے۔ (۲)

مولود کی نذر

اگر کوئی شخص اس بات پر منت مانے کہ ''اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو میں مسجد میں میلاد شریف پڑھوں گا'' تو یہ نذر باطل ہے، اس کو مروجہ طریقہ سے پورا کرنا جائز نہیں۔ (۳)

(۱، ۲) فإن ضعف عن الصوم فی ذلک الیوم لمکان الصیف، کان له أن یفطر وینتظر حتی إذا کان فی الشتاء صام یوماً مکانه۔ (المحیط البرهانی: (۳/ ۳۷۸)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: ادارة القرآن)

🗁 الفتاوی التاتار خانیة: (۲/ ۴۰۹)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانیة۔

🗁 ولو لم یقدر لشدة الزمان کالحر، فله أن یفطر وینتظر الشتاء فیقضی۔ (الفتاوی الهندیة: (۱/ ۲۰۹)، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ط: رشیدیه)

(۳) واقبح منه النذر بقراءة المولد فی المنابر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلک الی حضرة محمد ﷺ۔ (ردالمحتار: (۲/ ۴۴۰)، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید)

🗁 ومنها أن یکون قربة، فلا یصح النذر بما لیس بقربة رأساً کالنذر بالمعاصی... ومنها أن یکون قربة مقصودة، فلا یصح النذر بعیادة المرضیٰ وتشییع الجنائز والوضوء... ودخول مسجد ومس المصحف والأذن... وغیر ذلک وإن کانت قرباً لأنها لیست بقرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

🗁 شامی: (۳/ ۷۳۵)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

مہر صدقہ کرنے کی نذر

کسی عورت نے کہا کہ ”اگر میری شادی ہوئی تو مہر صدقہ کروں گی“ پھر اس کی ایک لاکھ روپے مہر پر شادی ہوگئی، اور اس مہر پر قبضہ کرلیا، تو پورا مہر صدقہ کرنا لازم ہوگا اور اگر عورت نے ابھی تک مہر وصول نہیں کیا تھا اور نکاح فسخ ہوگیا، تو اگر نکاح فسخ ہونے کا سبب عورت کی طرف سے پایا گیا تو اس صورت میں عورت پر مہر صدقہ کرنا لازم نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں اس کا مہر ہی ساقط ہوگیا ہے، شوہر سے مطالبہ نہیں کرسکتی، اور اگر نکاح فسخ ہونے کا سبب شوہر کی طرف سے پایا گیا تھا مثلاً اس نے طلاق دے دی تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر خلوت کے بعد طلاق دی اور عورت نے مہر پر قبضہ کرلیا تو پورا مہر صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اگر شوہر نے خلوت اور ہمبستری سے پہلے طلاق دی تو اس کی دو صوتیں ہیں:

❶ اگر اس کا مہر دین کی صورت میں ہو مثلاً سونا، چاندی یا رائج الوقت پیسے اور اس پر قبضہ بھی کرلیا تو اس پر ایک لاکھ صدقہ کرنا لازم ہوگا، ❷ اور اگر مہر عین کی صورت میں ہو مثلاً زمین تھی یا جانور تھا، تو اس کا آدھا صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر عورت نے مہر پر قبضہ نہیں کیا تھا اور شوہر نے خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو اس پر آدھا مہر صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر مہر میں سامان طے ہوا تھا مثلاً کپڑے وغیرہ، اور شوہر نے اسے سامان کی قیمت دے دی، تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ [1]

(۱) لو قالت امرأة: إن تزوجت فمهري صدقة“ فتزوجت على ألف ولم تقبض حتى قبلت ابن زوجها أو ارتدت: لم تتصدق بشئی لسقوط كل المهر، ولو طلقها قبل الوطئی وقبضت المهر وهو دين لزمها التصدق بالألف، وإن كان عيناً تصدقت بالنصف عيناً كان أو ديناً، ولو تزوجت على عرض فأعطاها القيمة فهو بمنزلة مالو كان العقد ابتداء على الدراهم۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۳۵/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون، في النذور، ط: قديمی) =

مہینوں کی نذر

''دنوں کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مہینہ

اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو انتیس روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو تیس دن روزے رکھنا ضروری ہے، ہر مہینہ کا تیس دن پر مشتمل ہونا ضروری نہیں۔ (۱)

مہینہ کی نذر

مہینہ کی نذر کی چار صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ مہینہ متعین کیا اور لگاتار تسلسل کی قید لگائی یا تسلسل کی قید نہیں لگائی لیکن دل میں تسلسل کی نیت کی تھی۔

❷ مہینہ متعین کیا لیکن تسلسل کی قید نہیں لگائی، اور دل میں بھی تسلسل کی نیت نہیں تھی۔

ان دونوں صورتوں میں مسلسل ایک ماہ روزے رکھنا واجب ہیں، اگر درمیان میں کوئی روزہ نہیں رکھا تو مہینہ ختم ہونے پر متصل قضاء کرے، اور اگر مہینہ ختم ہونے کے بعد متصل قضاء نہیں کئے تو بھی درست ہے، کیونکہ اگر صرف وہی روزے قضا کرے جو اس نے رکھے نہیں تو اس صورت میں بعض روزے اپنے وقت کے علاوہ

= البحر الرائق: (۸۲/۷)، کتاب القضاء، مسائل شتی، ط: رشیدیہ۔

رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۰)، الرسالۃ الخامسۃ والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۱) قال: فإن صام بالأهلة يجزيه نقص الشهر أو كمل۔ (النتف فی الفتاوی: (۱۶۰/۱)، کتاب الصوم، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

ثم إن صام المظاهر شهرين بالأهلة أجزأه، وإن كان كل شهر تسعة وعشرين يوماً۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۴/۷)، کتاب الطلاق، باب الإطعام فی الظهار، ط: دار المعرفۃ)

البحر الرائق: (۱۷۸/۴)، کتاب الطلاق، باب الظهار، فصل فی الکفارۃ۔ ط: رشیدیہ۔

دوسرے اوقات میں ادا ہوں گے اور قضاء شمار ہوں گے، اور اگر تمام روزوں کو دوبارہ رکھے گا تو سب روزوں کو مقررہ وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں ادا کرنا لازم آئے گا، اور مذکورہ حکم عورت کے لئے ہے، اگر کوئی مرد شرعی عذر کے بغیر درمیان میں روزہ نہیں رکھے گا تو گناہ گار ہوگا، اور اگر عورت حیض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھے گی تو گناہ گار نہیں ہوگی کیونکہ وہ شرعی عذر ہے۔

اور اگر شوال یا ذوالحجہ کے روزوں کی نذر مانی تو مرد اور عورت دونوں پر ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) کا روزہ نہ رکھنا ضروری ہے، بعد میں قضا کرلیں، اور یہ روزہ نہ رکھنا شرعی عذر کی وجہ سے ہے اس لئے گناہ نہیں ہے تاہم اگر نذر ماننے والے نے ایام منہیہ کے دنوں کا روزہ بھی رکھ لیا تو نذر ادا ہوجائے گی کیونکہ وجوب اور اداء دونوں ناقص ہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

۴ مہینہ متعین نہیں کیا اور تسلسل کی قید لگادی مثلاً نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ ”میں ایک ماہ مسلسل روزے رکھوں گا“ اس صورت میں مرد وعورت کے درمیان حکم میں فرق ہے، مرد کے لئے لگاتار ایک ماہ کے روزے رکھنا ممکن ہیں، اس لئے وہ ایام منہیہ والے مہینے شوال اور ذوالحجہ کے علاوہ کسی اور مہینے میں مسلسل روزے رکھے گا، اگر درمیان میں کسی دن روزہ نہیں رکھا تو نئے سرے سے دوبارہ کسی مہینے میں مسلسل روزے رکھنا لازم ہوگا، سال اور مہینے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مہینوں کے روزوں میں ایام منہیہ سے بچنا ممکن ہے اور سال کے روزوں میں ایام منہیہ سے بچنا ممکن نہیں۔ اس صورت میں اگر ایام منہیہ کا روزہ رکھ لیا تو کافی نہیں ہوگا، کیونکہ یہاں وجوب کامل ہے اور اداء ناقص، اس لئے نئے سرے سے دوبارہ روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

☆......اس صورت میں عورت کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس کے پاکی کے ایام ایک ماہ یا اس سے زیادہ ہوتے ہیں تو اس کے لئے بھی مسلسل روزے رکھنا

ضروری ہیں، اگر درمیان میں روزہ نہیں رکھے گی تو شروع سے دوبارہ رکھنا ضروری ہوگا۔ اور اگر پاکی کے ایام ایک ماہ سے کم کے ہوں تو حیض کے علاوہ باقی ایام میں لگاتار روزے رکھے اور حیض کے ایام میں روزہ چھوڑ دے اور مہینہ ختم ہوتے ہی متصل قضاء کرلے اور نفاس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ عورت کے لئے ایسے مہینے میں مسلسل روزے رکھنا ممکن ہیں جس میں نفاس کے ایام نہ آئیں، اس لئے اگر روزہ رکھنے کے دوران نفاس کے ایام آگئے تو تسلسل باقی نہیں رہے گا، اور ایام منہیہ سے بچنا چوں کہ اختیار میں ہے اس لئے اگر درمیان میں نفاس کی وجہ سے روزے رکھ نہ سکی تو نئے سرے سے دوبارہ روزے رکھنا ضروری ہوگا۔

واضح رہے کہ ان تینوں صورتوں میں مہینہ سے چاند کا مہینہ مراد ہے یعنی چاند دیکھ کر روزہ شروع کرے اور چاند دیکھ کر ختم کرے خواہ وہ انتیس دن کا ہو یا تیس دن کا۔

۴ نہ مہینہ متعین کیا اور نہ تسلسل کی قید لگائی مثلاً نذر مانتے ہوئے یوں کہا کہ "میں ایک ماہ روزے رکھوں گا" اس صورت میں تیس دن روزے رکھنا ضروری ہے، چاہے لگاتار رکھے یا لگاتار نہ رکھے، بہر صورت تیس روزے مکمل کرے، اور یہ حکم مرد وعورت دونوں کے لئے برابر ہے۔ (۱)

---

(۱) إذ قال "لله علیّ أن أصوم شهراً متتابعاً، ولاينوی شهراً بعينه فشرع فی صوم شهر وأفطر يوماً لزمه الاستقبال، ولو قال: لله علیٰ أن أصوم هذا الشهر متتابعاً فافطر يوماً منه لايلزمه الاستقبال (تاتارخانیه: (۲/۴۰۲)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

(ولو نذر صوم شهر غير معين متتابعاً فافطر يوما) ولو من الأيام المنهية (استقبل) لأنه أخل بالوصف مع خلو شهر عن أيام نهی نهر، بخلاف السنة (لا) يستقبل (فی نذر) شهر (معين) لئلا يقع كله فی غير الوقت۔ (قوله: فافطر) عطف علی محذوف ای فصامه وافطر يوماً۔ (قوله: لأنه اخل بالوصف) وهو التتابع۔ ط، قوله: مع خلو شهر عن أيام نهی) جواب عما يقال إنه لو كان من الأيام المنهية فالفطر ضروری لوجوبه، فينبغی أن لايستقبل بل يقضيه عقبه كما مر فيما لو نكر السنة وشرط التتابع۔ والجواب: أن السنة المتتابعة لاتخلو عن أيام منهية بخلاف الشهر وعلی هذا ما فی السراج من أن المرأة إذا كان طهرها شهراً فاكثر فإنها تصوم فی أول طهرها، فلو صامت فی اثنائه فحاضت استقبلت ولو كان حيضها =

= (لعله تحريف عن طهرها، التحريرات للرافعي) أقل من شهر تقضي أيام حيضها متصلة۔ (قوله: لئلا يقع كله في غير الوقت) لأنه وإن كان لايتعين بالتعيين كما يأتي إلا أن وقوعه بعد وقته يكون قضاء، ولذا يشترط له تبييت النية كمامر والأداء خير من القضاء۔ (الدر مع الرد: (٢/ ٤٣٥، ٤٣٦)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

(نذر صوم شهر معين لزمه متتابعاً لكن إن أفطر) فيه (يوماً قضاه) وحده وإن قال متتابعاً (بلا لزوم استقبال) لأنه معين۔ (الدر المختار) (قوله: قضاه وحده) أي قضى ذلك اليوم فقط لئلا يقع كل الصوم في غير الوقت كما مر في الصيام۔ (قوله: وإن قال متتابعاً) لأن شرط التتابع في شهر بعينه لغو لأنه متتابع لتتابع الأيام وأيضا لايمكن الاستقبال لانه معين درر، وأما إذا كان لشهر غير معين فإن شاء تابعه، وإن شاء فرقه إلا إذا شرط التتابع فيلزمه ويستقبل فتح أي يستقبل شهراً غيره لو أفطر يوماً ولو من الأيام المنهية۔ (الدر مع الرد: (٣/ ٧٤١)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

(قول الشارح: قضاه وحده۔ الخ) لكن إن قال متتابعاً لزمه أن يقضيه متصلاً بالشهر وإلا قضاه متصلاً أو منفصلاً۔ رحمتي۔ (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين: (٢/ ١٥)، كتاب الأيمان: ط: سعيد)

(نذر صوم شهر بعينه لزمه متتابعاً لكن إذا أفطر يوماً قضاه ولايلزمه الاستقبال) يعني لو قال: لله عليّ أن أصوم شعبان مثلاً فأفطر فيه يوماً قضاه وحده ولا يستقبل وإن قال في نذره متتابعاً، لأن شرط التتابع في شهر بعينه لغو، لأنه متتابع للتتابع الأيام وأيضا لايمكن الاستقبال، لأنه معين۔ (قوله: لكن إذا أفطر يوماً قضاه ولايلزمه الاستقبال وإن قال متتابعاً) هذا بخلاف ما إذا نذر شهراً بغير عينه وشرط التتابع فإنه يلزمه الاستقبال بفطره يوماً، كمافي الفتح۔ (درر الحكام شرح غرر الأفكار: (٢/ ٤٣)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربية)

ولو قال: لله عليّ صوم هذه السنة أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها... وكذا إذا لم يعين لكنه شرط التتابع، لأن المتابعة لاتعرى عنها لكن يقضيها في هذا الفصل موصولة تحقيقاً للتتابع بقدر الامكان)۔ (قوله: أفطر يوم الفطر ويوم النحر وأيام التشريق وقضاها) ولو كانت المرأة قالته قضت مع هذه الأيام أيام حيضها، لان تلك السنة قد تخلو عن الحيض فصح الإيجاب۔ (قوله: في هذا الفصل) احترازاً من الفصل الذي قبله، وهو ما إذا عين السنة فإنه لاتجب موصولة لأن التتابع هنا غير منصوص عليه ولاملتزم قصداً، بل إنما يلزمه ضرورة فعل صومها فإذا قطعها بإذن الشرع انتفى التتابع الضروري بخلاف التتابع هنا فإنه التزمه قصداً، فإذا وجب القطع شرعاً وجب توفيره بالقدر الممكن ولهذا إذا أفسد يوماً من الواجب المتتابع قصداً كصوم الكفارات والمنذور متتابعاً لزمه الاستقبال، وفي المتتابع ضرورة كما إذا نذر صوم هذه السنة أو رجب لايلزمه سوى ما أفسده، غير أنه يأثم بذلك الإفساد =

میت کو غسل دینے کی نذر

"غسل میت کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

میت کو کفنانے کی نذر

"تکفین کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

میت کی نذر

واضح رہے کہ نذر کا تعلق یا تو مالی عبادت سے ہوگا، یا بدنی عبادت سے یا مالی اور بدنی دونوں سے، اگر نذر کا تعلق مال سے ہے اور میت ترکہ چھوڑ کر گیا ہے تو پھر وارثوں پر میت کے ترکہ سے نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، مثلاً ایک شخص نے ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانی، اور ایک ہزار روپے صدقہ کرنے سے پہلے اس کا

= كما إذا افسد يوماً من رمضان وهو واجب التتابع ضرورة لا يلزمه قضاء غير مع المأثم۔ (فتح القدير مع الهداية: (۲/۳۹۰، ۳۹۱)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه)

إذا نذرت صوم شهر يلزمها قضاء أيام حيضها، لأنه لا يجوز خلو الشهر عن الحيض فيصح الإيجاب۔ (شامی: (۳/۷۳۸، ۷۳۷)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

وأما المرأة إذا نذرت صوم سنة بعينها، فالجواب في حقها كالجواب في حق الرجل... وتقضي ايام حيضها، لأن النذر إذا كان مضافاً إلى سنة بعينها كان مضافاً إلى كل يوم من تلك السنة، فيلزمها صوم يوم حيضها۔ (المحيط البرهاني: (۳/۳۷۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: إدارة القرآن)

(فإن لم يجد) المظاهر (ما يعتق... صام شهرين... متتابعين قبل المسيس... وكذا كل صوم شرط فيه التتابع، فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس بخلاف الحيض... فيها) أي الشهرين... استونف الصوم۔ (قوله: بخلاف الحيض) فإنه لا يقطع كفارة قتلها وإفطارها، لأنها لا تجد شهرين خالبين عنه، بخلاف كفارة اليمين، وعليها أن تصل ما بعد الحيض بما قبله، فلو افطرت بعده يوماً استقبلت لتركها التتابع بلا ضرورة أما النفاس فيقطع التتابع في صوم كل كفارة، وتمامه في البحر (الدر مع الرد: (۳/۴۷۵، ۴۷۷)، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴/۱۷۷)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۳/۱۰)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: امداديه ملتان۔

انتقال ہوگیا اور ترکہ میں مال چھوڑ کر گیا ہے، تو اس کے وارثوں پر ترکہ سے ایک ہزار روپے صدقہ کرنا لازم ہے۔ اور اگر نذر کا تعلق مال سے نہیں ہے تو وارثوں پر اس کو پورا کرنا مستحب اور افضل ہے لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (۱)

میت کی نذر بدنی عبادت کے متعلق

''بدنی عبادت'' سے مراد وہ نذر ہے جس کا تعلق صرف بدن سے ہو جیسے نماز، روزہ، اعتکاف وغیرہ، مثلاً کسی نے سو رکعات نماز پڑھنے کی نذر مانی، اور نماز ادا کرنے

(۱) عبدالله بن عباس رضي الله عنهما قال: استفتى سعد بن عبادة رضي الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم في نذر كان على امه، توفيت قبل أن تقضيه۔ فأمره أن يقضيه عنها۔ اخرجه الستة عن ابن عباس رضي الله عنهما... وفي أخرى للنسائي: ان سعداً اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ان امي ماتت وعليها نذر، أفيجزى عنها؟ قال اعتق عن امك۔ (جامع الاصول لابن الاثير: (۱۱/۵۵۴)، رقم الحديث: ۹۱۶۱، حرف النون، الكتاب الثالث في النذور، الفصل الرابع: في أحاديث مشتركة، ط: دار البيان)

عن ابن عباس رضي الله عنهما: اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم، فقال له: ان اختي نذرت ان تحج وانها ماتت، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين اكنت قاضيه؟ قال: نعم، قال: فاقض الله، فهو أحق بالقضاء۔ (بخارى: (۲/۹۹۱)، كتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: قديمى)

(قوله: اقضه عنها) فيه دليل على قضاء الحقوق الواجبة عن الميت، وقد ذهب الجمهور إلى أن من مات وعليه نذر مالي، فإنه يجب قضاءه من رأس ماله وإن لم يوص إلا إن وقع النذر في مرض الموت فيكون من الثلث، وشرط المالكية والحنفية أن يوصى بذلك مطلقاً۔ قال القاضي عياض: اختلفوا في نذر أم سعد هذا، فقيل كان نذراً مطلقاً، وقيل كان صوماً، وقيل عتقاً، وقيل صدقةً، واستدل كل قائل بأحاديث جاءت في قضية أم سعد۔ والأظهر أنه كان نذراً في المال أو نذراً مبهماً، ومذهب الجمهور أن الوارث لايلزمه قضاء النذر الواجب على الميت إذا كان غير مالي، وإذا كان ماليا ككفارة أو نذر أو زكاة ولم يخلف تركة لايلزمه لكن يستحب له ذلك۔ (تحفة الأحوذى: (۵/۱۵۰، ۱۵۱)، ابواب النذور والأيمان، باب قضاء النذر عن الميت، ط: دار الفكر)

أوجز المسالك: (۹/۵۲۲)، كتاب النذور والأيمان، مايجب من النذور في المشي، قضاء النذر والحقوق عن الميت، ط: دار القلم، دمشق۔

فتح البارى: (۱۱/۵۸۵)، كتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: دار المعرفة۔

مرقاة المفاتيح: (۶/۵۴۸)، كتاب العتق، باب في النذور، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

سے پہلے انتقال کرگیا، یا دس روزے رکھنے کی نذر مانی اور روزہ رکھنے سے پہلے انتقال کرگیا یا اعتکاف کرنے کی نذر مانی اور اعتکاف کرنے سے پہلے انتقال کرگیا، تو وارث میت کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا، روزہ نہیں رکھ سکتا اور اعتکاف نہیں کرسکتا، کیونکہ بدنی عبادت میں نیابت جاری نہیں ہوسکتی، ہاں البتہ وارث میت کی نذر والی نماز اور روزے وغیرہ کا فدیہ ادا کرسکتا ہے، چنانچہ اگر میت نے فدیہ دینے کی وصیت کی اور ترکہ بھی چھوڑا ہے تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر ترکہ نہیں چھوڑا تو وارث پر فدیہ ادا کرنا واجب نہیں مستحب ہے۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: لايصلي أحد عن أحد ولايصوم أحد عن أحد۔ رواه النسائي في الكبرى باسناد صحيح التلخيص الحبير (۱/۱۹۷) (اعلاء السنن: (۹/۱۵۹)، كتاب الصوم، باب جواز الفدية عن صوم الميت وأنه لايصوم أحد عن أحد۔ ط: إدارة القرآن)

عن نافع عن ابن عمر رفعه، في رجل مات وعليه صيام "يطعم عنه من كل يوم مسكينا" رواه الترمذي وقال: الصحيح عن ابن عمر موقوف، وقال الدار قطني المحفوظ الموقوف۔ (درایہ، ص: ۱۷۷) (اعلاء السنن: (۹/۱۶۰)، ایضا، ط: إدارة القرآن)

أن العبادات في الشرع أنواع ثلاثة: مالية محضة... وبدنية محضة، وهي ماتتادى بالبدن كالصلاة والصوم والجهاد والاعتكاف وقراءة القرآن والأذكار... والبدنية المحضة لايجوز فيها النيابة مطلقاً۔ (البحر العميق: (۴/۲۲۳۹)، الباب الثامن عشر في الحج عن الغير، الفصل الأول: في الحج عن الحي العاجز، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية)

بدائع الصنائع: (۲/۲۱۲)، كتاب الحج، وأما الذي يرجع إلى النبات، ط: سعيد۔

(ولزم عليه) أي على من أفطر في رمضان... (الوصية بما) أي بفدية ما (قدر عليه وبقي بذمته فيخرج عنه وليه من ثلث ماترك)... إن أوصى به، وإن لم يوص لايلزم الوارث الإخراج فإن تبرع جاز كما سنذكره، وعلى هذا دين صدقة الفطر أو النفقة الواجبة... والكفارات المالية والوصية بالحج والصدقة المنذورة والاعتكاف المنذور عن صومه لاعن اللبث في المسجد وقد لزمه وهو صحيح، ولم يعتكف حتى أشرف على الموت كان عليه أن يوصي لصوم اعتكاف كل يوم بنصف صاع من ثلث ماله... فإذا لم يف به الثلث توقف الزائد على إجازة الوارث۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۴۳۷، ۴۳۸)، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، فصل في إسقاط الصلاة والصوم، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۲/ ۷۲، ۷۳)، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت، ط: سعيد۔=

میت کی نذر مال کے متعلق

اگر میت کی نذر کا تعلق مال سے ہے جیسے صدقہ، مثلاً ایک شخص نے نذر مانی کہ میں ایک ہزار روپیہ صدقہ کروں گا اور صدقہ کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو ورثاء اس کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہیں، کیونکہ مالی عبادت میں نیابت جاری ہو سکتی ہے۔

پھر اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر میت نے نذر پوری کرنے کی وصیت نہیں کی تو وارث پر اس نذر کو پورا کرنا مستحب ہے، اور اگر میت نے نذر پوری کرنے کی وصیت کی، لیکن ترکہ میں کچھ نہیں چھوڑا تب بھی وارث پر اس نذر کو پورا کرنا مستحب ہے ضروری نہیں، اور اگر میت نے نذر پوری کرنے کی وصیت کی اور ترکہ بھی چھوڑا ہے، اور ترکہ نذر کے بقدر ہو یا اس سے زیادہ، دونوں صورتوں میں نذر کو پوری کرنا لازم ہے، اور اگر ترکہ کم ہے تو جتنی مقدار میں نذر ادا ہو سکتی ہے، اتنی مقدار ادا

= عن ابن عباس رضی اللہ عنہ: اتى رجل النبي ﷺ فقال له: ان اختي نذرت ان تحج وانها ماتت، فقال النبي ﷺ لو كان عليها دين اكنت قاضيه؟ قال: نعم، قال: فاقض الله، فهو أحق بالقضاء۔ (بخاری: (۲/۹۹۱)، کتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: قديمی)

(قوله: اقضه عنها) فيه دليل على قضاء الحقوق الواجبة عن الميت، وقد ذهب الجمهور إلى أن من مات وعليه نذر مالي، فإنه يجب قضاء ه من رأس ماله وإن لم يوص إلا إن وقع النذر في مرض الموت فيكون من الثلث، وشرط المالكية والحنفية أن يوصي بذلك مطلقاً۔ قال القاضي عياض: اختلفوا في نذر أم سعد هذا، فقيل كان نذراً مطلقاً، وقيل كان صوماً؛ وقيل عتقاً، وقيل صدقةً، واستدل كل قائل بأحاديث جاء ت في قضية أم سعد۔ والأظهر أنه كان نذراً في المال أو نذراً مبهماً، ومذهب الجمهور أن الوارث لا يلزمه قضاء النذر الواجب على الميت إذا كان غير مالي، وإذا كان ماليا ككفارة أو نذر أو زكاة ولم يخلف تركة لا يلزمه لكن يستحب له ذلك۔ (تحفة الأحوذي: (۵/۱۵۰، ۱۵۱)، ابواب النذور والأيمان، باب قضاء النذر عن الميت، ط: دار الفكر)

أوجز المسالك: (۹/۵۲۲)، کتاب النذور والأيمان، ما يجب من النذور في المشي، قضاء النذر والحقوق عن الميت، ط: دار القلم، دمشق۔

فتح الباري: (۱۱/۵۸۵)، کتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: دار المعرفة۔

مرقاة المفاتيح: (۶/۲۴۸)، كتاب العتق، باب في النذور، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

کرنا واجب ہے اور اس سے زائد ادا کرنا مستحب ہے۔ (1)

(1) أن العبادات في الشرع أنواع ثلاثة: مالية محضة: وهي ماتتادى بالمال كالزكوات والصدقات والكفارات والعشور . . . فأما المالية فيجوز فيها النيابة مطلقاً۔ (البحر العميق: (۲۲۳۹/۴)، الباب الثامن عشر في الحج عن الغير، الفصل الأول في الحج عن الحي العاجز، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا يصلي أحد عن أحد ولا يصوم أحد عن أحد۔ رواه النسائي في الكبرى باسناد صحيح، التلخيص الحبير: (۱/۱۹۷) (اعلاء السنن: (۱۵۹/۹)، كتاب الصوم، باب جواز الفدية عن صوم الميت وأنه لا يصوم أحد عن أحد۔ ط: إدارة القرآن)

عن نافع عن ابن عمر رفعه، في رجل مات وعليه صيام "يطعم عنه من كل يوم مسكين" رواه الترمذي وقال: الصحيح عن ابن عمر موقوف، وقال الدار قطني المحفوظ الموقوف۔ (درایه، ص: ۱۷۷)، (اعلاء السنن: (۱۶۰/۹)، ط: إدارة القرآن)

عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: استفتى سعد بن عبادة رضي الله عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم في نذر كان على امه، توفيت قبل أن تقضيه۔ فأمره أن يقضه عنها۔ اخرجه الستة عن ابن عباس رضي الله عنهما . . . وفي أخرى للنسائي: ان سعداً اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ان امي ماتت وعليها نذر، أفيجزي عنها؟ قال اعتق عن امك۔ (جامع الاصول لابن الاثير: (۵۵۳/۱۱)، رقم الحديث: ۹۱۶۱، حرف النون، الكتاب الثالث في النذور، الفصل الرابع: في أحاديث مشتركة، ط: دار البيان)

عن ابن عباس رضي الله عنهما: اتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم، فقال له: ان اختي نذرت ان تحج وانها ماتت، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين اكنت قاضيه؟ قال: نعم، قال: فاقض الله، فهو أحق بالقضاء۔ (بخاري: (۹۹۱/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: قديمي)

(قوله: اقضه عنها) فيه دليل على قضاء الحقوق الواجبة عن الميت، وقد ذهب الجمهور إلى أن من مات وعليه نذر مالي، فإنه يجب قضاءه من رأس ماله وإن لم يوص إلا إن وقع النذر في مرض الموت فيكون من الثلث، وشرط المالكية والحنفية أن يوصي بذلك مطلقاً۔ قال القاضي عياض: اختلفوا في نذر أم سعد هذا، فقيل كان نذراً مطلقاً، وقيل كان صوماً، وقيل عتقاً، وقيل صدقةً، واستدل كل قائل بأحاديث جاءت في قضية أم سعد۔ والأظهر أنه كان نذراً في المال أو نذراً مبهماً، ومذهب الجمهور أن الوارث لا يلزمه قضاء النذر الواجب على الميت إذا كان غير مالي، وإذا كان ماليا ككفارة أو نذر أو زكاة ولم يخلف تركة لا يلزمه لكن يستحب له ذلك۔ (تحفة الأحوذي: (۱۵۰/۵، ۱۵۱)، ابواب النذور والأيمان، باب قضاء النذر عن الميت، ط: دار الفكر)

أوجز المسالك: (۵۲۲/۹)، كتاب النذور والأيمان، مايجب من النذور في المشي، قضاء النذر والحقوق عن الميت، ط: دار القلم، دمشق۔

فتح الباري: (۵۸۵/۱۱)، كتاب الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ط: دار المعرفة=

میت کی نذر مالی وبدنی عبادت کے متعلق

مالی اور بدنی عبادت سے متعلق نذر سے مراد وہ نذر ہے جس نذر کا تعلق مال اور بدن دونوں سے ہے جیسے حج، مثلاً کسی نے حج کرنے کی نذر مانی، اور حج ادا کرنے سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو وارث میت کی طرف سے حج کرسکتا ہے کیونکہ بدن اور مال سے مرکب عبادت میں ادائیگی سے عاجز ہونے کے وقت نیابت صحیح ہے، یہاں بھی میت موت کی وجہ سے خود حج کرنے سے عاجز آچکی ہے، اس لئے اس کی نیابت درست ہے، باقی اگر میت نے حج ادا کرانے کی وصیت کی ہے اور ترکہ بھی چھوڑا ہے تو وارث پر حج کرنا یا کرانا واجب ہوگا اور اگر میت نے حج کے لئے وصیت کی لیکن ترکہ نہیں چھوڑا یا وصیت ہی نہیں کی تو ان دونوں صورتوں میں وارث پر حج کرنا یا کرانا واجب نہیں مستحب ہے۔(۱)

= مرقاۃ المفاتیح: (۵۴۸/۶)، کتاب العتق، باب فی النذور، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔

(ولزم علیه) أی علی من أفطر فی رمضان... (الوصیة بما) أی بفدیة ما (قدر علیه وبقی بذمته فیخرج عنه ولیه من ثلث ما ترک)... إن أوصی به، وإن لم یوص لایلزم الوارث الإخراج فإن تبرع جاز کما سنذکره، وعلی هذا دین صدقة الفطر أو النفقة الواجبة... والکفارات المالیة، والوصیة بالحج والصدقة المنذورة والاعتکاف المنذور عن صومه لا عن اللبث فی المسجد وقد لزمه وهو صحیح، ولم یعتکف حتی أشرف علی الموت کان علیه أن یوصی لصوم اعتکاف کل یوم بنصف صاع من ثلث ماله... فإذا لم یف به الثلث توقف الزائد علی إجازة الوارث۔ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (۴۳۷/۴، ۴۳۸)، کتاب الصلاة، باب صلاة المریض، فصل فی إسقاط الصلاة والصوم، ط: قدیمی)

الدر مع الرد: (۷۲/۲، ۷۳)، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی إسقاط الصلاة عن المیت، ط: سعید۔

(۱) من علیه الحج إذا مات قبل أدائه، فلا یخلو إما ان مات من غیر وصیة وإما ان مات عن وصیة، فإن مات من غیر وصیة یأثم بلا خلاف... فإن لم یوص به حتی مات أثم بتفویته الفرض عن وقته... فیأثم لکن یسقط عنه فی حق أحکام الدنیا عندنا حتی لایلزم الوارث الحج عنه من ترکته، لانه عبادة، والعبادات تسقط بموت من علیه سواء کانت بدنیة أو مالیة فی حق احکام الدنیا عندنا، وعند الشافعی رحمه الله لا تسقط ویؤخذ من ترکته قدر ما یحج به ویعتبر ذلک من جمیع المال، وهذا علی الاختلاف فی الزکاة والصوم=

میرا داخلہ فلاں مدرسہ میں ہو جائے تو ایک ماہ کے روزے رکھوں گا

''داخلہ ہونے پر نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میرا سارا مال مساکین پر صدقہ ہے

''میرا مال مساکین پر صدقہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میرا کل مال مساکین پر صدقہ ہے

''میرا مال مساکین پر صدقہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میرا مال مساکین پر صدقہ ہے

کسی نے نذر مانی کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو ❶ ''میرا مال مساکین پر صدقہ ہے'' یا ❷ ''میرا سارا مال مساکین پر صدقہ ہے'' یا ❸ ''میرا کل مال مساکین پر صدقہ ہے'' پھر اگر وہ کام کرلیا تو کتنا اور کونسا مال صدقہ کرنا ضروری ہوگا

= والعشر والنذور... وإن أحب الوارث أن يحج عنه حج، وأرجو أن يجزيه ذلک إن شاء الله تعالی كذا ذكر أبو حنيفة... وإن مات عن وصية لايسقط الحج عنه۔ ويجب أن يحج عنه لأن الوصية بالحج قد صحت۔ (بدائع الصنائع: (۲/ ۲۲۱، ۲۲۲)، كتاب الحج، فصل وأما بيان حكم فوات الحج عن العمرة، ط: سعيد)

🗀 الدر مع الرد: (۲/۶۰۰)، كتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغير عشرون، ط: سعيد۔

🗀 ومنها: أن يحج عنه من ثلث ماله سواء قيد الوصية بان اوصى ان يحج عنه بثلث ماله او اطلق بأن أوصى أن يحج عنه أو يحج عنه من ماله أما إذا قيد فظاهر وإذا أطلق لأن الوصية تنفذ من الثلث۔ (البحر العميق: (۴/ ۲۳۵۶)، الباب الثامن عشر فى الحج عن الغير، الفصل الثانى، الحج عن الميت الذى فاته الحج فى عمره: ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية)

🗀 النيابة تجرى فى العبادة المالية كالزكاة والكفارات مطلقاً... ولاتجزئ فى البدنية كالصلاة والصوم بحال، وفى المركبة منهما إن كانت واجبة كحج الفرض والمنذور... تجزى فى حالة العجز دون القدرة۔ (غنية الناسک: (ص: ۳۲۰)، باب الحج عن الغير، ط: إدارة القرآن)

اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

❶ اگر اس نے قابل زکوۃ اور غیر قابل زکوۃ تمام مال کو صدقہ کرنے کی نیت کی تھی تو سب مال کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔

❷ اور اگر اس نے تمام مال صدقہ کرنے کی نیت نہیں کی تھی تو اس صورت میں صرف قابل زکوۃ مال کو صدقہ کرنا ضروری ہوگا اور جس مال پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی اس کا صدقہ کرنا ضروری نہیں ہوگا وجہ یہ ہے کہ نذر ماننے والے کا مقصد ضرورت سے زائد فاضل مال صدقہ کرنا ہوتا ہے، سارا مال صدقہ کرنا مقصد نہیں ہوتا، کیونکہ اس نے زندگی بھی گزارنی ہے اور اس کی ضروریات اور حاجات بھی ہیں اور ضرورت سے زائد فاضل مال صرف قابل زکوۃ مال کو کہتے ہیں، لہذا اسے صدقہ کرے، دوسری وجہ یہ ہے کہ زکوۃ اللہ کی جانب سے بندہ پر واجب ہوتی ہے، اور نذر بندہ خود اپنے اوپر واجب کرتا ہے، اور بندہ کا واجب کرنا اللہ کے واجب سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ کی جانب سے تمام اموال پر زکوۃ واجب نہیں، صرف چند مخصوص اموال پر زکوۃ لازم ہے، لہذا نذر بھی خاص مال یعنی قابل زکوۃ اموال کے ساتھ محدود رہے گی۔ (۱)

(۱) عن اسماعيل بن أمية عن عثمان بن أبي حاضر، قال: "حلفت امرأة، مالي في سبيل الله، وجاريتي حرة إن لم تفعل كذا، فقال ابن عباس وابن عمر: أما الجارية فتعتق وأما قولها: مالي في سبيل الله فيتصدق بزكاة مالها" أخرجه ابن حزم في المحلي وجزم به ولم يعله بشئي. وفيه دلالة أيضاً على أن النذر بصدقة المال كله يقع على الأموال التي فيها الزكاة من الذهب والفضة وعروض التجارة ولا يدخل فيه مالا زكاة فيه، فلا يلزم أن يتصدق بدور السكنى وثياب البدن والأثاث، والعروض التي لا يقصد بها التجارة والعوامل، وأرض الخراج، وهذا استحساناً، والقياس أن يدخل فيه جميع الأموال؛ لأن المال اسم لما يتمول. وجه الاستحسان أن النذر يعتبر بالأمر، لأن الوجوب في الكل بإيجاب الله تعالى (ولذا لا يصح النذر بما ليس من جنسه واجب) ثم الإيجاب المضاف إلى المال من الله تعالى في الأمر وهو الزكاة في قوله تعالى: "خذ من أموالهم صدقة." وقوله عز شأنه: "في أموالهم حق معلوم" ونحو ذلك تعلق بنوع دون نوع، فكذا في النذر اه من البدائع. (اعلاء السنن: (۱۱/ ۲۰۷، ۲۰۸)، ابواب العدة، باب وجوب الإيفاء بنذر الطاعة معلقاً كان أو منجزاً ... الخ، ط: إدارة القران)=

میلاد پر نذر کی رقم خرچ کرنا

''نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میلاد کی نذر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سعادت کی بات، خیر وبھلائی کا موجب اور برکت و رحمت کا باعث ہے، خواہ ولادت کا ذکر ہو یا وفات، عبادات اور معاملات وغیرہ کا ہو، لیکن نذر منعقد ہونے کے لئے منذور کا عبادت مقصودہ میں سے ہونا ضروری ہے، اور میلاد کی مجلس عبادت اور قربت مقصودہ میں سے نہیں ہے، اس لئے اس کی نذر بھی منعقد نہیں ہوتی ہے اور اس کا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہوتا ہے۔(۱)

= المحلى لابن حزم: (۹/۸)، كتاب النذور: ط: إدارة الطباعة المنيرية۔

في قوله: "مالي في المساكين صدقة" إنما يلزمه التصدق بمال الزكاة لاغير استحساناً إذا لم ينو جميع المال، فإذا نوى جميع المال لزمه التصدق بجميع المال لأنه نوى حقيقة كلامه، وفيه تغليظ عليه۔ (المحيط البرهاني: (۳۵۸/٦)، كتاب الأيمان، الفصل الخامس والعشرون في النذور، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۷/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذر، ط: قديمي۔

(۱) (ومنها ان يكون قربة فلايصح النذر بما ليس بقربة راساً كالنذر بالمعاصي، ومنها ان يكون قربة مقصودة فلايصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلک وان كانت قربة؛ لانها ليست بقربة مقصودة۔اه (بدائع الصنائع: (۸۳/۵)، و(۳۳۳/٦)، كتاب النذر، فصل في شرائط الركن۔ ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

واقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر مع اشتماله على الغناء واللعب وايهاب ثواب ذلک إلى حضرة محمد صلى الله عليه وسلم۔ (رد المحتار: (۴۴۰/۲)، كتاب الصوم، مطلب في النذر الذي يقع للاموات الخ ط: سعيد)

واعلم بانهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلاثة: كون المنذور ليس بمعصية، وكونه من جنسه واجب، وكون الواجب مقصوداً لنفسه، (البحر الرائق: (۵۱۴/۲)، كتاب الصوم، فصل في النذر، ط: رشيديه)

اعلاء السنن: (۲۰۵/۱۱)، كتاب الأيمان، باب وجوب ايفاء النذر إذا كان طاعة۔ ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۲۰۸/۱)، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: رشيديه۔

واضح رہے کہ آج کل مجلس میلاد کا جو طریقہ رائج ہے وہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے اس لئے مروجہ طریقہ سے مجلس میلاد کرنا درست نہیں۔ (۱)

میں آج روزہ رکھتا ہوں

''آج روزہ رکھتا ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میں اس رمضان کا روزہ ایک بار یا دو بار رکھوں گا

''رمضان کا روزہ ایک بار یا دو بار رکھوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میں اللہ کے لئے حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں اللہ کے لئے حج کروں گا'' تو نذر منعقد ہو جائے گی اور حج کرنا واجب ہو جائے گا۔ (۲)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي ﷺ: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد۔ (الصحيح للبخاری: (۱/۳۷۱)، کتاب الصلح، باب اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمی)

وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل قول وفعل لم يثبت عن الصحابة، فهو بدعة لأنه لو كان خيرا لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها۔ (تفسير ابن كثير: (۵/ ۵۶۷)، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: رشيديه)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد، وقد احتوى على بدع ومحرمات جمة۔ (المدخل لابن الحاج: (۲/ ۳)، فصل في المولد، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

(۲) لأن المصرح به صحة النذر بقوله: لله على حجة أو على حجة۔ (شامی: (۳/ ۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان۔۔الخ، ط: سعيد)

ولو قال: لله على حج أو صوم سنة يلزمه۔ (فتاوى النوازل: (ص: ۲۴۲)، كتاب الأيمان، فصل في النذر، ط: مكتبة إسلامية)

فإذا قال: لله على حجة، أو قال: على حجة يلزمه الوفاء۔ (غنية الناسك: (ص: ۳۴۷)، باب النذر بالحج أو العمرة، فصل في النذر الصريح، ط: إدارة القرآن)=

میں اللہ کے لئے عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں اللہ کے لئے عمرہ کروں گا'' تو نذر منعقد ہوجائے گی اور عمرہ کرنا واجب ہوجائے گا۔ (۱)

میں ایک ہزار روپے صدقہ کروں گا

''ہزار روپے صدقہ کرے گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

میں بیت اللہ کا حج کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں بیت اللہ کا حج کروں گا'' تو نذر منعقد ہوجائے گی اور حج کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

= ویصح النذر بالصلاة والصوم والحج والعمرة والإحرام بهما... لأنها قرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(۱) والنذر بالحج نوعان: صريح وكناية، فالصريح بأن يقول: لله علىّ حجة أو علىّ حجة أو عمرة فليزمه۔ (البحر العميق: (۲۲۰۳/۴)، الباب السابع عشر، فى النذر بالحج والحلف به، ط: موسسة الريان، المكتبة المكية)

ويصح النذر بالصلاة والصوم والحج والعمرة والاحرام بهما... لانها قرب مقصودة (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الاسلامى وادلته: (۴۷۱/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانى: النذر، ط: دار الفكر۔

(۲) ويصح النذر بالصلوة والصوم والحج والعمرة والإحرام بهما... لأنها قرب مقصودة وقد قال النبي ﷺ: من نذر أن يطيع الله تعالى فليطعه۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۸۲)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الإسلامى وادلته: (۴۷۱/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانى: النذور، ط: دار الفكر۔

والنذر بالحج نوعان: صريح وكناية، فالصريح بأن يقول: لله علىّ حجة أو علىّ حجة أو عمرة، فيلزمه۔ (البحر العميق: (۲۲۰۳/۴)، الباب السابع عشر، فى النذر بالحج والحلف به، ط: موسسة الريان، المكتبة المكية)

میں بیت اللہ کا عمرہ کروں گا

اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں بیت اللہ کا عمرہ کروں گا'' تو نذر منعقد ہو جائے گی، اور عمرہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

میں جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گا

اگر نذر میں یوں کہا کہ ''میں جانور ذبح کر کے گوشت صدقہ کروں گا'' تو یہ نذر درست ہے۔ (۲)

میں نے اگر فلاں سے بات کی تو مجھ پر اسی دن حج یا عمرہ ہے

''فلاں سے بات کی تو مجھ پر اسی دن حج یا عمرہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ولو قال: إن برئت من مرضی هذا ذبحت شاة أو علیّ شاة أذبحها فبرئ لا یلزمه شئ) لأن الذبح لیس من جنسه فرض بل واجب کالأضحیة، فلا یصح (إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فیلزمه۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹)، کتاب الأیمان، مطلب فی أحکام النذر، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۲/ ۲۷۶)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول والخروج والإتیان والسکنی وغیر ذلک، ط: دار الکتب العلمیة۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب ما یلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

ن

ناذر کے اہل خانہ کا نذر کے بکرے کا گوشت کھانا

نذر کے جانور کا گوشت صرف مسلمان فقراء و مساکین کا حق ہے، انہیں کو کھلانا لازم ہے، نذر ماننے والا یا اس کے گھر کے افراد اور اصول و فروع کے رشتہ دار اور مالداروں کے لئے اس میں سے کھانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

نام رکھنے کی نذر

''پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ناممکن کی نذر ماننا

اگر کسی نے ناممکن چیز کی نذر مانی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً زید کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں رات کو روزہ رکھوں گا، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ

---

(۱) إذا نذر ذبح شاة لا يأكل الناذر (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۳۱۷)، كتاب الزكاة، الفصل السادس عشر في إيجاب الصدقة ومايتصل به من الهدي، و: (۳/۲۶۶)، (رقم ۴۳۲۵)، أيضاً، ط: زكريا ديوبند)

عن الحكم قال: قال علي: لا يؤكل من النذر، ولا من جزاء الصيد، ولا مما جعل للمساكين (المصنف لابن ابي شيبة: (۸/۱۴۶)، (رقم ۱۳۳۶۶)، الحج، في هدي الكفارة وجزاء الصيد، ط: مؤسسة علوم القرآن)

عن عطاء قال: لا يؤكل من جزاء الصيد ولا مما يجعل للمساكين من النذر وغير ذلك، ولا من الفدية، ويؤكل مما سوى ذلك۔ (إعلاء السنن: (۱۰/۴۷۳)، رقم (۳۰۲۳)، كتاب الحج، أبواب الهدي، باب مايستحب الأكل من لحوم الهدايا الخ، ط: إدارة القرآن۔)

ناذر لمعينة ولو فقيراً... ولو ذبحها تصدق بلحمها... ولا ياكل الناذر منها فان أكل تصدق بقيمة ما اكل، وتحته في الشامية: الانسب ان يقال ولو غنيا (الدر مع الرد: (۶/۳۲۰)، كتاب الاضحية، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۴/۱۷۰)، كتاب الأضحية، ط: دار الكتب العلمية۔

الفتاوى الهندية: (۵/۲۹۵)، كتاب الأضحية، الباب الثاني وجوب الأضحية بالنذر وما هو في معناه، ط: رشيديه۔

رات روزہ کا محل نہیں۔ (۱)

نبی کی نیاز

"نبی کے نام نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نبی کے نام نذر

نذر عبادت ہے، اور اللہ کے علاوہ کسی نبی یا ولی کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی نبی یا ولی کے نام کی نذر و نیاز کرنا جائز نہیں ہے، صرف اللہ کے نام کی نذر و نیاز جائز ہے۔ (۲)

نذر اباحت

نذر اباحت وہ نذر ہے جس میں کسی مباح کام کرنے یا نہ کرنے کی نذر مانی

(۱) وأما الذي يرجع إلى المنذور به فأنواع، منها: أن يكون متصور الوجود في نفسه شرعاً فلا يصح النذر بما لا يتصور وجوده شرعاً كمن قال: لله تعالى على أن أصوم ليلا... لان الليل ليس محل الصوم. (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الإسلامي وادلته: (۴۷۰/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: إدارة الفكر۔

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۳)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۲) ولا بد للناذر من أن ينذر لله تعالى، فلا يحل النذر لولي ولا لمقرب وإن وقع يكون باطلاً (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۳۹/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق (شامي: (۴۳۹/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في النذر الذي يقع الأموات من اكثر العوام من شمع أو زيت أو نحوه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

گئی ہو، مباح کام وہ ہے کہ جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر اور جائز ہو، اور اس کے کرنے پر ثواب نہیں ملتا اور نہ کرنے پر گناہ نہیں ملتا۔ جیسے کسی نے قمیص پہننے کی نذر مانی، یا زید سے بات کرنے کی نذر مانی، یا بازار جانے کی نذر مان لی، ان تمام چیزوں کے نذر کو "نذر اباحت" کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر منعقد نہیں ہوتی، نذر منعقد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ منذور بہ عبادت مقصودہ ہو اور یہ تمام چیزیں عبادت مقصودہ نہیں، لہذا نذر کی وجہ سے کوئی اثر نہیں پڑے گا، جیسے نذر کرنے سے پہلے ان کاموں کا کرنا نہ کرنا برابر تھا نذر کے بعد بھی برابر رہے گا۔ (۱)

نذر اسقاط

"حافظ بنانے کی نذر ماننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر اعتکاف

"اعتکاف کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر اعتکاف پر اشکال

"اعتکاف کی نذر صحیح ہونے پر اعتراض" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ومنها أن يكون قربة، فلايصح النذر بما ليس بقربة رأساً كالنذر بالمعاصي... ولأن حكم النذر وجوب المنذور به ووجوب فعل المعصية محال وكذا النذر بالمباحات من الأكل والشرب ونحو ذلك لعدم وصف القربة لإستوائهما فعلاً وتركاً۔ (بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۷۱/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: دار الفكر۔

في شرح الطحاوي: النذر إن كان في المباح... فلايلزمه كما إذا قال: لله علي أن أذهب إلى السوق أو أعود مريضاً (الفتاوى التاتارخانيه: (۳۱/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

نذر التَبَرُّر

نیکی اور اللہ تعالیٰ کے تقرب حاصل کرنے کے لئے جو نذر مانی جاتی ہے اس کو "نذر التَبَرُّر" کہتے ہیں جیسے کسی نے کہا کہ "اگر میرا گم شدہ بیٹا واپس آ گیا تو میں حج کروں گا" یا "اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دے دی تو میں حج کروں گا" یہ "نذر التَبَرُّر" ہے، اسے "نذر المجازاۃ" بھی کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ شرط پائی جانے پر نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔(1)

نذر الغضب

"نذر الغضب" "نذر اللجاج" کو کہتے ہیں، اور اس کی تفصیل کے لئے "نذر اللجاج" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر اللجاج

نذر اللجاج: وہ نذر ہے جس میں نذر کرنے والے کا مقصد شرط کو حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس شرط والے کام سے اپنے آپ کو روکنا مقصود ہو، جیسے کسی نے کہا کہ "اگر میں نے کسی کو گالی دی تو میں پانچ روزے رکھوں گا" یا "اگر میں نے زید سے بات کی تو میں پانچ روزے رکھوں گا" یا یہ کہا کہ "اگر میں نے شراب پی تو اتنی رکعات

---

(۱) ونذر التبرر: بأن يلتزم الإنسان قربة إن حدثت نعمة أو ذهبت نقمة مثل إن شفى الله مريضى فلله علىّ صوم أو نحوه، ففى هذا النوع يلزم الناذر بالوفاء بنذره إذا حصل الشرط المعلق عليه۔ (الفقه الإسلامى وأدلته: (۳/۴۷۷)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانى: النذور، ط: دار الفكر)

الشافعية، قالوا: ينقسم النذر إلى قسمين: أحدهما أن يعلق النذر على حصول شئ مرغوب فيه كقوله: إن شفى الله مريضى فلله علىّ أن أصوم أو أصلى، ويسمى هذا القسم نذر المجازاة لأنه وقع فى نظير جزاء۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۱۴۰)، كتاب اليمين، مباحث النذر، اقسام النذر، ط: دار احياء التراث العربى)

المجموع شرح المهذب: (۸/۴۴۴، ۴۴۵)، كتاب الحج: باب النذر، ط: مكتبه الارشاد۔

نماز پڑھوں گا'' وغیرہ، اس میں نذر کرنے والے کا مقصد زید سے بات چیت کرنے اور شراب پینے اور گالی دینے سے رکنا ہے، اس نذر کو ''نذر اللجاج'' اور ''نذر الغضب'' بھی کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شرط پائی گئی تو نذر کرنے والے کو اختیار ہوگا، چاہے تو نذر پوری کرے اور اگر چاہے تو قسم کا کفارہ دیدے۔

واضح رہے کہ ''نذر اللجاج'' کے الفاظ نذر ہی کے ہوتے ہیں لہذا یہ لفظ کے اعتبار سے نذر ہے اور معنی کے اعتبار سے یمین اور قسم ہے، اور قسم کا مقصد کسی کام سے روکنا یا اپنے آپ کو ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہوتا ہے، اس لئے نذر کرنے والے کو نذر اور یمین کے بارے میں اختیار ہوگا، چاہے تو نذر پوری کرے اور اگر چاہے تو قسم کا کفارہ ادا کرے۔(1)

۱۹۰ نذر اللہ کے نام دینا اور ثواب بزرگوں کو پہنچانا

اگر کوئی چیز اللہ ہی کے نام دی جائے اور ثواب کسی بزرگ وغیرہ کو پہنچایا جائے تو یہ جائز ہے، اسی طرح اللہ ہی کی رضا کے لئے ذبح کیا جائے، اور ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور ثواب کسی بزرگ کو پہنچایا جائے تو یہ جائز ہے، یا کسی خاص بزرگ کے متعلقین اور مجاورین کا ذکر مصرف کے طور پر کیا جائے تو بھی درست ہے، لیکن اس پرفتن دور میں اس سے بھی احتراز کرنا چاہئے کیونکہ قبر، مزار، ولی، بزرگ،

---

(۱) ونذر اللجاج: ویسمی أیضاً یمین اللجاج، والغضب، ویمین الغلق: هو الذی خرج مخرج الیمین بأن یقصد الناذر حث نفسه علی فعل شیء أو منعها غیر قاصد للنذر ولا القربة مثل إن کلمت فلاناً فلله علی صوم أو نحوه، فالأظهر فی هذا النوع أن الناذر بالخیار إن شاء وفی بما التزم، وإن شاء کفر کفارة یمین، وهذا هو المقصود بحدیث: کفارة النذر کفارة الیمین۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۴۷۷/۳)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: دار الفکر)

کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة (۱۴۰/۲) کتاب الیمین، مباحث النذر، أقسام النذر، ط: دار احیاء التراث العربی۔

المجموع شرح المهذب: (۴۴۴/۸، ۴۴۵)، کتاب الحج، باب النذر، ط: مکتبة الإرشاد

پیر اور نذر و نیاز کا مسئلہ ہی ایسا ہے کہ اس میں کسی نہ کسی طرح شریعت کے خلاف باتیں آجاتی ہیں، اور اکثر عام لوگوں کا عقیدہ ہی خراب ہوجاتا ہے۔(۱)

نذر المجازاۃ

"نذر التبرر" کو "نذر المجازاۃ" کہتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے "نذر التبرر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر اور طلاق میں فرق

"تعلیق کا لفظ نامکمل رہ گیا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وفی البحر: من صام أو صلی أو تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاحیاء والأموات جاز، ویصل ثوابها إلیهم عند أهل السنة والجماعة۔ کذا فی البدائع۔ (شامی: (۲/ ۲۴۳)، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت واهداء ثوابها إلیه۔ ط:سعید)

بدائع الصنائع: (۲/ ۲۱۲)، کتاب الحج، فصل وأما الذی یرجع إلی النبات، ط:سعید۔

البحر الرائق: (۳/ ۱۰۵)، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ط:رشیدیه۔

واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها لفقراء الأنام۔ (قوله: مالم یقصدوا... الخ) أی بأن تکون صیغة النذر لله تعالیٰ للتقرب إلیه ویکون ذکر الشیخ مراداً به فقراءه کمامر، (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام... الخ، ط:سعید)

وعن النعمان بن بشیر قال: قال رسول الله ﷺ: الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لایعلمهن کثیر من الناس، فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام... الحدیث۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۱)، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط:قدیمی)

وعن الحسن بن علی حفظت من رسول الله ﷺ: دع مایریبک إلی ما لایریبک۔ الحدیث۔ (مشکاۃ المصابیح :(ص: ۲۴۲)، کتاب البیوع: باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

امداد الفتاوی: (۲/ ۵۴۴)، کتاب النذور، ط:مکتبه دار العلوم۔

نذر اور قربانی میں فرق نہیں

قربانی کے جانور کی صفات اور نذر سے واجب ہونے والے جانور کی صفات یکساں ہونی ضروری ہیں،(۱) اور اگر نذر ماننے والے نے عید الاضحیٰ کے زمانہ میں ذبح کرنے کی نیت کی تھی تو ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کے اندر ہی ذبح کرنا لازم ہوگا۔(۲)

نذر اور گھر کا کھانا خلط کرنا

☆......اگر کسی نے بھوکوں کو کھانا کھلانے کی منت نہیں مانی تھی، بلکہ لفظ نذر اور منت کے بغیر یوں ہی ارادہ کیا تھا کہ بھوکوں اور دوستوں کو کھانا کھلائے گا، تب تو بھوکوں اور دوستوں کے لئے ملا کر کھانا پکانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر نذر اور منت کے لفظ کے ساتھ کہا تھا کہ میں اللہ کے واسطے بھوکوں کو کھانا کھلاؤں گا، تب بھی ملا کر کھانا پکانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن پکانے کے بعد اتنی مقدار کھانا الگ کر دیا جائے جو بھوکوں کے واسطے نذر کیا گیا تھا، پھر اس کے بعد باقی کھانا دوستوں کو کھلا دیا

(۱) قال الکاسانی بعد نذر الاضحیۃ والھدی: "لا یجوز فیھا الا ما یجوز فی الاضاحی، وھو الثنی من الابل والبقر والجذع من الضأن اذا کان ضخماً۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۳/۴)، کتاب النذر، شروط النذر، ط: رشیدیہ)

قال: ﷲ علی ھدی، یجب علیه ما یجزئ علیه فی الاضحیۃ من الضأن والمعز أو الابل او البقرۃ، الا ان ینوی بعیراً او بقرۃ فیلزمه ذلک۔ (تفسیر المظھری: (الحج ۲۸)، (۳۰۲/۶)، ط: حافظ کتب خانہ کراچی)

ولا یؤخذ فی الصدقۃ إلا ما یجوز فی الأضحیۃ۔ (بدائع الصنائع: (۳۲/۲)، کتاب الزکاۃ، فصل فی مقدار الواجب فی السوائم، ط: سعید)

(۲) الاضحیۃ اسم لما یذبح فی وقت مخصوص لم یکن فیھا الغاء الوقت فاذا نذرھا یلزم فعلھا فیه والا لم یکن آتیا بالمنذور؛ لأنھا بعدھا لا تسمی اضحیۃ، ولذا یتصدق بھا حیۃ إذا خرج وقتھا (شامی: (۳۳۳/۶)، کتاب الاضحیۃ۔ ط: سعید)

وانما تعین المکان فی نذر الھدی، والزمان فی نذر الاضحیۃ؛ لأن کلا منھما اسم خاص معین، فالھدی ما یھدی للحرم، والأضحیۃ ما یذبح فی أیامھا، حتی لو لم یکن کذلک لم یوجد الاسم۔ (الدر مع الرد: (۷۴۱/۳)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لا یختص بزمان، ط: سعید)

جائے، بھوکوں کا کھانا الگ کئے بغیر ملا جلا کر تقسیم نہ کیا جائے ورنہ نذر ادا ہونے میں شبہ رہے گا۔ (۱)

نذر اور یمین

نذر اور یمین (قسم) بعض احکام میں ایک دوسرے کے قریب ہیں مثلاً جس طرح قسم کا مدار عرف پر ہوتا ہے نذر کا مدار بھی عرف پر ہوتا ہے، نیز جس طرح قسم سے تاکید مقصود ہوتی ہے نذر سے بھی تاکید مقصود ہوتی ہے۔

نذر اور یمین میں بعض اعتبار سے فرق بھی ہے:

❶ نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، کوئی چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی جب کہ قسم میں کفارہ بھی دیا جاسکتا ہے۔

❷ نذر سے مقصود اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا ہوتا ہے، اور کبھی مطلوب کو حاصل کرنا، یا مصیبت، بیماری اور ناپسندیدہ چیزوں کو زائل کرنا مقصود ہوتا ہے، جب کہ قسم کا مقصود کسی کام پر برانگیختہ کرنا یا اس سے اپنے آپ کو روکنا مقصود ہوتا ہے۔

❸ معلق نذر مکروہ اور ناپسندیدہ ہے جبکہ قسم اٹھانا مباح ہے اور بعض اسباب اور دواعی کی وجہ سے مستحب ہوجاتی ہے۔

---

(۱) فركن النذر: هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عز شانه عليّ كذا، أو عليّ كذا، أوهذا هدي۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، كتاب النذر، ط: سعيد)

فإنما يحرم على هؤلاء الصدقة من العشور والنذر والكفارات وجزاء الصيد، فأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا بأس به۔ وفي الفتاوى العتابية: وكذا يجوز النفل للغني۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳/۲۱۴)، رقم: ۴۱۵۵، كتاب الزكاة، الفصل الثامن: فيمن توضع فيه الزكاة، ط: زكريا)

نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز إن ساوى العشرة كتصدقه بثمنه۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

امداد الأحكام: (۳/۳۱)، كتاب الأيمان والنذور، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

۱۴ نذر کو پورا کرنا ہر صورت میں ضروری ہے لیکن قسم پوری کرنے میں کچھ تفصیل ہے، اس میں مصالح اور مفاسد کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، کبھی اس کا پورا کرنا مباح اور کبھی مکروہ، کبھی مستحب، کبھی واجب اور کبھی حرام ہوتا ہے۔ (۱)

نذر پسندیدہ نہیں ہے

نذرِ معلق پسندیدہ عمل نہیں ہے، احادیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''نذر نہ مانو، کیونکہ نذر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں بدل سکتی، نذر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بخیل کا مال نکالتے اور خرچ کراتے ہیں''(۲) ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں نہیں لکھی نذر اسے آدمی کے قریب نہیں کرسکتی،

(۱) وقرن العلماء بين اليمين والنذر، لأنهما متقاربان في الأحكام، فكل منهما يقصد به التاكيد، لكن موجب اليمين البر بيمينه أو الكفارة، وأما موجب النذر، فهو الوفاء بما نذره، مالم يقصد بالنذر الحث أو المنع، فيكون حكمه ومجراه مجرى اليمين، تحله كفارة اليمين۔

وأما الفروق التي بينهما، فمجملها ما يأتي:

١۔ ما تقدم من أن النذر الشرعي لابد من الوفاء به ولا يقوم غيره مقامه، وأما اليمين فتحله الكفارة۔

٢۔ أن النذر يقصد به مجرد التقرب وقد يكون الحامل حصول مطلوب أو زوال مكروه، واما اليمين فيقصد به الحث على فعل شئ، أو المنع منه۔

٣۔ أن عقد النذر مكروه، وأما اليمين فمباح، وقد يشرع إذا دعت إليه الأسباب۔

٤۔ أن النذر يجب الوفاء به، وأما اليمين ففيه تفصيل يرجع إلى ما يترتب عليه۔ فقد يكون التحلل منه مباحاً أو مكروهاً، أو مستحباً، أو واجباً، أو محرماً، حسب المصالح أو المفاسد المترتبة عليه۔ (تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للشيخ البسام: (٢١٧/٣، ٢١٨)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر، مطبعة النهضة الحديثة، مكة المكرمة)

(٢) ابو هريرة ﷺ رفعه، لاتنذروا فان النذر لايغني من القدر شيئاً وانما يستخرج به من البخيل۔ وفي رواية: ان النذر لايقرب من ابن آدم شيئاً لم يكن الله قدره، ولكن النذر يوافق القدر فيخرج بذلك من البخيل مالم يكن البخيل يريد ان يخرج، للستة الا مالكا بلفظ مسلم (جمع الفوائد: (٥٦٣/٢)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)

فيض القدير للمناوي: (٤٠١/٢، ٤٠٢)، رقم الحديث: ٣٧٤٤، ٣٧٤٥، حرف الهمزة، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔

لیکن نذر جب تقدیر کے موافق ہو تو اس کے سبب سے بخیل کا وہ مال خرچ ہو جاتا ہے جسے وہ خرچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔[(۱)]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا ہے اور نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔[(۲)]

واضح رہے کہ نذر مطلق جائز ہے اور نذر معلق کے بارے میں ممانعت ہے اگرچہ نذر ماننے سے نذر کو پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔[(۳)]

نذر پوری کرنا شرط پائے جانے سے پہلے

''شرط پائی جانے سے پہلے نذر پوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر پوری کرنا کام پورا ہونا سے پہلے

کام پورا ہونے سے پہلے نذر پوری کرنے سے نذر پوری نہیں ہوگی، کام پورا ہونے کے بعد دوبارہ نذر کو پورا کرنا لازم ہوگا، مثلاً زید نے نذر مانی کہ فلاں کام پورا ہونے کے بعد حج کرے گا تو اس کام کے پورا ہونے سے پہلے نذر پوری نہیں ہوگی، اگر اس نے فلاں کام پورا ہونے سے پہلے حج کر لیا تو نذر پوری نہیں ہوگی، کام ہونے کے بعد دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا ورنہ نذر پوری نہیں ہوگی۔[(۴)]

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ نهى النبی ﷺ عن النذر وأمر بالوفاء به "للكبير" (جمع الفوائد) وفی أعذب الموارد: رواه الطبرانی فی الکبیر باسنادین رجال احدهما رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد: (۴/ ۱۸۵)، جمع الفوائد مع اعذب الموارد: (۲/ ۵۶۴)، کتاب النذور: ط: إدارة القرآن)

فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۳۲۴)، رقم الحدیث: ۹۴۳۴، باب المناهی، ط: المکتبة التجاریة۔

(۳) النذر المعلق غیر مرضی وان کان النذر قربة ولو نذر لزم واما النذر المنجز فحسن ومرضی۔ (العرف الشذی علی جامع الترمذی: (۱/ ۲۱۸)، ابواب النذور والأیمان، باب کراهیة النذر، ط: سعید)

(۴) أجمع اصحابنا رحمهم الله ان النذر بالعبادات اذا کان معلقاً بالشرط، واداها قبل وجود الشرط=

نذر پوری کرنا واجب ہے

اگر نذر شریعت کے مطابق درست ہے تو پوری ہونے کے بعد نذر کے مطابق عمل کرنا واجب ہے مثلاً کسی مریض نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالی مجھ کو فلاں مرض سے شفاء دیدیں تو میں حج کروں گا یا روزہ رکھوں گا، تو اس مرض سے شفا ہونے کے بعد نذر کے مطابق روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ (۱)

نذر پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گیا

اگر کسی شخص نے نذر مانی، اور پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گیا، تو اس پر فدیہ دینے کے وصیت کرنا واجب ہے یا نہیں، اور ورثاء پر اس کے ترکہ کے مال سے فدیہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اس شخص نے معین ایام کے روزوں کی نذر مانی یا ہوگی یا غیر معین ایام کی؛

(الف) اگر اس نے غیر معین ایام کی نذر مانی مثلاً یوں کہا کہ ”میں ایک ماہ

= لا يجوز، سواء كانت العبادة بدنية او مالية، (تاتارخانية: (۶/ ۲۹۲)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون في النذور، ط: مكتبه زكريا)

المحيط البرهاني: (۶/۳۵۹)، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الخامس والعشرون: في النذور، ط: إدارة القرآن۔ وإن كان معلقاً بشرط نحو أن يقول: إن شفى الله مريضي أو إن قدم فلان الغائب فلله عليّ أن أصوم شهراً، أو أصلي ركعتين، أو أتصدق بدرهم، ونحو ذلك، فوقته وقت الشرط، فما لم يوجد الشرط لا يجب بالإجماع۔ ولو فعل ذلك قبل وجود الشرط يكون نفلاً؛ لأن المعلق بالشرط عدم قبل وجود الشرط۔ (بدائع الصنائع: (۵/۹۳) كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

(۱) وليوفوا نذورهم۔ (الحج ۲۹)

وكذا لو قال: عليّ حجة سواء كان النذر مطلقا او معلقا بشرط بأن قال: ان فعلت كذا فلله علي أن أحج حتى يلزمه الوفاء اذا وجد الشرط۔ (الفتاوى الهندية: (۱/ ۲۶۲)، كتاب الحج، الباب السابع عشر في النذر بالحج۔ ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲/۲۲۳)، كتاب الحج، فصل ثم الحج كما هو واجب بإيجاب الله تعالى، ط: سعيد

روزہ رکھوں گا'' تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆...... اگر نذر ماننے والا مریض تھا، اور مرض کی حالت میں نذر مانی، اور بیماری سے تندرست ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو اس پر فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا لازم نہیں ہے۔

☆...... اور اگر بیماری کی حالت میں نذر ماننے کے بعد تندرست ہوا، خواہ ایک دن کے لئے ہو یا زیادہ دنوں کے لئے اور کوئی روزہ نہ رکھا تو اس پر پورے مہینے کے فدیے دینے کی وصیت کرنا لازم ہے۔

اس کی دو وجوہات ہیں:

❶ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کو ایک دن مہلت میں گئی تھی، اور اس ایک دن میں نذر کے ایام کے تیس دنوں میں سے ہر دن کے روزے رکھنے کی صلاحیت موجود تھی، یعنی اگر وہ آدمی چاہتا تو اس دن میں پہلا روزہ بھی رکھ سکتا تھا اور اگر وہ چاہتا تو پانچواں روزہ بھی رکھ سکتا تھا، اور اگر وہ چاہتا تو دسواں رزوہ بھی رکھ سکتا تھا، لیکن اس نے کوئی ایک روزہ بھی نہیں رکھا، تو گویا وہ سب روزوں پر قادر تھا لیکن رکھے نہیں، اس لئے تمام روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے، اور یہ ایسا ہے جیسے پورے مہینے تندرست رہتا اور روزہ نہ رکھتا تو سب روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے۔

❷ دوسری وجہ یہ ہے کہ نذر ماننے سے وہ اسی وقت ذمہ میں لازم ہوجاتی ہے اور اس کے لئے ادا کرنے کا امکان ہونا شرط نہیں ہے، اس لئے ایک ماہ کی نذر مانتے ہی اس پر نذر لازم ہوگئی تھی اگرچہ ادا کرنے کا موقع نہ ملا ہو۔

(ب) اور اگر معین روزوں کی نذر مانی مثلاً یوں کہا کہ ''میں رجب کے مہینے میں روزہ رکھوں گا، تو اس کے احکام یہ ہیں:

☆...... چند دن کے بعد رجب آنے سے پہلے فوت ہوگیا، تو بھی پورے مہینے کا فدیہ دینا کی وصیت کرنا ضروری ہے، کیوں کہ نذر سے کسی شرط کے بغیر فی الحال لزوم کا تحقق ثابت ہوجاتا ہے، ہاں اگر ادائیگی ممکن نہ ہو تو اس کا بدل فدیہ موجود ہے، اور اس صورت میں فدیہ ادا کرنا اس لئے واجب ہے کہ رجب سے پہلے بھی روزہ رکھنا جائز ہوتا ہے۔

☆......فدیہ دینے کے لئے وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مرض الموت میں مبتلا ہونے کے بعد فدیہ دینے کی وصیت کرنا ضروری ہے، اگر اچانک موت واقع ہوگئی تو فدیہ دینے کے لئے وصیت کرنا ممکن نہیں ہوگا البتہ اگر ورثاء اس کی طرف سے فدیہ ادا کردیں گے تو میت پر احسان ہوگا۔ (۱)

---

(۱) (ولو قال مريض: لله علي أن أصوم شهرا فمات قبل أن يصح لا شيء عليه، وإن صح) ولو (يوما) ولم يصمه (لزمه الوصية بجميعه) على الصحيح كالصحيح إذا نذر ذلك ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصية بالجميع بالإجماع كما في الخبازية، بخلاف القضاء فإن سببه إدراك العدة.

[فروع] قال: والله أصوم لا صوم عليه بل إن صام حنث كما سيجيء في الأيمان. نذر صوم رجب فدخل وهو مريض أفطر وقضى كرمضان أو صوم الأبد فضعف لاشتغاله بالمعيشة أفطر وكفر كما مر۔ قال ابن عابدين: (قوله ولم يصمه) أما لو صامه فيأتي قريبا (قوله على الصحيح) هو قولهما، وقال محمد لزمه الوصية بقدر ما فاته كما في قضاء رمضان وأوضحه في السراج حيث قال إذا نذر شهرا غير معين ثم أقام بعد النذر يوما أو أكثر يقدر على الصيام فلم يصم، فعندهما يلزمه الإيصاء بالإطعام لجميع الشهر، ووجهه على طريقة الحاكم أن ما أدركه صالح لصوم كل يوم من أيام النذر، فإذا لم يصم جعل كالقادر على الكل فوجب الإيصاء كما لو بقي شهرا صحيحا ولم يصم، وعلى طريقة الفتاوى النذر ملزم في الذمة الساعة ولا يشترط إمكان الأداء، وثمرة الخلاف فيما إذا صام ما أدركه على الأول لا يجب عليه الإيصاء بالباقي وعلى الثاني يجب وكذا فيما إذا نذر ليلا ومات في الليلة لا يجب على الأول لعدم الإدراك ويجب على الثاني الإيصاء بالكل اهـ ملخصا، واقتصر في البدائع وغيره على طريقة الحاكم، ثم اعلم أن هذا كله في النذر المطلق، أما المعين ففي السراج أيضا: ولو أوجب على نفسه صوم رجب، ثم أقام يوما أو أكثر ومات ولم يصم ففي الكرخي إن مات قبل رجب لا شيء عليه، وهو قول محمد خاصة لأن المعين لا يكون سببا قبل وقته، وعندهما على طريقة الحاكم يوصي بقدر ما قدر لأن النذر سبب ملزم في الحال إلا أنه لا بد من التمكين؛ وعلى طريقة الفتاوى يوصي بالكل لأن النذر ملزم بلا شرط لأن اللزوم إذا لم يظهر في حق=

= الأداء يظهر في خلفه وهو الإطعام، وأما إن صام ما أدركه أو مات عقيب النذر فعلى الأول لا يجب الإيصاء بشيء وعلى الثاني يجب الإيصاء بالباقي، ولو دخل رجب وهو مريض ثم صح بعده يوما مثلا فلم يصم ثم مات فعليه الإيصاء بالكل، أما على الثاني فظاهر وكذا على الأول لأن بخروج الشهر المعين وصحته بعده يوما مثلا وجب عليه صوم شهر مطلق فإذا لم يصم فيه وجب الإيصاء بالكل كما في النذر المطلق إذا بقي يوما أو أكثر وقدر على الصوم ولم يصم. (الدر مع الرد: ٢/٤٣٧، ٤٣٨) كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد)

أن المريض إذا قال: لله علي أن أصوم شهرا، فإن مات قبل أن يصح لا يلزمه شيء، وإن صح يوما واحدا يلزمه أن يوصي بالإطعام لجميع الشهر في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، وعند محمد لا يلزمه إلا مقدار ما يصح على ما ذكره القدوري، وإن كان مسألة القضاء على الاتفاق على ما ذكره القدوري فوجه هذا القول ظاهر لأن القدرة على الفعل شرط وجوب الفعل إذ لو لم يكن لكان الإيجاب تكليف ما لا يحتمله الوسع، وأنه محال عقلا وموضوع شرعا ولم يقدر إلا على صوم بعض الأيام فلا يلزمه إلا ذلك القدر، فإن صام ذلك القدر فقد أتى بما عليه فلا يلزمه شيء آخر، وإن لم يصم فقد قصر فيما وجب عليه فيلزمه أن يوصي بالفدية لذلك القدر لا غير إذ لم يجب عليه من الصوم إلا ذلك القدر، وإن كانت المسألتان على الاختلاف على ما ذكره الطحاوي فوجه قول محمد في المسألتين ما ذكرنا وهو لا يحتاج إلى الفرق بينهما، لأن قوله فيهما واحد وهو أنه لا يلزمه من صوم القضاء والصوم المنذور به إلا قدر أيام الصحة حتى لا يلزمه الوصية بالإطعام فيهما إلا لذلك القدر، وأما وجه قولهما فهو أن قدر ما يقدر عليه من الصوم يصلح له الأيام كلها على طريق البدل، لأن كل يوم صالح للصوم فيجعل كأنه قدر على الكل فإذا لم يصم لزمته الوصية بالفدية للكل، وإذا صام فيما قدر وصار قدر ما صام مستحقا للوقت فلم يبق صالحا لوقت آخر فلم يكن القول بوجوب الكل على البدل فلا يلزمه الوصية بالفدية للكل، ومنها أن لا يكون في القضاء حرج لأن الحرج منفي بنص الكتاب. (بدائع الصنائع (٢/١٠٣) كتاب الصوم، فصل حكم الصوم المؤقت إذا فات عن وقته، ط: سعيد)

يقول المريض لله علي صوم هذا الشهر فصح يوما ثم مات يلزمه قضاء جميع الشهر عندهما وعند محمد قضاء ما صح فيه والفرق لهما أن النذر سبب فظهر الوجوب في حق الخلف وفي هذه المسألة السبب إدراك العدة فيتقدر بقدر ما أدرك فيه وإنما لم يلزمه القضاء قبل الصحة ليظهر في الإيصاء؛ لأنه معلق بالصحة وإن لم يذكر أداة التعليق تصحيحا لتصرف المكلف ما أمكن فينزل عند الصحة وأجاب عنه في غاية البيان بأن الجماعة الذين أنكروا الخلاف نشئوا بعد الطحاوي بكثير من الزمان باعتبار أن الخلاف لم يبلغهم وهو ليس بحجة عليه؛ لأن جهل الإنسان لا يعتبر حجة على غيره وقد ذكره بعد ما ثبت عنده وهو ممن لا يتهم لأوصافه الجميلة. والحاصل أن الصحيح لو نذر صوم شهر معين ثم مات قبل مجيء الشهر لا يلزمه شيء بلا خلاف، وإن مات بعد ما صح يوما يلزمه الإيصاء بالجميع عندهما وعند =

نذر پوری کرنے کی طاقت نہ ہو

اگر کسی نے کسی کام کی نذر مانی، پھر اس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو بعض صورتوں میں دم دینا واجب ہوتا ہے مثلاً پیدل چل کر بیت اللہ کے حج کرنے کی نذر مانی اور اس میں پیدل حج کے لئے جانے کی طاقت نہیں ہے تو سوار ہو کر حج کرے اور دم دیدے، اسی طرح اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر مانی تو بچہ کو ذبح کرنا جائز نہیں البتہ اس کی جگہ پر بکرا یا دنبہ ذبح کر کے فدیہ ادا کرنا لازم ہے اور جانور ذبح کرنا نذر کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگا، اور بعض صورتوں میں قسم کا کفارہ دینا کافی ہوتا ہے۔ (۱)

نذر پوری کرنے کے دن حیض جاری ہو گیا

''حیض کا دن ہو نذر پورا کرنے کے دن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= محمد بقدر ما صح وفصل الطحاوي فقال إن لم يصم اليوم الذي صح فيه لزمه الكل وإن صامه لا يلزمه شيء كالمريض في رمضان إذا صح يوما فصامه ثم مات لا يلزمه شيء اتفاقا، لأنه بالصوم تعين أنه لا يصح فيه قضاء يوم آخر بخلاف ما إذا لم يصمه حيث لا يلزمه الكل كما قدمناه على قول الطحاوي لأن ما قدر فيه صالح لقضاء اليوم الأول والوسط والأخير فلما قدر على قضاء البعض فكأنه قدر على قضاء الكل إليه أشار في البدائع وغاية البيان۔ (البحر الرائق: (۲/۲۸۳، ۲۸۴) كتاب الصوم، فصل في العوارض، ط: سعيد)

فتاوى هندية: (۱/۲۱۰) كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ط: ماجديه۔

(۱) عن كريب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نذر نذراً لم يسمه فكفارته كفارة يمين۔ ومن نذر نذراً في معصية فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً لا يطيقه فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً أطاقه فليف به۔ قال ابو داود روى هذا الحديث وكيع وغيره عن عبدالله بن سعيد بن ابى الهند أوقفوه على ابن عباس رضی اللہ عنہ (سنن ابى داود: (۲/ ۱۱۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذرا لا يطيقه، ط: رحمانية)

(ومن نذر نذرا مطلقاً لا يطيقه) كحمل جبل أو رفع حمل أو المشي إلى بيت الله ونحوه، (فكفارته كفارة يمين) (مرقاة المفاتيح: (۶/۵۵۱)، كتاب العتق، باب في النذور، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: من نذر ان ينحر نفسه أو ولده، فليذبح كبشاً۔ مصنف عبدالرزاق: (۸/ ۴۶۰)، رقم الحديث: ۱۵۹۰۵، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر لينحرن نفسه، ط: إدارة القرآن)

نذر پوری کرنے کے مہینے میں بیمار تھا

اگر کسی نے محرم کے مہینے کے روزوں کی نذر مانی، لیکن جب محرم آیا تو وہ بیمار تھا تو وہ محرم میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں تندرست ہونے کے بعد قضاء کر لے خواہ مسلسل لگاتار قضاء کرے خواہ متفرق طور پر دونوں صحیح ہیں۔ (۱)

نذر پوری نہ ہونے پر جانور کی قربانی کرنا

مثلاً کسی کی بیوی بیمار ہے اور ڈاکٹر نے آپریشن کرنے کی بات کی، اور اس آدمی نے ایک بکری اس نیت سے پالی کہ بیوی کے آپریشن کے بعد بکری ذبح کرے گا مگر بعد میں بیوی کا آپریشن نہیں ہوا تو نذر پوری نہیں ہوئی، چنانچہ بکری کو ذبح کرنا لازم نہیں ہوگا، بلکہ اس بکری کو قربانی میں ذبح کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

نذر جانور چھوڑنے کی

"جانور چھوڑنے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر ذبح

"ذبح کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) نذر صوم رجب فدخل وهو مريض أفطر وقضى كرمضان۔ (قوله: كرمضان) أي بوصل أو فصل۔ درر۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۳۸)، كتاب الصوم: باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط: سعيد)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱/۲۱۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

(۲) فان علقه بشرط يريده كان قدم غالبي أو شفي مريضي يوفي وجوباً إن وجد الشرط۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/۷۳۸)، كتاب الأيمان، مطلب في أحكام النذر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۵)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

البحر الرائق: (۶/۳۱۱)، كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: رشيديه۔

نذرِ ذبح اور نذرِ اضحیہ میں فرق

☆...... ''نذرِ ذبح'' اور ''نذرِ اضحیہ'' میں فرق ہے، کیونکہ نذرِ ذبح میں صرف ذبح اور صدقہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس ذبح میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا، اور اس ذبح کا وقت بھی متعین نہیں ہوتا بلکہ کسی بھی زمانہ میں کسی بھی وقت میں نذر پوری کرنے کے لئے جانور ذبح کرنا جائز ہوتا ہے، اور اس نذر کا گوشت نذر ماننے والے اور مالدار دونوں کے لئے کھانا جائز نہیں ہے، اس کا سارا گوشت مستحقِ زکوۃ غریبوں میں صدقہ کر دینا لازم ہے۔

اور نذرِ اضحیہ کا گوشت غریب، مالدار اور نذر ماننے والے سب کے لئے کھانا جائز ہے کیونکہ نذرِ اضحیہ میں اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے، اس میں صرف ذبح کرنا مقصد نہیں ہوتا بلکہ جانور کو ذبح کر کے ایک عبادت کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا مقصد ہوتا ہے، اور ساتھ ساتھ اس کا گوشت کا کھانا بھی مقصد ہوتا ہے، اور اس ذبح میں گوشت صدقہ کرنا اصل مقصد نہیں ہوتا اس لئے نذرِ ذبح اور نذرِ اضحیہ کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ (۱)

☆...... بعض فقہاء نے نذرِ اضحیہ کا گوشت کھانا نذر ماننے والے اور مالداروں

---

(۱) ظاهر كلامه أن الواجبة على الفقير بالشراء له الاكل منها وقوله: وفي التاتار خانية: سئل القاضي بديع الدين عن الفقير: اذا اشترى شاة لها هل يحل لها الأكل؟ قال: نعم۔ (شامي: (۶/۳۲۷)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)

تاتارخانية: (۱۷/۱۳ ۴، رقم ۲۷۶۷۳)، كتاب الأضحية، الفصل الثاني في وجوب الأضحية بالنذر، ط: مكتبه زكريا۔

وفي الحاوي: ذكر هشام في نوادره عن محمد: إذا نذر ذبح شاة، لا يأكل منها الناذر، ولو أكل فعليه قيمة ما أكل۔ (المحيط البرهاني: (۸/۴۶۰)، كتاب الأضحية، الفصل الثاني في وجوب الأضحية بالنذر، ط: ادارة القرآن)

کے لئے نا جائز لکھا ہے،(۱) اور یہ اشتباہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ نذر ذبح اور اضحیہ کے حکم کے درمیان فرق کو واضح کر کے نہیں لکھا گیا ہے، بلکہ مجمل اور مجموعی اعتبار سے حکم لکھا گیا ہے کہ نذر ماننے والے اور مالداروں کے لئے نذر کے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، پھر اسی اصول کے اندر قربانی کی نذر کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے کہ فقیر نے قربانی کیلئے جو جانور خریدا ہے اس کا گوشت خود فقیر کے لئے بھی جائز اور حلال ہے، اسی طرح تاتارخانیہ میں بھی ہے، جب قربانی کرنے والے خود فقیر کے لئے کھانا جائز ہے تو غنی مالدار کے لئے بھی جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وقال القاضی برهان الدین لا یحل (شامی: (۶/۳۲۷)، کتاب الأضحیة، ط: سعید)

نذر أن یضحی ولم یسم شیئا، علیه شاة ولا یأکل منها، وإن أکل منها علیه قیمتها۔ کذا فی الوجیز للکردری۔ (الفتاوی الهندیه: (۵/۲۹۵)، کتاب الأضحیة، الباب الثانی فی وجوب الأضحیة بالنذر، ط: رشیدیه)

مجمع الأنهر: (۴/۱۷۰)، کتاب الأضحیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

وان نذر أضحیة فی ذمته ثم ذبحها فله أن یأکل منها، وقال القاضی من أصحابنا من منع الاکل منها وهو ظاهر کلام احمد وبناه علی الهدی المنذور۔ (المغنی لابن قدامة: (۹/۳۶۲)، کتاب الأضاحی، فصل نذر أضحیة فی ذمته ثم ذبحها، ط: مکتبة القاهرة)

(۲) ان الدماء انواع ثلاثة: نوع یجوز لصاحبه ان یاکل منه بالاجماع، ونوع لا یجوز له ان یاکل منه بالإجماع ونوع اختلف فیه، فالأول: دم الاضحیة نفلا کان أو واجبا منذورا کان أو واجبا مبتدأ۔ والثانی: دم الاحصار وجزاء الصید... دم النذر بالذبح، والثالث: دم المتعة والقران، فعندنا یؤکل وعند الشافعی رحمه الله لا یؤکل۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۰)، کتاب التضحیة، باب یستحب فی الاضحیه ان تکون ممینة۔ ط: سعید)

بذل المجهود: (۴/۷۶)، کتاب الضحایا، باب النهی عن حبس لحوم الأضاحی، ط: معهد الخلیل الإسلامی۔

وان نذر أضحیة فی ذمته لم ذبحها فله أن یاکل منها، وقال القاضی من أصحابنا من منع الاکل منها وهو ظاهر کلام احمد وبناه علی الهدی المنذور۔ (المغنی لابن قدامة: (۹/۳۶۲)، کتاب الأضاحی، فصل نذر أضحیة فی ذمته لم ذبحها، ط: مکتبة القاهرة)

نذر سے رجوع کرنا

''رجوع کرنا نذر سے عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر شدہ جانور کی قیمت کا مصرف

''نذر کی رقم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر زمانہ جاہلیت میں

''جاہلیت کے زمانہ میں نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر طواف

''طواف کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر عبد المطلب کی

''عبد المطلب کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر غیر ارادی کا حکم

''غیر ارادی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر غیر اللہ کی کفر کب ہوتی ہے

''غیر اللہ کی نذر کفر کب ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر غیر مسلسل

اگر کسی نے مطلق روزہ رکھنے کی نذر مانی، تسلسل کی قید نہیں لگائی، لیکن روزہ تسلسل کے ساتھ رکھا تو نذر کا روزہ ادا ہو جائے گا، اور نذر پوری ہو جائے گی، کیونکہ یہاں وجوب ناقص اور ادا کامل ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی نے دو سلاموں کے

ساتھ چار رکعات پڑھنے کی نذر مانی اور ایک سلام کے ساتھ چار رکعات ادا کر لیں تو درست ہے، نذر پوری ہو جائے گی۔ (۱)

نذر غیر معین کی نیت

نذر غیر معین کے روزہ کی نیت میں صرف روزہ کی نیت کر لینا کافی نہیں ہے، بلکہ نذر کا روزہ رکھنے کی نیت کرنا ضروری ہے، صرف روزہ کی نیت سے نذر غیر متعین کا روزہ ادا نہیں ہوگا۔ (۲)

نذر قدیم عبادت ہے

"قدیم عبادت ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو قال: لله عليّ أن أصوم شهراً متتابعاً لزمه التتابع وإن أطلق يخير۔ (الفتاوى الهندية: (۱/۲۱۰)، كتاب الصوم: الباب السادس في النذر، ط: رشيديه)

إذا قال: لله عليّ أن أصوم عشرة أيام متتابعة، فصامها متفرقة لم يجز، لأنه أداء الكامل بالناقص، ولو أوجب متفرقاً فأداها متتابعاً أجزأه لأنه أوجبها ناقصاً وأداها كاملاً وهو نظير مالو قال: لله عليّ أن أصلي أربع ركعات بتسليمة فأداها بتسليمتين لايجزيه، ولو قال: لله عليّ أن أصلي أربعاً بتسليمتين، فصلى بتسليمة واحدة أجزأه۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۷)، كتاب الصوم: الفصل الحادى عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

المحيط البرهاني: (۳/۳۷۷)، كتاب الصوم: الفصل الحادى عشر: في النذور، ط: إدارة القرآن۔

(۲) (والشرط للباقي) من الصيام قران النية للفجر ولو حكما، وهو (تبييت النية، وتعيينها) لعدم تعين الوقت۔ (قوله: والشرط للباقي من الصيام) أى من أنواعه أى الباقي منها بعد الثلاثة المتقدمة في المتن وهو قضاء رمضان والنذر المطلق وقضاء النذر المعين والنفل بعد إفساده والكفارات السبع۔ (الدر مع الرد: (۲/۳۸۰)، كتاب الصوم، ط: سعيد)

وشرط القضاء والكفارات أن يبيت ويعين... وكذا النذر المطلق۔ (الفتاوى الهندية: (۱/۱۹۶)، كتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه وتقسيمه، ط: رشيديه)

وكل صوم ليس له وقت معين كالقضاء والنذر المطلق والكفارة لايجوز بنية مطلقة (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۱/۲۰۱)، كتاب الصوم، الفصل الثاني: النية، ط: رشيديه)

نذر قربت

نذر پوری کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

❶ نذرِ قربت۔ ❷ نذر اباحت۔ ❸ نذر معصیت۔

نذر قربت: وہ نذر ہے جس میں کسی عبادت کی نذر مان لی جائے، مثلاً نماز، روزہ، حج، صدقہ وغیرہ کی نذر مان لی جائے، ایسی نذر عبادت ہے، اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے، شریعت کی رو سے اصل نذر بھی یہی ہے، اور اس میں نذر کا پورا اثر پڑتا ہے کہ نذر کرنے سے پہلے وہ عبادت واجب نہیں تھی نذر کرنے سے واجب ہوئی ہے، لہٰذا اس کو پورا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔(۱)

(۱) قال الله تعالیٰ: واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم۔ (سورۃ النحل: ۹۱)

اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا۔ (سورۃ الاسراء: ۳۴)

اوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون۔ (سورۃ البقرۃ: ۴۰)

یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شره مستطیرا۔ (سورۃ الدهر: ۷)

یاایها الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون۔ (سورۃ الصف: ۲،۳)

ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنکونن من الصالحین، فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون۔ (سورۃ التوبۃ: ۷۶)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم من نذر ان یطیع الله فلیطعه، الحدیث، رواه البخاری، واحمد، واصحاب السنن الاربعة۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۵۴۴/۶، ۵۴۵)، کتاب العتق، باب فی النذور، الفصل الأول، ط: رشیدیه)

عمران بن حصین یذکر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم ذکر اقواماً یخونون ولایؤتمنون، ویشهدون ولایستشهدون، وینذرون ولایوفون ویظهر فیهم السمن۔ (سنن النسائی: (۱۴۶/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، ط: قدیمی)

ونذر التبرر: بأن یلتزم الإنسان قربة إن حدثت نعمة أو ذهبت نقمة مثل إن شفی الله مریضی فلله علی صوم أو نحوه، ففی هذا النوع یلزم الناذر بالوفاء بنذره إذا حصل الشرط المعلق علیه۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۴۷۷/۳)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: دار الفکر)

نذر کا بکرا عقیقہ میں ذبح کرنا

نذر کا بکرا عقیقہ میں ذبح کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق ذبح کرنا چاہئے۔[1]

نذر کا بکرا قربانی میں ذبح کرنا

نذر کا بکرا قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق ذبح کرنا چاہئے۔[2]

نذر کا ثبوت

نذر کرنا جائز ہے اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، قرآن کریم کی مختلف جگہوں میں نذر کو پورا کرنے کا حکم آیا ہے:

۱ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ.[3]

ترجمہ: اور تم جو کوئی خرچ کرو یا کوئی منت مانو اسے جانتا ہے۔

۲ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ

---

(۱) ومن نذر ان یضحی شاۃ، وذلک فی ایام النحر وھو موسر فعلیہ ان یضحی بشاتین عندنا، شاۃ بالنذر، وشاۃ بایجاب الشرع ابتداء الا اذا عنی بہ الاخبار عن الوجوب علیہ فلا یلزمہ الا واحدۃ، ولو قبل ایام النحر لزمہ شاتان بلا خلاف۔ (رد المحتار: (۳۲۰/۶)، کتاب الاضحیۃ، ط: سعید)

وفیہ ایضا: (۷۳۷/۳)، کتاب الأضحیۃ: فصل وأما شرائط الوجوب، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۶۳/۵)، کتاب التضحیۃ، فصل: وأما شرائط الوجوب، ط: سعید۔

ان الغنی لو نذر قبل ایام النحر ان یضحی شاۃ لزمہ شاتان، احداھما بالنذر والاخری بالغنی لعدم احتمال الصیغۃ الاخبار عن الواجب اذ لا وجوب قبل الوقت، وکذا لو نذر وھو فقیر ثم استغنی۔ (شامی: (۶/ ۳۳۲، ۳۳۳)، کتاب الأضحیۃ، ط: سعید)

(۲) ''نذر کا بکرا عقیقہ میں ذبح کرنا'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۳) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۰۔

الْعَتِيقِ. (۱)

ترجمہ: پھر (حج کرنے والے) لوگوں کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں، اور اپنی منتیں پوری کریں، اور بیت عتیق کا طواف کریں۔

۲ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا. (۲)

ترجمہ: یہ لوگ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"من نذر ان يطيع الله فليطعه و من نذر ان يعصيه فلا يعصه۔" (۳)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر کرے تو اسے اطاعت کرنی چاہئے اور جو شخص گناہ کی نذر کرے وہ (نذر کی وجہ سے) گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ (۴)

نذر کا جانور ذبح کرنے کے لئے جگہ متعین نہیں ہوتی

"قربانی اور ہدی میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کا حج ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے

نذر کے حج کا احرام باندھتے وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ "میں نذر کا حج ادا کرتا ہوں" اگر احرام باندھتے وقت نذر کے حج کی نیت نہیں کی تو نذر کا حج ادا نہیں ہوگا، ہاں اگر اس پر پہلے سے حج فرض تھا تو فرض حج ادا ہو جائے گا، اور اگر پہلے فرض

(۱) سورۃ الحج، آیت: ۲۹۔
(۲) سورۃ الدھر، آیت: ۷۔
(۳) الصحيح للبخاری: (۲/ ۹۹۱)، کتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، ط: قديمی۔
(۴) مظاہر حق: (۳/ ۵۵۵)، ط: مكتبة العلم۔

حج ادا کر چکا ہے تو نفلی حج ادا ہوگا اور نذر والا حج بعد میں ادا کرنا پڑے گا۔ (۱)

نذر کا حج فرض حج کے ساتھ ادا نہیں ہوتا

اگر کسی کے ذمہ نذر کا حج ہے، تو وہ فرض حج کے ضمن میں ادا نہیں ہوگا، اس کے لئے مستقل احرام باندھ کر حج کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

نذر کا حکم

''نذر پوری کرنا واجب ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کا مدار ظاہری الفاظ پر ہوتا ہے

نذر کا مدار ظاہری الفاظ پر ہوتا ہے، نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، لہذا اگر نذر کے الفاظ مطلق ہیں، اور نیت میں کسی قید کا خیال رکھا ہے تو نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر الفاظ میں قید موجود ہے اور نیت میں مطلق ہے تو لفظی قید کا اعتبار ہوگا، مطلق نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر کسی نے کہا کہ ''اگر مجھے فلاں چیز مل گئی تو اتنی رقم خیرات

---

(۱) وفی المنتفی: نذر أن یحج فحج ولا نیة له فهو تطوع عن أبی یوسف ﷫ وقال هشام: عن حجة الإسلام اهـ قال: فی الفتح: ما عن أبی یوسف ﷫ فیما إذا لم یکن علیه حجة الإسلام وما عن هشام فیما إذا کانت علیه، فقد اتفقا علی أنه لا ینصرف إلی المنذور بلا نیة۔ (غنیة الناسک: (ص: ۳۴۸)، باب النذر بالحج والحلف به، ط: إدارة القرآن)

فتح القدیر: (۸۹/۳)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۱۳۴/۲)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیہ۔

(۲) قد صرح فی الهدایة والبدائع وغیرها فی باب المجاوزة: أن المنذور لا یسقط بحجة الإسلام۔ (غنیة الناسک: (ص: ۳۴۸)، باب النذر بالحج أو العمرة، ط: إدارة القرآن)

وقد تقدم أن من لزمه بالنذر حجة، وحج حجة الإسلام، فإنها لا تسقط بها المنذور بلا خلاف۔ (مناسک للقاری: (ص: ۴۶۸)، باب النذر بالحج والعمرة، ط: إدارة القرآن)

بدائع الصنائع: (۱۶۶/۲)، کتاب الحج، فصل وأما بیان مکان الإحرام، ط: سعید۔

کروں گا" حالانکہ دل میں یہ نیت تھی کہ اگر وہ چیز صحیح ہو تو اتنی رقم خیرات کروں گا لیکن الفاظ میں یہ قید نہیں تھی تو مذکورہ چیز ملنے کے بعد اتنی رقم خیرات کرنا پڑے گی، چاہے وہ چیز خراب ہو یا صحیح ہو، اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (۱)

نذر کا مصرف

"مصرف نذر متعین نہ ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کا معنی

نذر کا لغوی معنی وعدہ کرنا خواہ خیر کا ہو یا شر کا، اور نذر کو اردو میں "منت" کہا جاتا ہے، اور نذر کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے طور پر زبانی الفاظ کے ساتھ کسی جائز کام کو اپنی ذات پر واجب کرنا۔

بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ نذر یہ ہے کہ آدمی کا کسی بات کے پیش آنے کی وجہ سے اپنے اوپر ایسی بات یا کام واجب کرنا جو پہلے سے واجب نہیں تھا۔ (۲)

---

(۱) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بالشرط وكان من جنسه واجب أو فرض وهو عبادة مقصودة، ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر كصوم وصلوة وصدقة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

وان علق النذر بشرط فوجد فعليه الوفاء بنفس النذر، الهداية: (۴۸۰/۲)، كتاب الأيمان، فصل في الكفارة، ط: رحمانيه)

ومثله في شرح الوقاية: (۲۴۰/۲)، كتاب الأيمان، ط: سعيد۔

قلت: إنما ذكروا النذر في الأيمان لما يأتي في أنه قال: علىّ نذر ولا نية له، لزمه كفارة... الخ۔ (شامي: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض۔ (وقوله: لا على الأغراض) أي المقاصد والنيات، احترز به عن القول ببنائه على النية۔ (الدر مع الرد: (۷۴۳/۳)، كتاب الأيمان: مبحث مهم في تحقيق قولهم: الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض، ط: سعيد)

(۲) النذر لغة: الوعد بخير أو شر، وشرعاً: الوعد بخير خاصة، وقال بعضهم: هو التزام قربة لم تتعين۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۴٦٨/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني:=

نذر کس طرح منعقد ہوتی ہے

''نذر کے الفاظ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کو متعدد چیزوں پر معلق کرنا

''متعدد چیزوں پر نذر کو معلق کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کی اصطلاحات

نذر کو اردو میں ''منت'' کہتے ہیں، اور نذر کرنے والے کو ''ناذر'' اور جس چیز کی نذر مانی جاتی ہے اس کو ''منذور'' اور ''منذور بہ'' کہتے ہیں۔ جیسے زید نے کہا کہ ''اگر میں وفاق کے امتحان میں کامیاب ہوا تو حج کروں گا'' تو یہاں زید ناذر اور حج کروں گا، منذور یا منذور بہ ہے۔ (۱)

نذر کی تحقیق کرنا

اگر کسی خاص دن کسی کے پاس کھانا، بریانی، حلوہ، مٹھائی، حلیم اور شربت وغیرہ آئے، اور ان چیزوں کے بارے میں نذر ہونے کا شبہ ہو تو تحقیق کرنی چاہئے۔ (۲) اور اگر اس قسم کا شبہ نہیں تو تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں اور نذر ہونے

=النذور، ط: دار الفکر)

🗁 النذر... إيجاب الفعل المشروع على النفس بالقول تعظيماً لله تعالى۔ (معجم لغة الفقهاء: (ص: ۴۷۷)، حرف النون، ط: دار النفائس)

🗁 النذر أن توجب على نفسک ماليس بواجب لحدوث أمر۔ (المفردات فی غرائب القرآن للاصفهانی: (ص: ۴۸۹)، کتاب النون: نذر، ط: قدیمی)

(۱) ثم اعلم أن ارکان النذر ثلاثة الناذر، والصیغة، والمنذور۔ (رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون: فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

(۲) قال رسول اللہ ﷺ: دع ما یریبک إلی ما لا یریبک۔ (مسند احمد بن حنبل: (۶۲۳/۳)، (رقم الحدیث: ۱۲۱۴۰)، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)=

کی صورت میں فقراء کو دیدے، مالدار نہ کھائے، اور نذر نہ ہونے کی صورت میں سب کھا سکتے ہیں۔[1]

نذر کی تکمیل کے لئے متعینہ مکان ضروری نہیں

''متعینہ مکان ضروری نہیں نذر کی تکمیل کے لئے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کی دو اقسام ہیں

نذر کی دو قسمیں ہیں: ❶ نذر مطلق۔ ❷ نذر معلق۔[2]

نذر کی رقم

اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ جانور ذبح کر کے مدرسہ کے بچوں کو کھلائے گا، اور اس نے مدرسہ کے ذمہ دار کے پاس جانور کی قیمت کی رقم جمع کرادی تاکہ بچوں کو کھانا کھلادے تو مدرسہ کے ذمہ دار کو اختیار ہے چاہے جانور خرید کر ذبح کر کے بچوں کو کھلائے یا بازار سے گوشت خرید کر کھانا پکا کر کھلائے یا کھانے پینے کے دوسرے

= فیض القدیر: (۳۲۴۵/۶)، (رقم الحدیث: ۴۲۱۱) ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۲)، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

(۱) والنذر لله عزوجل، وذكر الشيخ: إنما هو بيان لمحل صرف النذر لمستحقيه... إذ مصرف النذر الفقراء، وقد وجد، ولا يجوز ان يصرف ذلك إلى غنى غير محتاج إليه۔ (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى)

البحر الرائق: (۵۲۱/۲)، کتاب الصوم، فصل فی النذر، ط: رشیدیہ۔

شامی: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم وما لایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات... الخ، ط: سعید۔

(۲) ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط... ووجد الشرط... لزم الناذر۔ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، کتاب الأيمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۲۷۵/۲)، کتاب الأیمان، ط: دار الکتب العلمية۔

مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: (ص: ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

سامان خرید کر کسی بھی طرح کسی بھی شکل میں طلبہ کو کھلائے ذمہ داری ادا ہو جائے گی، لیکن مدرسہ کے دوسرے اخراجات مثلاً اساتذہ کی تنخواہ، بجلی گیس کے بل اور تعمیرات وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

نذر کی رقم پر زکوۃ فرض ہے

اگر کسی نے اپنی آمدنی کا الگ اور متعین تیسرا حصہ نذر یا منت کا لفظ زبان سے کہہ کر اللہ کے نام مان لیا تو نذر واجب ہوگئی، اور اس رقم پر زکوۃ فرض ہے، مگر الگ سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس رقم کا ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے دے سکتا ہے باقی صدقہ واجبہ کی مد میں ادا کردے، اور ڈھائی فیصد زکوۃ کی مقدار کی نذر بھی ساقط ہو جائے گی، اور اگر یہ پوری رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر فقراء، مساکین کو دیدی تو بھی اس میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا ہوگی، اور باقی نذر میں ادا ہوگی، یہ حکم نذر کی رقم الگ اور متعین ہونے کی صورت میں ہے۔ اور اگر اس نے مطلق رقم کی نذر مانی تو اس صورت میں ساری رقم نذر کی مد میں صدقہ کرنا واجب ہوگا، اور اس کی

---

(۱) النذر لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز (شامی: (۳/۷۴۰)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

وكذا يظهر منه انه لا يتعين فيه المكان والدرهم والفقير ؛لأن التعليق إنما أثر في انعقاد السببية (شامی: (۳/۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان الخ، ط: سعيد)

وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات والواجبة كما في القهستاني۔ (شامی: (۲/۳۳۹)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/۲۴۵)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد۔

لا يصرف إلى بناء نحو مسجد۔ وفي الشامية: قوله: نحو مسجد) كبناء القناطير والسقايات وإصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج وكل ما لا تمليك فيه ۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/۳۴۴)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

الهنديه: (۱/۱۸۸) كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ط: رشيديه۔

زکوۃ الگ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر زکوۃ کی نیت کے بغیر کل رقم صدقہ کر دی تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، مگر زکوۃ کی بقدر رقم مزید نذر کی مد میں صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

(۱) (قوله بخلاف دين نذر) كما إذا كان له مأتا درهم، ونذر ان يتصدق بمأة منها فإذا حال الحول عليها تلزمه زكوتها، ويسقط النذر بقدر درهمين ونصف؛ لأنه استحق بجهة الزكوة فيبطل النذر فيه، ويتصدق بباقي المأة، ولو تصدق بكلها للنذر وقع عن الزكوة درهمان ونصف لتعيينه بتعيين الله تعالى فلايبطله تعيينه، ولو نذر مائة مطلقة فتصدق بمائة منها للنذر يقع درهمان ونصف للزكاة ويتصدق بمثلها للنذر كما في المعراج عن الجامع۔ (قوله وكفارة) أى بأنواعها "ح" وكذا لايمنع دين صدقة الفطر وهدى المتعة والأضحية "بحر"۔ (رد المحتار: (۲ /۲۶۱)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

(قوله وقع عن الزكوة) قلت مالم يكن المدفوع له هاشمياً أو مولاه فإن كان هاشمياً كان للمتصدق ان يرجع على الهاشمي ويسترد درهمين ونصفاً ويدفعه إلى آخر ناويا الزكوة۔اھ۔سندی۔ (قوله ولو نذر مائة مطلقة... الخ) قال المقدسي فيه بحث، لانا الغينا تعيين الناذر الدراهم اھ، قلت: ومراده ان يكون النذر المطلق والمقيد متحد الحكم، فعليه ان يتصدق في كل من الصورتين بدرهمين ونصف عنده ولايحتسب فيما تصدق لكن المسئلة لما كانت منصوصة عليها ربما يقال: ان هذه مستثناة من كلية الغاء تعيين الناذر الدراهم فتامل "سندی"۔ وانظر ما نقله هنا وما ذكره الشيخ فيما يأتي من انه اذا نوى بالتصدق بالكل نذراً أو واجباً آخر يصح ويضمن الزكوة۔ (التحرير المحتار: (۱ /۱۲۷)، كتاب الزكاة، ط:سعيد)

أو تصدق بكله الا إذا نوى نذراً أو واجباً آخر فيصح ويضمن الزكوة (الدر مع الرد: (۲ /۲۷۰)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

قال في التعليق عليه: (قال الشارح فيصح ويضمن فيه ان مقدار الزكوة متعين بتعيين الله، فلايبطله تعيين العبد كما نقله المحشي عن المعراج عند قول الشارح "بخلاف دين نذر" ولعل في المسئلة قولين مشى في المعراج على احدهما، والشارح ههنا على الآخر۔اھ (التعليق على الدر المختار: (۲ / ۲۷۰)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

(قول الشارح الا إذا نوى نذراً... الخ) انظر هذا مع ماقدمه المحشي عند قوله "بخلاف دين نذر وكفارة" فانه فيما سبق صحح نية النذر فيما عدا حصة الزكوة حيث قال فيما لو نذر ان يتصدق بمائة من مأتيه، ولو تصدق بكل المائة للنذر وقع عن الزكوة درهمان ونصف لتعينه بتعيين الله تعالى فلايبطله تعيينه ولو نذر مائة مطلقة فتصدق بمأة منها للنذر يقع درهمان ونصف للزكوة ويتصدق بمثلها للنذر۔ (التحرير المحتار: (۱ /۱۲۸)، كتاب الزكاة، ط:سعيد)

نذر کی رقم زکوۃ واجب ہونے کے لئے مانع نہیں

اگر کسی نے کچھ الگ اور متعین رقم کی نذر مانی ہے، اور ابھی تک اس نے نذر کی رقم ادا نہیں کی، اس دوران اس کی زکوۃ کا سال پورا ہو گیا، تو اس صورت میں اس رقم پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، اور جتنی رقم نذر کے طور پر دینی ہے اسے زکوۃ کے نصاب میں شمار کیا جائے گا، اور اس کی بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، لیکن زکوۃ کی یہ رقم الگ سے ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ نذر کے طور پر مانی ہوئی رقم کا ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے دیدے اور باقی رقم نذر کی حیثیت سے فقراء، مساکین کو دیدے، اور جو ڈھائی فیصد رقم زکوۃ کی نیت سے ادا کی ہے اس کی نذر بھی ساقط ہو جائے گی۔

☆...... کسی کے پاس نصاب کے برابر رقم موجود ہے، اور اس نے اسی میں سے کچھ رقم کی نذر مانی ہے، تو نذر کی ہوئی رقم کو نصاب میں شمار کر کے زکوۃ واجب ہونے کا حکم دیا جائے گا، نذر کی ہوئی رقم کو نصاب سے کم نہیں کیا جائے گا، مثلاً ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت چالیس ہزار روپے ہے، ایک آدمی کے پاس چالیس ہزار روپے موجود ہیں، اور اس نے اس میں سے پانچ ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانی ہے، اور ابھی تک نذر کے پانچ ہزار روپے ادا نہیں کئے، آئندہ چند دنوں میں ادا کرنے کا ارادہ ہے، اس عرصہ میں زکوۃ ادا کرنے کی تاریخ آ گئی یا قربانی کے دن آ گئے تو پانچ ہزار کو موجود شمار کر کے اس پر زکوۃ اور قربانی واجب ہوگی۔ (۱)

(۱) و کل دین لا مطالب له من جهة العباد کدیون الله تعالیٰ من النذور و الکفارات و صدقة الفطر و وجوب الحج لا یمنع۔ (ای وجوب الزکاة) (الفتاوی الهندیة: (۱/۱۷۳)، کتاب الزکاة، الباب الأول فی تفسیرها و صفتها و شرائطها، ط: رشیدیه)

(قوله بخلاف دین نذر) کما إذا کان له مائتا درهم، و نذر ان یتصدق بمائة منها فإذا حال الحول علیها تلزمه زکوتها، و یسقط النذر بقدر درهمین و نصف؛ لأنه استحق بجهة الزکوة فیبطل النذر فیه، و یتصدق بباقی المائة، و لو تصدق بکلها للنذر وقع عن الزکوة درهمان و نصف لتعیینه بتعیین الله تعالیٰ=

نذر کی رقم غیر مستحق زکوۃ کو دینا

نذر اور منت کی رقم مستحق زکوۃ فقراء اور مساکین کو دینا ضروری ہے، اغنیاء (مالدار) اور غیر مستحق زکوۃ آدمی کو دینے سے منت اور نذر ادا نہیں ہوگی، اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو دوبارہ اتنی رقم فقراء کو دینا لازم ہوگا۔ (۱)

= فلايبطله تعيينه، ولو نذر مائة مطلقة فتصدق بمائة منها للنذر يقع درهمان ونصف للزكاة ويتصدق بمثلها للنذر كما في المعراج عن الجامع۔ (قوله وكفارة) اى بانواعها "ح" وكذا لايمنع دين صدقة الفطر وهدى المتعة والأضحية "بحر"۔ (ردالمحتار: (۲/ ۲۶۱)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

(قوله وقع عن الزكوة) قلت مالم يكن المدفوع له هاشمياً أو مولاه فإن كان هاشمياً كان للمتصدق ان يرجع على الهاشمي ويسترد درهمين ونصفاً ويدفعه إلى آخر ناويا الزكوة۔اھ۔سندی۔ (قوله ولو نذر مائة مطلقة... الخ) قال المقدسي فيه بحث، لانا الغينا تعيين الناذر الدراهم اھ، قلت: ومراده ان يكون النذر المطلق والمقيد متحدا الحكم، فعليه ان يتصدق في كل من الصورتين بدرهمين ونصف عنده، ولا يحتسب فيما تصدق لكن المسئلة لما كانت منصوصة عليها ربما يقال: ان هذه مستثناة من كلية الغاء تعيين الناذر الدراهم فتامل "سندی" وانظر ما نقله هنا وما ذكره الشيخ فيما يأتي من انه اذا نوى بالتصدق بالكل نذراً او واجباً آخر يصح ويضمن الزكوة۔ (التحرير المختار: (۱/ ۱۲۷)، كتاب الزكاة، ط:سعيد)

أو تصدق بكله الا إذا نوى نذراً أو واجباً آخر فيصح ويضمن الزكوة (الدر مع الرد: (۲/ ۲۷۰)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

قال في التعليق عليه: (قال الشارح فيصح ويضمن فيه ان مقدار الزكوة متعين بتعيين الله، فلايبطله تعيين العبد كما نقله المحشى عن المعراج عند قول الشارح "بخلاف دين نذر" ولعل في المسئلة قولين مشى في المعراج على احدهما، والشارح ههنا على الآخر۔اھ (التعليق على الدر المختار: (۲/ ۲۷۰)، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ط:سعيد)

(قول الشارح الا إذا نوى نذراً... الخ) انظر هذا مع ماقدمه المحشى عند قوله "بخلاف دين نذر وكفارة" فانه فيما سبق صحح نية النذر فيما عدا حصة الزكوة حيث قال فيما لو نذر ان يتصدق بمائة من مأتيه، ولو تصدق بكل المائة للنذر وقع عن الزكوة درهمان ونصف لتعينه بتعيين الله تعالى فلايبطله تعيينه ولو نذر مائة مطلقة فتصدق بماة منها للنذر يقع درهمان ونصف للزكوة ويتصدق بمثلها للنذر۔ (التحرير المختار: (۱/ ۱۲۸)، كتاب الزكاة، ط:سعيد)

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمولفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم۔ (التوبة: ۶۰)=

نذر کی رقم قربانی واجب ہونے کے لئے مانع نہیں

"نذر کی رقم زکوۃ واجب ہونے کے لئے مانع نہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا

نذر کی رقم کا شرعی مصرف فقراء اور محتاج ہیں، ان کو وہ رقم مفت میں بلاعوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ورنہ نذر ادا نہیں ہوتی، اس لئے نذر کی رقم میلاد یا حضرت حسینؓ کی مجلس پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ تعیین کر کے ان جگہوں پر خرچ کرنے کی نذر مانی ہو تب بھی جائز نہیں۔ (۱)

نذر کی رقم مجلس حضرت حسینؓ پر خرچ کرنا

"نذر کی رقم میلاد پر خرچ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= مصرف الزكاة والعشر هو فقير (وهو من له ادنى شئى) اى دون نصاب (الدر المختار) وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات الواجبة۔ (شامی: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۹۸/۲)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوى على الراقى: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى۔

(۱) مصرف الزكاة والعشر... هو فقير... ومسكين۔ (قوله: مصرف الزكاة والعشر)... وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلک من الصدقات۔ (الدر مع الرد: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۴۲۳/۱)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: دار المعرفة۔

لا يصرف إلى بناء نحو مسجد۔ (قوله: نحو مسجد) كبناء القناطير والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج وكل مالا تمليک فيه۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۴۴/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

نذر کے ارکان

نذر کے تین ارکان ہیں:

❶ نذر کے الفاظ۔ ❷ نذر کرنے والا۔ ❸ منذور۔ (۱)

نذر کے اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے

نذر کا اعتکاف ادا کرنے کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا شرط ہے، اگر کسی گھر وغیرہ میں بیٹھ کر نذر کا اعتکاف کرے گا تو نذر پوری نہیں ہوگی۔ (۲)

نذر کے الفاظ

☆......نذر منعقد ہونے کے لئے لفظ ''نذر'' یا کوئی دوسرا لازم کرنے والا لفظ ضروری ہے صرف دل میں نیت کرنے سے نذر لازم نہیں ہوتی۔ (۳)

---

(۱) اعلم ان أركان النذر ثلاثة: الناذر، والصيغة، والمنذور (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗀 الفقه الإسلامي وادلته: (۴۶۸/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني، النذور، ط: دار الفكر۔

🗀 تحفة المحتاج في شرح المنهاج: (۶۸/۱۰)، كتاب النذر، ط: دار احياء التراث العربي۔

(۲) وعن أبي يوسف رحمه الله: الاعتكاف الواجب لايجوز في غير مسجد الجماعة، والنفل يجوز۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۹)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: قديمي)

🗀 وفي المنتقى: عن أبي يوسف رحمه الله: ان الاعتكاف الواجب لايجوز أداءه في غير مسجد جماعة۔ (المحيط البرهاني: (۳۷۹/۳)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر: في الاعتكاف، ط: إدارة القرآن)

🗀 الفتاوى التاتارخانية: (۴۱۰/۲)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر: في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

(۳) فركن النذر هو الصيغة الدالة عليه، وهو قوله: لله عز شانه علىّ كذا، أو علىّ كذا، أو هذا هدي، أو هذا صدقة أو مالي صدقة۔ (بدائع الصنائع: (۳۳۳/۶)، كتاب النذر، قبيل فصل في شرائط الركن، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)=

☆......لفظ ''نذر'' اور ''منت'' سے ہر حال میں نذر منعقد ہو جاتی ہے، اسی طرح ''مجھ پر''، ''میرے ذمہ'' کہنا بھی نذر منعقد ہونے کے لئے کافی ہے۔(1) ان الفاظ کے علاوہ باقی الفاظ کا مدار عرف عام پر ہے، عام عرف میں جو الفاظ نذر کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، ان سے نذر منعقد ہو جائے گی، مثلاً کسی نے کہا کہ ''میں ضرور بالضرور اللہ کے لئے ہزار روپے دوں گا'' اور لازمی طور پر اللہ کے واسطے ہزار روپے دوں گا'' اور ''اللہ کی رضا کے لئے ہزار روپے دوں گا'' اور جو الفاظ عام عرف میں ''نذر'' کے لئے استعمال نہیں ہوتے ان سے نذر منعقد نہیں ہوگی۔(2)

نذر کے الفاظ کی تین شرائط ہیں

نذر منعقد ہونے کے لئے نذر کے الفاظ کی تین شرائط ہیں:

① التزام یعنی نذر کے الفاظ میں غیر لازم چیز کو لازم کرنے کا معنی پایا

= حقیقة النذر الزام الفعل بالقول مایکون طاعة لله عزوجل، ومن الاعمال قربة، ولایلزم نذر المباح۔ (احکام القرآن: (۱۸/۲)، سورة آل عمران ۳۵، ط: إدارة القرآن)

قال رجل: ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة، فبرأ، لایلزمه شیئ، الا ان یقول: لله علیّ ان اذبح شاة۔ وفی الملتقط: إذا قال: لله علیّ شاة أذبحها لاشیئ علیه حتی یقول: اذبحها واتصدق بها۔ (الفتاوی التاتارخانیة: (۴۲/۴)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: إدارة القرآن)

(۱) وصیغته صیغة الشرط والجزاء أو لله علیّ ویفهم من مبسوط السرخسی ان لفظ "علیّ" فقط ایضاً یکفی للنذر (العرف الشذی: (۲۷۹/۱)، ابواب النذور والأیمان، باب لانذر فی معصیة، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید۔

رسائل ابن نجیم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون فی النذر بالتصدق، ط: دار السلام۔

(۲) فإن الأیمان مبنیة علی العرف، فما تعورف الحلف به فیمین ومالا، فلا۔ (الدر مع الرد: (۷۱۲/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی القرآن، ط: سعید)

وفیه ایضاً (۷۲۴/۳) کتاب الأیمان: مطلب فیما لو أسقط اللام والنون من جواب القسم، ط: سعید۔

ولایشترط للنذر صیغة خاصة، فیلزم بکل لفظ دال علی الالتزام ولو لم یذکر فیه لفظ النذر۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۴۴/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، ط: دار إحیاء التراث العربی)

جائے۔ (۱)

❷ نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، صرف دل میں اردہ اور نیت کرنے سے نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (۲)

❸ نذر کے الفاظ ''ان شاء اللہ'' سے خالی ہوں، اگر کسی نے نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ''ان شاء اللہ'' بھی کہا ہے تو نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً زید نے کہا کہ ''اگر مجھے نوکری مل جائے گی تو ان شاء اللہ میں بکری ذبح کروں گا'' اس سے نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ''ان شاء اللہ'' کا معنی ہے ''اگر اللہ چاہے'' اور اللہ تعالیٰ کے چاہنے اور نہ چاہنے کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔

اور اگر ''ان شاء اللہ'' کے الفاظ کو نذر کے الفاظ زبان سے ادا کرنے کے بعد کچھ وقفہ کرکے کہا ہے تو اس صورت میں نذر منعقد ہو جائے گی۔ (۳)

(۱) ولا يشترط للنذر صيغة خاصة، فيلزم بكل لفظ دال على الالتزام ولو لم يذكر فيه لفظ النذر۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۴۴/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار إحياء التراث العربي)

اعتبر الفقهاء في صيغة النذر أن تكون باللفظ ممن يتأتى منهم التعبير به، وأن يكون هذا اللفظ مشعراً بالإلتزام بالمنذور، وذلك لأن المعول عليه في النذر هو اللفظ... فلا يكفي في ذلك النية وحدها بدونه۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۴۰/۴۰)، حرف النون، نذر، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الإسلامية)

لأن النذر ليس له صيغة معينة بل ينعقد بكل قول دل عليه۔ (كشاف القناع: (۲۷۸/۶)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۲) ومنها انه عمل اللسان لا القلب فقط وصيغته صيغة الشرط والجزاء (العرف الشذى على هامش جامع الترمذى، (۲۷۹/۱) ابواب النذور والأيمان، ط: سعيد)

كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۴۴/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي۔

ويشترط لصحة النذر بأنواعه شروط: أن يكون الناذر مكلفاً... وأن يكون بالقول۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۴۳/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) ابو هريرة ﷺ رفعه: من حلف فقال ان شاء الله لم يحنث، للنسائي والترمذى۔ وفى اعذب الموارد: رواه ايضاً احمد وابن ماجة وابن حبان كذا فى النيل: (۲۲۸/۸) (جمع الفوائد مع أعذب الموارد: (۲/ ۵۷۱)، كتاب النذور، ط: إدارة القرآن)=

نذر کے بکرے کی عمر

''عمر نذر کے بکرے کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کے جانور کو غلطی سے قربانی میں ذبح کر دیا

ایک آدمی نے ایک متعین بکرا قربانی کے ایام میں ذبح کرنے کی نذر مانی، اور مالدار ہونے کی وجہ سے اپنی طرف سے قربانی کے لئے ایک دوسرا بکرا بھی خریدا، پھر قربانی کے ایام میں نذر کے جانور کو غلطی سے قربانی کی نیت سے ذبح کر لیا اور اس کا گوشت خود بھی کھایا اور دوست، احباب اور فقراء کو بھی کھلایا، اور قربانی کے جانور کو غلطی سے نذر میں ذبح کیا اور اس کا تمام گوشت فقراء میں صدقہ کر دیا تو اس صورت میں چونکہ نذر کے جانور کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنے کے بعد اس سے نذر ادا کرنا ممکن نہیں اس لئے اس کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا، اور قیمت نقد رقم سے بھی ادا کرنا جائز ہے اور دوسرے مال وسامان سے بھی ادا کرنا جائز ہے، لہذا اگر قربانی کے جانور کی قیمت نذر والے جانور سے کم نہیں تو پورے جانور کا گوشت نذر کی نیت سے فقراء میں تقسیم کرنے کی وجہ سے نذر ادا ہو جائے گی اور قربانی بھی ادا ہو جائے گی، البتہ غلطی کی وجہ سے استغفار کرنا لازم ہوگا۔

= وأما الذي يرجع إلى نفس الركن فخلوه عن الاستثناء فإن دخله أبطله۔ (بدائع الصنائع: (۹۰/۵)، كتاب النذر، قبيل فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

وإن وصل الاستثناء بنذره لم يلزمه شئ ، لأن الاستثناء يخرج الكلام من أن يكون عزيمة۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳۳/۴)، كتاب المناسک، باب النذر، ط: دار المعرفة)

ولو وصل بحلفه إن شاء الله تعالى بر) ... إلا أنه لابد من الاتصال: لأنه بعد الفراغ رجوع ولا رجوع في اليمين... واشار المصنف إلى أن النذر كذلك ايضاً إذا وصله بالمشيئة لم يلزمه شئ وظاهر كلامهم أن كل شئ تعلق بالقول فالمشيئة المتصلة به مبطلة له عبادة۔ (البحر الرائق: (۵۰۰/۴)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

اور اگر قربانی کے جانور کی قیمت نذر والے جانور سے کم ہے تو قیمت میں جتنی رقم کا فرق ہوگا مزید اتنی رقم بھی فقراء میں صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

نذر کے جانور کی عمر

''عمر نذر کے جانور کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر کے جانور کے گوشت کا مصرف

نذر کے طور پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کے گوشت کا مصرف صرف مستحق زکوۃ فقراء اور مساکین ہیں، اس میں سے مالداروں کے لئے کھانا اور ان کو کھلانا جائز نہیں ہے، اگر مالداروں کو کھلایا تو اس کی قیمت کی رقم صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

(۱) لما ذبح البقرة المنذورة على نية الأضحية الواجبة من نفسه امتنع الوفاء بالنذر فوجب القيمة والقيمة كما تتادى بالنقد كذلك تتادى بالعروض والأموال الأخر فلما تصدق بلحم البقرة الأخرى على نية النذر سقط عنه ما كان يلزمه من اداء القيمة بشرط أن لا تكون البقرة الثانية انقص قيمة من الأولى وسقطت عنه الأضحية الواجبة ايضاً لوقوعها في المحل صادراً عن الأهل فإن كون البقرة منذورة لا يخرجها عن صلاحية الأضحية فحينئذ لا يجب عليه شئ من الضمان نعم عليه أن يستغفر لهذا الخطأ والنسيان فإنهما وإن كانا مرفوعين عن الأمة لعدم الاختيار ولكن قلما يخلو النسيان عن ارتكاب شئ من اسباب الغفلة فيجب الاستغفار منه. والله تعالىٰ اعلم۔ (امداد المفتين: (ص: ۶۱۲)، كتاب الأيمان والنذور، ط: دار الإشاعت)

ويكره ركوبها واستعمالها كما في الهدى فإن فعل فنقصها فعليه التصدق بما نقص۔ (الفتاوى الهندية: (۳۰۱/۵)، كتاب الأضحية، الباب السادس في بيان مايستحب في الأضحية والإنتفاع بها، ط: رشيديه)

وإذا أوجب على نفسه الهدى فهو بالخيار بين الاشياء الثلاثة، إن شاء أهدى شاة وإن شاء بقرة وإن شاء إبلاً... ولا يحل له الانتفاع بها ولا بشئ منها إلا في حال الضرورة، فإن اضطر إلى ركوبها، ركبها، ويضمن مانقص ركوبه عليها۔ (بدائع الصنائع: (۸۶/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

(۲) مصرف الزكاة الخ كذا في الشامي تحت باب المصرف، وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة (شامي: (۳۳۹/۲)، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)=

نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری ہیں یا نہیں؟

اگر نذر ماننے والے نے جانور کو قربانی کے ایام میں قربان کرنے کے لئے نذر مانی ہے تو اس میں قربانی کے جانور کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور قربانی کے ایام میں ذبح کرنا بھی ضروری ہے۔

اور اگر ہدی کے طور پر نذر کی تو بھی اس میں قربانی کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور اس جانور کو حرم کی حدود میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

اور اگر ہدی اور قربانی کے طور پر نذر نہیں مانی بلکہ مطلقاً جانور کو صدقہ کرنے یا ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنے کی نذر مانی ہے تب بھی اس میں قربانی کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، لیکن قربانی کے ایام اور حدود حرم ہونا ضروری نہیں۔

اور اگر کسی خاص جانور کی طرف اشارہ کر کے نذر مانی، تو اس میں قربانی کی شرائط ضروری نہیں، جس عمر کا بھی وہ جانور ہو اس سے نذر پوری ہو جائے گی، اور اس میں قربانی کے ایام یا حرم کی حدود کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔[1]

= البحر الرائق: (۲/۲۴۵)، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ط: سعید۔

قولہ ویاکل من لحم الاضحیۃ، ھذا فی الاضحیۃ الواجبۃ والسنۃ سواء، اذا لم تکن واجبۃ بالنذر، وان وجبت بہ فلا یاکل منھا شیئا ولا یطعم غنیا، سواء کان الناذر غنیاأو فقیراً؛ لأن سبیلھا التصدق ولیس للمتصدق ذلک، ولو اکل فعلیہ قیمۃ ما اکل۔ زیلعی۔ (شامی: (۶/۳۲۷)، کتاب الاضحیۃ، ط: سعید)

مجمع الأنھر: (۴/۱۷۰)، کتاب الأضحیۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۱) الأضحیۃ اسم لما یذبح فی وقت مخصوص لم یکن فیھا الغاء الوقت، فإذا نذرھا یلزم فعلھا فیہ، والا لم یکن آتیا بالمنذور؛ لانھا بعدھا لاتسمی اضحیۃ، ولذا یتصدق بھا حیۃ اذا خرج وقتھا، بخلاف ما اذا نذر ذبح شاۃ فی وقت کذا، یلغو ذکر الوقت؛ لأنہ وصف زائد علی مسمی الشاۃ، ولذا ألغی علماؤنا تعیین الزمان والمکان بخلاف الاضحیۃ، فان الوقت قد جعل جزء اً من مفھومھا، فلزم اعتبارہ، ونظیر ذلک مالو نذر ھدی شاۃ، فانھم قالوا: انما یخرجہ عن العھدۃ ذبحھا فی الحرم والتصدق بھا ھناک۔۔۔ وما ذاک الا لکون الھدی اسما لما یھدی الی مکۃ، ویتصدق بہ فیھا، فقد جعل المکان جزء اً من مفھومہ کالزمان فی الأضحیۃ، فاذا تصدق بہ فی غیر مکۃ، لم یات بما نذرہ۔ (رد المحتار: (۶/۳۲۳)، کتاب الأضحیۃ، ط: سعید)=

نذر کے روزے ایام منہیہ میں رکھ لئے

اگر ایام منہیہ میں نذر کے روزے رکھ لئے تو گناہ گار ہے لیکن نذر پوری ہوجائے گی۔ (۱)

نذر کے روزے کی نیت

☆...... نذر غیر معین کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنا ضروری ہے، اگر رات کو نیت کرلی تب بھی درست ہے، لیکن اگر صبح صادق تک نذر غیر معین کے روزوں کی نیت نہیں کی بلکہ اس کے بعد کسی وقت نیت کی تو نذر کا روزہ ادا نہیں ہوگا، اور صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا اس لئے ضروری ہے کہ نذر غیر معین کا وقت پہلے سے متعین نہیں ہے اور اس دن کوئی اور روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔

= قال الكاساني بعد نذر الاضحية والهدى: لا يجوز فيه الا مايجوز في الاضاحي وهو الثني من الابل والبقر والجذع من الضان إذا كان ضخما ـ (بدائع الصنائع: (۳۴۲/۶) ، كتاب النذر، فصل: وأما شرائط الركن، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

لو قال: لله علىّ هدى يجب عليه مايجزى عليه في الاضحية من الضأن والمعز أو الابل أو البقرة، الا ان ينوى بعيرا أو بقرةً فيلزمه ذلك، وان لا يذبح الا في الحرم۔ (التفسير المظهرى: (۳۰۲/۶)، سورة الحج: ۲۸، ط: حافظ كتب خانه)

وإنما تعين المكان في نذر الهدى، والزمان في نذر الاضحية لأن كلامنهما اسم خاص معين، فالهدى: مايهدى للحرم۔ والاضحية: مايذبح في ايامها، حتى لو لم يكن كذلك لم يوجد الاسم۔ (الدر مع الرد: (۷۴۱/۳)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان، ط: سعيد)

(۱) (ولو نذر صوم الأيام المنهية... صح... ولكنه أفطر) الأيام المنهية (وجوبا) تحاميا عن المعصية (وقضاها... وإن صامها خرج عن العهدة) مع الحرمة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۳، ۴۳۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ط: سعيد)

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوى: (ص: ۶۹۵، ۶۹۶)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاى، ط: قديمى۔

البحر الرائق: (۲۹۵/۲) ، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد۔

☆......اور نذر معین میں رات کو بھی روزہ کی نیت کرنا درست ہے، اور اگر رات کو روزہ کی نیت نہیں کی تو دن کو زوال یعنی (نصف نہار شرعی) سے پہلے نیت ضروری ہے، کیونکہ یہ دن اس روزہ کے لئے نذر کے وقت سے متعین ہے، اور جو دن روزہ کے لئے پہلے سے متعین ہوتا ہے اس کی نیت زوال سے پہلے پہلے تک درست ہوتی ہے۔

☆......نذر معین کے روزہ میں مطلق روزہ کی نیت کافی ہے، نذر کے روزہ کی نیت کرنا ضروری نہیں، اور نذر غیر معین کے روزے میں نیت کرتے وقت نذر کے روزے کی نیت کر کے متعین کرنا ضروری ہے مطلق روزے کی نیت کرنے سے نذر غیر معین کا روزہ ادا نہیں ہوگا۔ (1)

نذر کے طواف کا وقت مقرر نہیں

''طواف منذور کا وقت مقرر نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر لغیر اللہ

''غیر اللہ کے نام نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) (فيصح) أداء (صوم رمضان و النذر المعين و النفل بنية من الليل... إلى الضحوة الكبرى لا) بعدها ولا (عندها) اعتبارا لأكثر اليوم (وبمطلق النية) أي نية الصوم... والشرط للباقي) من الصيام قران النية للفجر ولو حكما وهو (تبييت النية) للضرورة (وتعيينها) لعدم تعين الوقت۔ (قوله: والنذر المعين) فهو في حكم رمضان لتعين الوقت فيها۔ (قوله: إلى الضحوة الكبرى) المراد بها نصف النهار الشرعي۔ (قوله: وبمطلق النية) أي من غير تقييد بوصف الفرض أو الواجب أو السنة، لأن رمضان معيار لم يشرع فيه صوم آخر، فكان متعينا للفرض والمتعين لا يحتاج إلى التعيين والنذر المعين معتبر بإيجاب الله تعالى، فيصام كل بمطلق النية، إمداد۔ (قوله: والشرط للباقي من الصيام)... وهو قضاء رمضان والنذر المطلق وقضاء النذر المعين۔ (الدر مع الرد: (۳۷۷/۲، ۳۸۰)، كتاب الصوم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۲، ۲۶۲)، كتاب الصوم، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۴۲، ۶۴۵)، كتاب الصوم، فصل فيما لا يشترط تبييت النية وتعيينها فيه وما يشترط، ط: قديمي۔

نذر لغیر اللہ کیا ہے؟

''غیر اللہ کی نذر کیا ہے؟ عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر ماننے کے بعد مرتد ہو گیا

''مرتد ہو گیا نذر ماننے کے بعد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مانی ایام منہیہ گذرنے کے بعد

''ایام منہیہ گذرنے کے بعد روزے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مانی حیض کے دن باقی تھے

''حیض کے دن باقی تھے اسی دوران اس نے نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مانی گرمیوں میں روزہ رکھنے کی

''گرمیوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مباح کے احکام

''مباح نذر کے احکام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مبہم

نذر مبہم: وہ ہے جس کی نوع بیان نہ کی گئی ہو، جیسے یوں کہا کہ ''اللہ کے لئے مجھ پر نذر ہے'' یا یوں کہا کہ ''اگر میں نے فلاں کام کیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر نذر ہے'' یعنی نذر کا لفظ ہو لیکن اس کی کوئی تفصیل نہ ہو، اس کو نذر مبہم کہتے ہیں۔ (۱)

(۱) وأما المنذور فنوعان: مبهم ومعين، فالمبهم: ما لا يبين نوعه كقوله: لله علي نذر۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۲٦٨/٣)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: دار الفكر)=

نذر مبہم کے احکام

☆......نذر مبہم خواہ مطلق ہو یا کسی شرط کے ساتھ مقید ہو، دونوں صورتوں میں نذر ماننے والے کی نیت کا اعتبار ہے، اگر اس نے کسی چیز کی نیت کی ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، مثلاً کسی نے کہا تھا کہ ''اللہ کے لئے مجھ پر نذر ہے'' اور اس نے نذر سے نماز کی نیت کی تھی تو نماز اس پر لازم ہو جائے گی، اور اگر اس نے حج کی نیت کی تھی تو اس پر حج لازم ہو جائے گا۔

اور اگر نذر مبہم مطلق ہے تو فوری طور پر منعقد ہو جائے گی، اور اگر نذر مبہم معلق ہے تو شرط پائے جانے کے وقت نذر منعقد ہو جائے گی۔

☆......اور اگر نذر ماننے والے نے نذر کے لفظ سے کسی چیز کی نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں قسم کا کفارہ دینا ہوگا، نذر مطلق میں فی الحال کفارہ دیا جا سکتا ہے، اور نذر معلق میں شرط پائے جانے کے وقت دینا ضروری ہوگا۔ (۱)

= النذر المبهم: وهو الذى لم يعين فيه المنذور كأن يقول: لله على نذر، أو نذر لله إن فعلت كذا، أو إن لم أفعل كذا، (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۷۷)، كتاب اليمين، مباحث كفارة اليمين، ط: دار احياء التراث العربى)

بدائع الصنائع: (۹۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد۔

(۱) وأما النذر الذى لا تسمية فيه فحكمه وجوب ما نوى إن كان الناذر نوى شيئاً سواء كان مطلقاً عن شرط أو معلقاً بشرط، بأن قال: لله على نذر أو قال: إن فعلت كذا فلله على نذر، فإن نوى صوماً أو صلاةً أو حجاً أو عمرة لزمه الوفاء به فى المطلق للحال، وفى المعلق بالشرط عند وجود الشرط، ولا تجزيه الكفارة فى قول أصحابنا على ما بينا وإن لم تكن له نية فعليه كفارة اليمين، غير أنه إن كان مطلقاً يحنث للحال، وإن كان معلقاً بشرط يحنث عند الشرط لقوله عليه الصلاة والسلام: "النذر يمين وكفارته كفارة يمين" والمراد منه النذر المبهم الذى لا نية للناذر فيه۔ (بدائع الصنائع: (۹۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

البحر العميق: (۲۲۳۵/۴)، الباب السابع عشر، فى النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية۔ =

حدیث شریف میں ہے ''جس نے ایسی نذر مانی جس کی تعیین نہیں کی مبہم چھوڑ دیا تو اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔[1]''

☆......اگر نذر مبہم میں نماز کی نیت کی اور تعداد کی نیت نہیں کی تو اس پر دو رکعتیں واجب ہوں گی۔

☆......اور اگر اس نے روزوں کی نیت کی (جمع کے ساتھ) لیکن تعداد کی تعیین نہیں کی تو تین روزے لازم ہوں گے، اور اگر اس نے روزے کی نیت کی (واحد کے ساتھ) تو صرف ایک روزہ لازم ہوگا۔

☆......اور اگر نذر مبہم میں کھانا کھلانے کی نیت کی اور فقراء کی تعداد کی نیت نہیں کی تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے گا، اور اگر کھانا کھلانا نہیں چاہتا تو ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کے برابر گندم یا آٹا دیدے۔

☆......اور اگر نذر مبہم سے صدقہ کی نیت کی تو ایک صدقۂ فطر کے برابر دو کلو گندم یا آٹا فقراء کو دیدے۔

ان تمام صورتوں کی علت یہ ہے کہ جب اس نے ایک عبادت کی نذر مانی، اور اس کی مقدار اور تعداد متعین نہیں کی تو ایسی صورت میں اس پر کم از کم مقدار واجب ہوگی جو شریعت سے ثابت ہے، مثلاً اس نے نماز کی نذر مانی اور تعداد کی نیت نہیں کی، تو اس

= شامی: (۷۴۲/۳)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لایختص بزمان ومکان... الخ، ط: سعید

عن أبی الخیر عن عقبة بن عامر عن رسول اللہ ﷺ قال: کفارة النذر کفارة الیمین۔ (الصحیح المسلم: (۴۵/۲)، کتاب النذر، ط: قدیمی)

سنن أبی داؤد: (۱۱۶/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب من نذر نذرا لم یسمه، ط: رحمانیه۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: من نذر نذرا لم یسمه فکفارته کفارة یمین۔ (سنن ابی داود: (۱۱۷/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب من نذر نذرا لایطیقه، ط: رحمانیه)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۴)، ابواب الکفارات، باب من نذر نذرا ولم یسمه، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۹۸)، کتاب العتق، باب فی النذور، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

پر دو رکعتیں واجب ہوں گی، کیونکہ شریعت میں دو رکعت سے کم نماز کا تصور نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے روزہ کی نذر مانی اور تعداد کی نیت نہیں کی، تو اس پر ایک دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا، کیونکہ شریعت میں کم از کم روزہ ایک دن ہے۔ (۱)

نذر مرسل

''نذر مطلق'' کو ''نذر مرسل'' کہتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے ''نذر مطلق'' عنوان کو دیکھیں۔

نذر مسلسل کا روزہ

''مسلسل روزہ رکھنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر مضاف

نذر مضاف: وہ نذر ہے جس کو زمانہ یا مکان سے مقید کیا گیا ہو، لہذا نذر مضاف کی دو قسمیں ہیں:

❶ خاص مکان کی طرف نذر کو مضاف کرے، اس کو ''نذر مضاف الی المکان''

(۱) ولو نوی فی النذر المبہم صیاماً ولم ینو عدداً، فعلیہ صیام ثلاثة أیام فی المطلق للحال وفی المعلق إذا وجد الشرط وإن نوی طعاماً ولم ینو عدداً، فعلیہ طعام عشرة مساکین لکل مسکین نصف صاع من حنطة، لانہ لو لم یکن لہ نیة لکان علیہ کفارة الیمین، لما ذکرنا أن النذر المبہم یمین وأن کفارتہ کفارة یمین بالنص، فلما نوی بہ الصیام انصرف إلی صیام الکفارة، وہو صیام ثلاثة ایام، وانصرف الإطعام إلی طعام الکفارة، وہو إطعام عشرة مساکین۔ ولو قال: ﷲ علیّ صدقة، فعلیہ نصف صاع، ولو قال: ﷲ علیّ صوم، فعلیہ صوم یوم۔ ولو قال: ﷲ علیّ صلاة، فعلیہ رکعتان۔ لان ذلک ادنی ما ورد الأمر بہ والنذر یعتبر بالأمر فإذا لم ینو شیئاً ینصرف إلی أدنی ما ورد بہ الأمر فی الشرع۔ (بدائع الصنائع: (۹۲/۵، ۹۳)، کتاب الصوم، فصل وأما حکم الرکن، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۳۴۱/۲)، کتاب الأیمان، ط: دار المعرفة۔

الدر المختار مع رد المحتار: (۷۴۳/۳)، کتاب الأیمان، مطلب النذر غیر المعلق لایختص بزمان ومکان ودرہم وفقیر، ط: سعید۔

کہتے ہیں۔

❷ خاص زمانہ کی طرف نذر کو مضاف کرے، اس کو "نذر مضاف الی الزمان" کہتے ہیں۔ [1]

نذر مطلق

☆......**نذر مطلق:** وہ نذر ہے جو کسی نعمت پر شکر کے طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے مانی جائے یا کسی سبب کے بغیر مانی جائے، مثلاً ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہوگیا تو شکرانے کے طور پر کہا کہ میں سو روپے اللہ کی راہ میں دوں گا، یا کوئی شخص ویسے ہی کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اتنے روزے رکھوں گا، یا اتنی رکعات نماز پڑھوں گا، اسے نذر مرسل بھی کہتے ہیں، یہ نذر اسی وقت منعقد ہوجاتی ہے، اور اس کی ادائیگی فوری طور پر واجب نہیں ہوتی البتہ اسے جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ [2]

---

(۱) فالنذر لايخلو إما أن يكون مطلقاً، وإما أن يكون معلقاً بشرط أو مقيداً بمكان أو مضافاً إلى وقت۔ (بدائع الصنائع: (۹۳/۵)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد)

🗀 وكذا لو قال: لله علىّ أن أصلى ركعتين فى مسجد المدينة المنورة، فصلاها فى مسجد آخر جاز بلافرق بين المضاف إلى الزمان والمضاف إلى المكان۔ (فتح القدير: (۳۱۶/۲)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه)

🗀 الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۲۵۶۷)، قسم العبادات، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانى: النذور، ط: رشيديه۔

(۲) وقال جماعة: النذر تقرب، ورأى المالكية أن النذر المطلق مندوب، وهو ماليس بمعلق على شئ ومكرر بتكرر الأيام كنذر صوم كل يوم خميس، وهو ما أوجبه على نفسه شكراً لله تعالى على نعمة وقعت كمن شفى الله مريضه أو رزق ولداً أو زوجة فنذر۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴۷۴/۳، ۴۷۵)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثانى: النذور، ط: دار الفكر، بيروت)

🗀 المالكية قالوا: النذر المطلق مندوب وهو ما أوجبه على نفسه شكراً لله تعالى على ما حصل ووقع فعلا من نعمة أو دفع نقمة كمن نجاه الله من كربة أو شفى مريضه أو رزقه مالاً أو علماً فنذر لله قربة يفعلها =

☆......نذر مطلق میں لفظ "نذر" یا دوسرا التزام کرنے والا لفظ ضروری ہے، اگر نذر کا لفظ یا التزام کرنے والا کوئی لفظ موجود ہو تو نذر منعقد ہو جائے گی، اور اگر نذر کا لفظ یا التزام کرنے والا کوئی لفظ نہ ہو تو نذر منعقد نہیں ہوگی، مثلاً کسی آدمی نے کہا کہ "میں آئندہ ماہ پانچ روزے رکھوں گا" تو ان الفاظ سے نذر منعقد نہیں ہوگی، بلکہ یہ نفلی روزے رکھنے کا وعدہ ہوگا۔ وعدہ کی حد تک اسے پورا کرنا ہوگا نذر کے طور پر نہیں۔ (۱)

نذر معصیت

"نذر معصیت" کا مطلب یہ ہے کہ کسی گناہ کے کام کرنے کی نذر مان لی

= شکراً، فالإقدام علی مثل هذا النذر مندوب والوفاء به فرض لازم۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۳۹/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

🗀 فإن أضیف إلی وقت مبهم بأن قال: لله علیَّ أن أصوم شهراً، ولا نیة له، فحکمه حکم الواجب المطلق عن الوقت، ومن المعروف أن علماء الأصول اختلفوا فی وقت وجوب الواجب۔ فقال بعضهم علی الفور، وقال الأکثرون: علی التراخی، ففی أی جزء من العمر یجوز القیام به ویتفق الوجوب فی آخر العمر إذا بقی من العمر فی غالب الظن قدر مایسع الأداء، ویسن تعجیل الوفاء بالنذر، وهذا هو الرأی الصحیح۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۲۵۷۱/۴)، الباب السادس، الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: رشیدیه)

🗀 فإن کان النذر مطلقاً: أی غیر معلق بشرط ولا مقید بمکان أو زمان مثل: لله علیَّ صوم شهر أو حجة... ونحوه، فیجب علیه فی الحال مطلقاً عن الشرط والزمان والمکان، لأن سبب الوجوب وجد مطلقاً فیثبت الوجوب مطلقاً، لکن یندب التعجیل۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۲۵۶۷/۴)، الباب السادس، الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: رشیدیه)

(۱) ولا یشترط للنذر صیغة خاصة، فیلزم بکل لفظ دال علی الالتزام ولو لم یذکر فیه لفظ النذر۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: (۱۴۴/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

🗀 فرکن النذر هو الصیغة الدالة علیه، وهو قوله: لله عز شانه علیَّ کذا أو علی کذا أو هذا هدی أو صدقة أو مالی صدقة أو ماأملک صدقة ونحو ذلک۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، کتاب النذر، ط: سعید)

🗀 فأفاد أن عدم الصحة لکون الصیغة لا تدل علی النذر أی لأن قوله: ذبحت شاة وعد لا نذر، ویؤیده ما فی البزازیة: لو قال: إن سلم ولدی أصوم ماعشت، فهذا وعد۔ (شامی: (۷۴۰/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

جائے جیسے کسی کو ناحق قتل کرنے یا اس سے مال چھیننے یا شراب پینے کی نذر مان لی تو اس کو "نذرِ معصیت" کہتے ہیں، ایسی نذر ماننا ناجائز اور گناہ ہے، اور ایسی نذر منعقد نہیں ہوتی، اور وہ کام جیسے نذر کرنے سے پہلے حرام تھا اب نذر کے بعد بھی وہ حرام اور ناجائز ہوگا۔ اور اس کا ارتکاب کرنا بھی ناجائز ہوگا، البتہ اس آدمی پر ضروری ہوگا کہ قسم کا ایک کفارہ دیدے۔[1]

نذرِ معصیت کے احکام

"معصیت کی نذر کے احکام" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذرِ معصیت میں کفارہ کا حکم

"معصیت کی نذر میں کفارہ کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذرِ معلق

☆......نذرِ معلق: وہ نذر ہے جسے کسی شرط کے ساتھ معلق کیا گیا ہو، مثال کے

---

(۱) عن عمران ابن حصين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: النذر نذران، فما كان من نذر في طاعة الله فذلك لله، وفيه الوفاء، وما كان من نذر في معصية الله فذلك للشيطان، ولا وفاء فيه ويكفره ما يكفر اليمين (سنن النسائي: (۱۴۹/۲)، كتاب الأيمان والنذور، كفارة النذر، ط: قديمي)

احكام القران للجصاص: (۴۹۶/۳)، من سورة الصافات، ط: دار الكتب العلمية۔

عن كريب عن ابن عباس رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: من نذر نذراً لم يسمه فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً في معصية فكفارته كفارة يمين، ومن نذر انذراً لا يطيقه فكفارته كفارة يمين، ومن نذر نذراً أطاقه فليف به۔ (سنن ابی داود: (۱۱۷/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من نذر نذراً لا يطيقه، ط: رحمانيه)

قوله: أن لا يكون معصية لذاته) قال في الفتح: وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة القربة. . . ثم قال بعد ذلك قال الطحاوى: إذا أضاف النذر إلى المعاصي كلله على أن أقتل فلاناً كان يميناً ولزمته الكفارة بالحنث۔ اه (شامي: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۷۴/۴)، كتاب الأيمان، فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

طور پر اس طرح کہا کہ ''اگر میرا مریض تندرست ہوجائے یا میں امتحان میں کامیاب ہوجاؤں تو دس دن روزے رکھوں گا یا دو رکعت نماز پڑھوں گا یا پانچ سو روپے صدقہ کروں گا تو اس کا حکم یہ ہے کہ شرط پائی جانے کے وقت نذر واجب ہوجائے گی اس سے پہلے واجب نہیں ہوگی، اور اگر شرط پائی ہی نہیں گئی تو نذر بھی واجب نہیں ہوگی۔

☆......نذر معلق میں شرط کے پائے جانے سے پہلے نذر واجب نہیں ہوتی ہے، اس لئے اگر نذر ماننے والے نے شرط کے پائے جانے سے پہلے نذر پوری کردی تو وہ نفل شمار ہوگی، اگر بعد میں شرط پائی گئی تو نذر کو دوبارہ پورا کرنا واجب ہوگا، مثلاً مذکورہ صورتوں میں اگر اس شخص نے مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے روزے رکھ لئے یا نماز پڑھ لی یا پانچ سو روپے صدقہ کردیئے تو یہ نماز، روزہ اور صدقہ کی ادائیگی نفلی شمار ہوں گی، بعد میں اگر بیمار تندرست ہوا تو دوبارہ نماز، روزہ اور صدقہ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر مریض تندرست ہی نہ ہو تو نذر پوری کرنا ضروری نہیں، اور اگر فقراء، مساکین کو پانچ سو روپے کا صدقہ دے دیا تھا تو وہ نفلی تھا، اسے واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

☆......عرف عام میں تعلیق کو نذر ہی سمجھا جاتا ہے، اس لئے نذر معلق میں التزام کا صیغہ ضروری نہیں ہے، مثلاً کسی شخص نے کہا کہ ''اگر میری بیماری ختم ہوگئی تو

(۱) وان کان معلقاً بشرط نحو ان یقول إن شفی اللہ مریضی او إن قدم فلان الغائب فللہ علیّ أن أصوم شهراً او أصلی رکعتین او اتصدق بدرهم ونحو ذلک، فما لم یوجد الشرط لایجب بالإجماع ولو فعل ذلک قبل وجود الشرط یکون نفلاً؛ لان المعلق بالشرط عدم قبل وجود الشرط۔ (بدائع الصنائع: (۹۳/۵)، کتاب النذر، فصل وأما حکم النذر، ط:سعید)

الفقه الإسلامی وادلته: (۲۵۶۸/۴، ۲۵۶۷)، الباب السادس، الایمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: رشیدیه۔

البحر العمیق: (۲۲۳۶/۴)، الباب السابع عشر، فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان، المکتبة المکیة۔

میں اللہ کے لئے ایک ماہ روزہ رکھوں گا'' اس صورت میں اگر اس کی بیماری ختم ہوگئی تو ایک ماہ کے روزے رکھنا لازم ہوجائیں گے، اگرچہ اس نے اپنے اوپر ایک ماہ کا روزہ التزام کرنے کا کوئی لفظ نہیں کہا، کیونکہ یہ تعلیق ہے، اور تعلیق میں عرف کے اعتبار سے التزام کرنا ہوتا ہے، اس بنیاد پر تعلیق کو التزام شمار کیا جاتا ہے، مثلاً امراض کی شفاء، آفات وبلیات کے دفع اور مقاصد کے حصول وغیرہ کے ساتھ تعلیق ہو، اور شکر کے طور پر کوئی عبادت متعین کردے تو اس سے نذر ہی مراد ہوتی ہے۔ (۱)

نذرِ معلق اور نذرِ مطلق میں فرق

نذرِ معلق اور نذرِ مطلق میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ نذرِ مطلق میں سبب پایا گیا ہے اس کے بعد ادائیگی کی گئی ہے، لہٰذا ادائیگی صحیح ہے، اور نذرِ معلق میں شرط کے پائے جانے کے بعد سبب منعقد ہوتا ہے فی الحال منعقد نہیں ہوتا، اس لئے شرط کے پائے جانے سے پہلے ادا کرنا سبب موجود ہونے سے پہلے ادا کرنا ہے، اور یہ درست

(۱) ولایشترط للنذر صیغة خاصة، فیلزم بکل لفظ دال علی الإلتزام ولو لم یذکر فیه لفظ النذر۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۴۴/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

وکذلک إذا حلف بالمشی إلی بیت الله تعالیٰ إن فعل کذا، ففعل ذلک الفعل لم یلزمه شئ فی القیاس، لأنه إنما یجب بالنذر مایکون من جنسه واجب شرعاً والمشی إلی بیت الله لیس بواجب شرعاً... وفی الاستحسان یلزمه حجة أو عمرة، وهکذا روی عن علی رضی الله عنه، ولأنه فی عرف الناس یذکر هذا اللفظ بمعنی التزام الحج والعمرة وفی النذور والأیمان یعتبر العرف، فجعلنا هذا عبارة عن التزام حج أو عمرة مجازاً لأن المقصود بالکلام استعمال الناس لاظهار ما فی باطنهم، فإذا صار اللفظ فی شئ مستعملاً مجازاً یجعل کالحقیقة فی ذلک الشئ۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۷/۸)، کتاب الأیمان، ط: دار المعرفة)

بل المعتبر فی النذور والأیمان العرف لا اللفظ کما عرف فی محله۔ (البحر الرائق: (۱۳۳/۳)، کتاب الحج، مسائل منثورہ، ط: رشیدیه)

احسن الفتاوی: (۴۸۷/۵)، کتاب الأیمان، ط: سعید۔

نہیں ہے۔ (۱)

نذر معلق سے منع کرنے کی وجہ

بعض احادیث میں نذر معلق سے منع کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بندے کا یہ کہنا کہ اگر میرے مریض کو شفا ہوجائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا مال صدقہ کروں گا، یہ ظاہری صورت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودے بازی ہے جو عبادت اور عبدیت کی شان کے خلاف ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نذر معلق میں جب کام ہوجاتا ہے تو انسان عبادت کو ایک بوجھ اور معاوضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے اس کی ادائیگی میں وہ خوشی نہیں ہوتی جو عام مطلق اختیاری عمل میں ہوتی ہے۔

بعض نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس قسم کے اعتقاد سے نذر ماننا کہ نذر ماننے سے وہ کام ضرور ہوجاتا ہے، اور تقدیر بدل جاتی ہے یہ صحیح نہیں ہے، بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ نذر مان لینے سے وہ کام ضرور ہوجاتا ہے، یہ درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) (والنذر غير المعلق) ولو معيناً (لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز، وكذا لو عجل قبله . . . لأنه تعجيل بعد وجود السبب وهو النذر فيلغو التعيين . . . (بخلاف) النذر (المعلق)فإنه لايجوز تعجيله قبل وجود الشرط۔ (قوله: فإنه لايجوز تعجيله ۔۔الخ)لأن المعلق على شرط لاينعقد سبباً للحال بل عند وجود شرطه كما تقرر في الأصول، فلو جاز تعجيله لزم وقوعه قبل وجود سببه فلا يصح۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ط:سعيد)

وفيه ايضاً: (۳/ ۷۴۰، ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط:سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۳/ ۱۳۰)، كتاب نوادر الصوم: ط: دار المعرفة۔

(۲) عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن النذر وقال: إنه لايرد شيئاً ولكنه يستخرج به=

نیز یہ کہ نذر معلق میں اللہ تعالیٰ کو لالچ دینے کا معنی پایا جاتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو یہ لالچ دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا کام کر دیا تو وہ اتنا روزہ رکھے گا یا نماز پڑھے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین ساری کائنات کا خالق ہے وہ بندوں کی عبادات وغیرہ کا محتاج نہیں ہے ان چیزوں سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ (۱)

نذر معلق کی پیشگی ادائیگی

اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ "فلاں کام ہوجائے تو تین روزے رکھوں گا" اور اس نے کام ہونے سے پہلے تین روزے رکھ لئے، اس کے بعد وہ کام ہوا تو وہ روزے کافی نہیں ہوں گے، دوبارہ تین روزے رکھنا لازم ہوں گے، کیونکہ اس نے کام پورا ہونے پر تین روزوں کو معلق کیا تھا، اور جب تک وہ کام پورا نہیں ہوا روزہ واجب نہیں ہوا، لہذا وہ روزے نفل ہوگئے، اور اب شرط کے مطابق مستقل روزے

=من البخيل۔ (الصحيح للبخاري: (۲/۹۹۰)، كتاب الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر وقول الله تعالى: يوفون بالنذر، ط: قديمي)

اشار المروزي بقوله: ذهب بعض علمائنا إلى أن الغرض بهذا الحديث التحفظ في النذور والحض على الوفاء به قال وهذا عندي بعيد من ظاهر الحديث، ويحتمل عندي أن يكون وجه الحديث أن الناذر بالقربة مستثقلاً لها لما صارت عليه ضربة لازم وكل ملزوم فإنه لاينشط للفعل نشاط مطلق الاختيار ويحتمل أن يكون سببه أن الناذر لما لم ينذر القربة إلا بشرط أن يفعل له مايريد صار كالمعاوضة التي تقدح في نية المتقرب، قال ويشير إلى هذا التاويل قوله: "إنه لايأتي بخير"... وزاد القاضي عياض: ويقال إن الاخبار بذلك وقع على سبيل الإعلام من أنه لايغالب القدر ويأتي الخير بسببه والنهي عن اعتقاد خلاف ذلك خشية أن يقع ذلك في ظن بعض الجهلة. (فتح الباري: (۱۱/۵۷۷)، كتاب الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: يوفون بالنذر، ط: دار المعرفة)

نيل الأوطار: (۸/۲۷۷)، كتاب النذر، باب نذر الطاعة مطلقاً ومعلقاً بشرط، ط: دار الحديث، مصر۔

(۱) ويمكن أن يضاف إليه أن النذر المعلق صورته صورة الإطماع، وكأن الناذر يطمع الله سبحانه وتعالى في عبادته إن أنجز له مايريده، والله سبحانه وتعالى غني عن ذلك۔ (تكملة فتح الملهم: (۲/۱۵۴)، كتاب النذر، باب النهي عن النذر وانه لايرد شيئاً، ط: مكتبه دار العلوم كراچي)

رکھنا لازم ہوں گے۔ [1]

نذر معلق میں قسم کا کفارہ دینے کا حکم

☆......اگر کسی نے نذر کسی ایسی شرط پر معلق کی جس کا ہونا جانتا ہے جیسے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مریض کو شفا دیدے یا میرے غائب کو واپس بھیج دے تو مثلا پندرہ فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا تو ایسی صورت میں مریض کو شفا ہو جائے اور غائب واپس آجائے تو پندرہ فقیروں کو کھانا کھلانا لازم ہوگا، کھانا کھلائے بغیر صرف قسم کا کفارہ دینا کافی نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر نذر کو ایسی شرط کے ساتھ معلق کیا جس کا ہونا نہیں جانتا ہے جیسے گھر میں داخل ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں اس کو اختیار ہوگا، چاہے تو قسم کا کفارہ دیدے یا بعینہ وہ چیز ادا کرے جو نذر مانتے وقت لازم کی تھی۔ [2]

---

(١) وان كان (اى النذر) معلقاً بشرط: نحو ان يقول: ان شفى الله مريضى، أو ان قدم فلان الغائب، فلله على ان اصوم شهراً، أو أصلى ركعتين، أو أتصدق بدرهم، ونحو ذلک، فوقته وقت الشرط، فما لم يوجد الشرط، لايجب بالإجماع، ولو فعل ذلک قبل وجود الشرط يكون نفلاً۔ (بدائع الصنائع: (٦/ ٣٥٨)، كتاب النذر، فصل فى حكم النذر، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

اجمع اصحابنا ان النذر بالعبادات إذا كان معلقاً بالشرط واداها قبل وجودها، لايجوز، سواء كانت العبادة بدنية أو مالية۔ (الفتاوى التاتارخانية: (٥/ ٥٠)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فى النذور، ط: إدارة القرآن)

بخلاف النذر المعلق، فانه لايجوز تعجيله قبل وجود الشرط (رد المحتار: (٣/ ٧٣٥)، كتاب الأيمان، مطلب فى احكام النذر، ط: سعيد۔

إذا علق النذر بالصوم، واداه قبل وجوده، لايجوز بالإجماع (الفتاوى الهندية: (١/ ٢١٠)، الباب السادس فى النذر، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٤/ ٢٨٩)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

(٢) وقد روى عن محمد رحمه الله تعالى، قال: إن علق النذر بشرط يريد كونه كقوله إن شفى الله مريضى أو ردغائبى لا يخرج عنه بالكفارة كذا فى المبسوط۔ ويلزمه عين ماسمى كذا فى فتاوى قاضى خان۔ وإن علق بشرط لا يريد كونه كدخول الدار أو نحوه يتخير بين الكفارة وبين عين ما التزمه۔ =

نذر معلق میں وقت کا اعتبار ہے

نذر معلق میں وقت اور زمانے کا اعتبار ہوتا ہے، لہذا اگر شرط کے پائے جانے سے پہلے صدقہ کر دیا تو اس سے ادائیگی نہیں ہوگی، مثلاً کسی نے کہا کہ ''اگر میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں ہزار روپے صدقہ کروں گا'' ابھی تک بیٹا پیدا نہیں ہوا تھا کہ اس نے ہزار روپے صدقہ کر دیئے، اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا تو دوبارہ ایک ہزار روپے کا صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

=وروی أن أباحنيفة رحمه الله تعالى رجع إلى التخيير أيضا وبهذا كان يفتي اسماعيل الزاهدی۔ قال رضی الله تعالى عنه وهو اختياری ايضا كذا فی المبسوط۔ وهذا التفصيل هو الصحيح، كذا فی الهداية۔ (الفتاوی الهنديه: (۲/ ۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يميناً ومالا يكون يميناً، الفصل الثانی فی الكفارة، ط: رشيديه)

المبسوط للسرخسی: (۱۳۵/۸)، كتاب الأيمان، ط: دار المعرفة۔

قاضيخان على هامش الهندية: (۲/ ۶، ۷)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

(۱) إذا قال: إذا قدم فلان فلله علی أن أتصدق بدرهم فتصدق به قبل قدوم فلان لم يجزه، وكذلک لو قال: إذا جاء غد: لأن هناک علق النذر بالشرط والمعلق بالشرط معدوم قبل وجود الشرط، وإنما يجوز الأداء بعد وجود السبب، والسبب هو النذر، فإذا علقه بالشرط كان معدوماً قبله۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۰/۳)، كتاب نوادر الصوم: ط: دار المعرفة)

(والنذر غير المعلق) ولو معيناً (لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير) فلو نذر التصدق يوم الجمعة بمكة بهذا الدرهم على فلان فخالف جاز، وكذا لو عجل قبله... لأنه تعجيل بعد وجود السبب وهو النذر فيلغو التعيين... (بخلاف) النذر (المعلق) فإنه لايجوز تعجيله قبل وجود الشرط۔ (قوله: فإنه لايجوز تعجيله... الخ) لأن المعلق على شرط لاينعقد سبباً للحال بل عند وجود شرطه كما تقرر فی الأصول، فلو جاز تعجيله لزم وقوعه قبل وجود سببه فلا يصح۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۶)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، فصل فی العوارض المبيحة لعدم الصوم، مطلب فی صوم الست من شوال، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (۳/ ۷۴۰، ۷۴۱)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد۔

نذر معین

نذر معین: وہ نذر ہے جس کی نوع بیان کی گئی ہو، جیسے یوں کہا کہ ''میں اللہ کی خاطر رجب کے روزے رکھوں گا'' یا یوں کہا کہ ''اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں محرم کے روزے رکھوں گا'' اس کو ''نذر معین'' کہتے ہیں۔[1]

نذر معین کی اقسام

نذر معین کی چار قسمیں ہیں:

1. قربت وعبادت کی نذر ہو جیسے نماز، روزہ وغیرہ، اس کا حکم یہ ہے کہ اس نذر کو پورا کرنا لازم ہے۔
2. معصیت اور گناہ کی نذر، جیسے شراب پینے کی نذر، قتل کرنے کی نذر، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو پورا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔
3. مکروہ چیز کی نذر، جیسے عید اور تشریق کے ایام کے روزہ رکھنے کی نذر ماننا، اس کا حکم یہ ہے کہ اس نذر کو پورا کرنا مکروہ ہے۔
4. مباح اور جائز چیز کی نذر جیسے یہ نذر مانی کہ میں بنیان نہیں پہنوں گا، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا پورا کرنا مباح ہے، اگر پورا نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ ایسی نذر منعقد نہیں ہوتی۔[2]

---

(۱) أما النذر المعين وهو ما عين فيه المنذور كأن يقول: لله علي نذر أن أصوم أو أتصدق بكذا فإنه يلزمه ما عينه باللفظ أو النية۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/ ۷۷)، كتاب اليمين: مباحث كفارة اليمين، ط: دار إحياء التراث العربي)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۶۸/۳)، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: دار الفكر۔

(۲) وأما المنذور فنوعان: مبهم ومعين... والمعين أربعة أنواع: الأول: قربة، فيجب الوفاء به، الثاني: معصية، فيحرم الوفا بها، الثالث: مكروه، فيكره الوفاء به، الرابع: مباح، فيباح الوفاء به وتركه =

نذر معین کی نیت

نذر معین کے روزہ کی نیت میں صرف روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے، نذر کے روزے کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے، صرف روزہ کی نیت سے نذر معین کا روزہ صحیح ہو جائے گا۔[1]

نذر معین میں وقت سے پہلے اعتکاف کرنا

کسی نے مثلاً رجب کے مہینے میں اعتکاف میں بیٹھنے کی نذر مانی ہے تو رجب کا مہینہ آنے سے پہلے مثلاً جمادی الاولیٰ میں نذر کا اعتکاف ادا کرنے کے لئے بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پہلے بیٹھ سکتا ہے اور اس سے نذر کا اعتکاف پورا ہو جائے گا۔[2]

= وليس على من تركه شئ۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳/ ۴۶۸، ۴۶۹)، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني، النذور، ط: دار الفكر)

التلقين في الفقه المالكي: (۱/ ۱۰۲)، كتاب الأيمان والنذور، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) فيصح أداء صوم رمضان والنذر المعين... بنية من الليل إلى الضحوة الكبرى... وبمطلق النية) أي نية الصوم۔ (قوله: وبمطلق النية) أي من غير تقييد بوصف الفرض أو الواجب أو السنة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۳۷۷)، كتاب الصوم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۲۶۱)، كتاب الصوم، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۴۳)، كتاب الصوم، فصل فيما لا يشترط تبييت النية وتعيينها فيه ومايشترط، ط: قديمي۔

(۲) قال: لله عليّ ان اصوم رجب فصام شهراً قبله اجزاه عن المنذور في قول ابي يوسف رحمه الله وهو رواية الحسن بن زياد عن ابي حنيفة رحمه الله وفي قول محمد رحمه الله وزفر رحمه الله لا يجزئه وكذلك لو قال: لله عليّ أن اعتكف رجب فاعتكف شهراً قبله۔ (المبسوط للسرخسي: (۳/ ۱۳۰)، كتاب نوادر الصوم، ط، دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۲/ ۱۱۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد۔

الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۱۶)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر: في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

نذر منعقد ہونے کی شرائط

نذر منعقد ہونے کے لئے تین قسم کی شرائط ہیں:

❶ ناذر کی شرائط یعنی نذر ماننے والے کے لئے شرائط۔

❷ منذور بہ کی شرائط یعنی جس چیز کی نذر مانی جاتی ہے اس کی شرائط۔

❸ نذر کے الفاظ کی شرائط۔

نذر ماننے والے کا عاقل، بالغ اور مسلمان ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی مجنون، پاگل، ناسمجھ، نابالغ اور کافر آدمی نے کوئی نذر مانی تو وہ منعقد نہیں ہوگی۔ (۱)

نذر منعقد ہونے کے لئے زبان سے کہنا ضروری ہے

''دل میں ارادہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر میں اغنیاء اور فقراء کو شامل کرنا

''اغنیاء اور فقراء کو شامل کرنا نذر میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر میں جانور ذبح کرنے کے لئے دن متعین کرنا

''دن کا تعین نذر میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر میں جبر نہیں

اگر کسی نے نذر مانی تو اس کا پورا کرنا دیانۃً واجب ہے، اگر وہ نذر پوری نہ

(۱) اعلم أن أركان النذر ثلاثة: الناذر، والصيغة، والمنذور۔ فالناذر مسلم نافذ التصرف فيما التزمه، فلايصح النذر من كافر، ولامن غير مكلف، ولا من سفيه بمال۔ (رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام)

🗁 الفقه الإسلامي وادلته: (۴۶۸/۳)، الباب السادس، الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: سعيد۔

🗁 بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

کرے تو گناہ گار ہے لیکن اگر یہ بات عدالت کے قاضی یا کسی اور بڑے آدمی کے پاس آئی تو وہ اس شخص کو نذر پوری کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا، بلکہ قاضی ایسے مقدمہ کو خارج کردے گا، مثلاً آقا نے غلام آزاد کرنے کی نذر مانی لیکن وہ اب غلام آزاد نہیں کرتا تو غلام عدالت سے رجوع کر کے قاضی کے ذریعہ اس کو آزاد کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ (۱)

نذر میں خیرات کی رقم متعین نہیں کی

کسی نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں کچھ غلّہ یا کچھ روپیہ خیرات کروں گا تو کام ہوجانے کے بعد کچھ غلّہ یا کچھ روپیہ خیرات کرنا لازم ہوگا، باقی غلّہ اور روپیہ کی مقدار کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر منت ماننے والے کے دل میں مقدار کے بارے میں کچھ خیال تھا کہ اتنا دوں گا تو اسی قدر غلّہ یا روپے ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر کچھ خیال نہیں تھا تو غلّہ میں سے کم از کم ایک صدقہ فطر کی مقدار ادا کرے، اور روپیوں میں سے بھی ایک صدقۂ فطر کی قیمت کی مقدار ادا کردے، کیونکہ جب اس نے صدقہ کا نام لیا ہے تو معروف ومشہور صدقہ کی آخری مقدار ہی مراد ہوگی اور وہ ایک صدقۂ فطر ہے اس لئے صدقہ کی مقدار متعین نہ کرنے کی صورت میں ایک صدقۂ فطر کی مقدار یا اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (نذر) مكلف (بعتق رقبة في ملكه وفي به وإلا) يف (أثم) بالترك (ولا يدخل تحت الحكم) فلايجبره القاضي۔ (قوله: فلايجبره القاضي) لأن العبد لم يثبت له حق العتق عليه، لأن ذلك بمنزلة مالو حلف بالله تعالىٰ ليعتقه ليس له إجباره على أن يبر يمينه، لأن ذلك مجرد حق الله تعالىٰ۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴/ ۲۹۹)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/ ۴۳)، كتاب الأيمان، ط: دار احياء الكتب العربيه۔

(۲) الفطرة نصف صاع من بر او دقيقه او سويقه، او زبيب او صاع تمر او شعير۔ (شامی: (۲/ ۳۶۴)، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ط: سعيد) ۔

نذر میں سب سے اہم شرائط

نذر صحیح ہونے اور صحیح نہ ہونے کے بارے میں زیادہ تر دو شرائط اہم ہیں، اور ان دونوں شرطوں کو معیار بنایا جاتا ہے، اور وہ دو شرائط یہ ہیں:

ایک شرط تو یہ ہے کہ منذور بہ قربت اور عبادت مقصودہ ہو عبادت غیر مقصودہ نہ ہو جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اعتکاف وغیرہ۔

دوسری شرط یہ کہ منذور بہ کی جنس سے کوئی فرد فرض یا کم از کم کوئی فرد واجب ہو، فرض کی مثال جیسے نماز، روزہ اور حج کرنے کی نذر ماننا، مثلاً کسی نے پندرہ دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو یہ درست ہے، کیونکہ اس کی جنس سے رمضان کا روزہ فرض ہے۔

اور واجب کی مثال جیسے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے کی نذر ماننا، یا نفلی قربانی کرنے کی نذر ماننا، کیونکہ اس کی جنس سے قربانی واجب ہے۔[1]

= ولو قال: لله عليّ صدقة ولم يكن له نية، فعليه نصف صاع۔ (تحفة الفقهاء: (۲/۳۴۰)، كتاب الأيمان، باب النذر، ط: دار الكتب العلمية)

الجوهرة النيرة: (۲/۲۹۵)، كتاب الأيمان، ط: حقانيه۔

بدائع الصنائع: (۵/۹۲)، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر، ط: سعيد۔

(۱) ومنها أن يكون قربة مقصودة۔ فلا يصح النذر بعيادة المرضى... ويصح النذر بالصلاة والصوم والحج والعمرة... والإعتكاف ونحو ذلك: لانها قرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (۵/۸۲)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فانواع۔ ط: سعيد)

ويشترط لصحة النذر سبعة شروط: الأول أن يكون من جنس المنذور فرض أو واجب اصطلاحي على الأصح كالصوم والصلاة والصدقة۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۱۴۵)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء الكتب العربية)

ولو قال: إن برئت من مرضى هذا ذبحت شاة أو على شاة أذبحها فبرئ لا يلزمه شئ، لأن الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالأضحية (فلا يصح إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فيلزمه) لأن الصدقة من جنسها فرض وهي الزكاة۔ وفي الرد: فيتعين حمل ما ذكره المصنف على القول بأنه لا بد أن يكون من جنسه فرض وحمل ما في الخانية والدرر من صحة قوله: لله عليّ ان اذبح شاة، على القول بانه يكفي أن يكون من جنسه واجب، وسيأتي في آخر الأضحية عن الخانية: لو نذر عشر أضحيات لزمه ثنتان =

نذر میں قربانی کے قواعد کے موافق جانور دینا

اگر نذر میں کوئی جانور متعین نہیں کیا تو قواعد کی رو سے قربانی کی شرائط کے موافق جانور دینا لازم ہوگا، یعنی بکری ایک سال کی اور گائے وغیرہ دو سال کی ہو۔ (۱)

مزید "عمر نذر کے جانور کی" عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

= لمجئ الأمر بهما، وفی شرح الوهبانية: الأصح وجوب الكل لايجابه ما لله من جنسه إيجاب ونقل الشارح هناک عن المصنف أن مفاده لزوم النذر بما من جنسه واجب اعتقادی أو اصطلاحی اه۔ ويؤيد أيضاً ما قدمناه عن البدائع وبه يعلم أن الأصح أن المراد بالواجب مايشمل الفرض والواجب الاصطلاحی لاخصوص الفرض فقط۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۹، ۷۴۰)، کتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لايختص بزمان ومكان، ط: سعيد)

(۱) لأنه هو المعهود فی الشرع والله اعلم، ويمكن الاستيناس له بما فی الهداية قال: مالی فی المساكين صدقة فهو علی ما فيه الزكوة استحساناً، وجه الاستحسان ان أيجاب العبد يعتبر بايجاب الله تعالیٰ فينصرف ايجابه إلی ما أوجب الشارع فيه الصدقة من المال اه۔ الهداية: (۳/ ۱۵۷)، کتاب أدب القاضی، فصل فی القضاء بالمواريث، ط: رحمانيه۔

قال المحشی ناقلاً عن الكفاية: أی يجب عليه صدقة جميع مايملک من اجناس الأموال التی يجب فيها الزكوة كالنقدين ومال السوائم واموال التجارة بقليلها وكثيرها، ولايفرق بين قدر النصاب وما دونه لأن ذلک يتعلق به الزكوة إذا انضم إليه غيره، فكانهم اعتبروا الجنس دون القدر ولا يجب عليه التصدق بما لايكون من جنس مايجب فيه الزكوة، كالعقار والرقيق واثاث المنزل وثياب البذلة وغير ذلک اه ۔هامش الهداية: (۳/ ۱۵۷)، رقم الحاشية: ٦، کتاب أدب القاضی، فصل فی القضاء بالمواريث، ط: رحمانيه۔ فهذا يشعر بان المبهم فی باب النذر والتصدق يرجع إليه إيجاب الشرع فكذا إذا نذر بتصدق حيوان غير معين ينبغی ارجاعه إلی ما أوجب الشرع تصدقه من الحيوان۔ قال فی البحر: ولو قال: لله علیّ أن أذبح جزوراً وأتصدق بلحمه فذبح سبع شياه جاز اه۔ دل علی أن الجزور فی كلامه يحمل علی ماهو المعتبر فی الأضحية فان سبع شياه انما تكون قائمة مقامه لا مادونه مع ان التصدق باللحم يجوز من كل جزور سواء كان ابن سنتين او اقل ومع ذلک حملوا الجزور علی ماتكون سبع شياه بدلا عنه سواء كان نذر بالذبح أو بالتصدق من اللحم۔ (امداد الأحكام: (۳/ ۲۷، ۲۸)، کتاب الأيمان والنذور، ط: مكتبة دار العلوم)

(ولو قال لله علیّ أن أذبح جزوراً وأتصدق بلحمه، فذبح مكانه سبع شياه جاز) كذا فی مجموع النوازل ووجهه لايخفی۔ (قوله: ووجهه لايخفی) هو أن السبع تقوم مقامه فی الضحايا والهدايا۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/ ۷۴۰)، کتاب الأيمان، مطلب فی أحكام النذر، ط: سعيد)

نذر میں کوئی شرط فوت ہو جائے

''منذور کی شرائط'' عنوان کے بالکل آخر میں دیکھیں۔

نذر میں لفظ ''اللہ'' ذکر کرنے کا حکم

''اللہ'' کا لفظ ضروری نہیں نذر منعقد ہونے کے لئے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر میں یمین

اگر نذر ماننے والے نے نذر میں یمین کی نیت کر لی تو اردو زبان میں قسم منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ اردو زبان میں نذر کے جملے میں حرف قسم نہیں ہوتا، البتہ عربی زبان میں نذر کے جملے میں حرف قسم ہوتا ہے، اس لئے نذر میں قسم کی نیت کرنے سے قسم بھی منعقد ہو جاتی ہے، مثلاً عربی زبان میں ''للہ علیّ ان أصوم'' کے الفاظ ہیں اور اس جملہ کے شروع میں ''لام'' قسمیہ بھی بن سکتا ہے۔ (۱)

نذر ناممکن

''ناممکن کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذر والے جانور کی قربانی کا وقت

عام قربانی کی طرح نذر والی قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا وقت بھی مقرر ہے

---

(۱) قال: وإن أراد بقوله: لله عليّ يميناً كفر عن يمينه... لأن المنوی من محتملات لفظه فإن فی النذر معنی الیمین، قال ﷺ: "النذر یمین و کفارته کفارة یمین"... قوله: "لله علیّ" یمین، فإن اللام والباء یتعاقبان قال الله "آمنتم به" وفی موضع آخر قال: "آمنتم له" فقوله لله بمنزلة قوله: بالله۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳۴/۳)، کتاب نوادر الصوم، ط: دار المعرفة)

وایضاً فیه: (۹۵/۳)، کتاب الصوم، ط: دار المعرفة۔

شامی: (۷۳۵/۳)، کتاب الایمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

یعنی دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کرنا ضروری ہے، اگر کسی نے دس ذی الحجہ سے پہلے یا بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے کے بعد قربانی کی تو نذر پوری نہیں ہوگی، اسی طرح شہری آدمی کے لئے دس ذوالحجہ کو عید کی نماز کے بعد جانور ذبح کرنا ضروری ہے اگر پہلے ذبح کرڈالا تو صحیح نہیں ہوگا، اسی طرح اگر قربانی کے ایام میں جانور کو ذبح نہیں کیا بلکہ صدقہ کردیا تو بھی نذر ادا نہیں ہوگی، اس کی جگہ دوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اس کے ذمہ اصل واجب جانور ذبح کرنا باقی ہے۔ (۱)

نذر والا جانور ہلاک ہوجائے

اگر کسی نے معین جانور کی قربانی کرنے کی نذر مانی، پھر وہ جانور ہلاک ہوگیا، یا ضائع ہوگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ سے نذر والی قربانی ساقط ہوگئی، نذر ماننے والا خواہ مالدار ہو یا فقیر دونوں کا حکم برابر ہے، کیونکہ قربانی کا وجوب اس جانور سے متعلق تھا، نذر ماننے والے کے ذمہ سے متعلق نہیں تھا جیسے اگر کسی پر زکوۃ واجب ہو اور سارا مال ہلاک ہوجائے تو زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے، لہذا اس شخص پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم نہیں۔ (۲)

---

(۱) أن الأضحية اسم لما يذبح فی وقت مخصوص لم يكن فيها الغاء الوقت، فإذا نذرها يلزم فعلها فيه وإلا لم يكن آتيا بالمنذور؛ لأنها بعدها لاتسمی اضحية ولذا يتصدق بها حية إذا خرج وقتها كما قدمناه، بخلاف ما إذا نذر ذبح شاة فی وقت كذا يلغو ذكر الوقت: لأنه وصف زائد علی مسمی الشاة، ولذا ألغی علماؤنا تعيين الزمان والمكان بخلاف الأضحية فإن الوقت قد جعل جزء أمن مفهومها فلزم اعتباره۔ (ردالمحتار: (۳۲۳/٦)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (۸۳۲/۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين فی البيع والشراء والصوم والصلاة وغيرها، مطلب فی الفرق بين تعيين المكان فی الهدی دون النذر، ط: سعيد۔

وايضاً فيه: (۷٤۱/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) وكذا لو ماتت فعلی الغنی غيرها لا الفقير۔ (قوله: فعلی الغنی غيرها لا الفقير) أی ولو كانت الميتة=

نذر والی قربانی کے جانور کا گوشت

''منذور قربانی کا گوشت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نذریں چڑھانا مزارات کے اوپر

''مزارات کے اوپر نذریں چڑھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نصف رکعت نماز واجب ہے

اگر کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر نصف رکعت نماز پڑھنا واجب ہے، تو اس پر دو رکعت نماز ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

نفاس

نفاس کے ایام میں روزہ رکھنا منع ہے، البتہ اگر معین سال کی نذر مانی

=منذورة بعينها لما في البدائع: أن المنذورة لو هلكت أو ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر (الدر مع الرد: (٣٢٥/٦)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)

قال: لله علي أن أضحي بهذه الشاة وهو موسر أو معسر فهلكت أو ضاعت أنه تسقط عنه التضحية بسبب النذر، لأن المنذور به معين لإقامة الواجب فيسقط الواجب بهلاكه كالزكاة تسقط بهلاك النصاب عندنا۔ (بدائع الصنائع: (٦٦/٥)، كتاب التضحية، فصل وأما كيفية الوجوب فأنواع، ط: سعيد)

(۱) ولو قال: لله علي أن أصلي نصف ركعة أو ركعة يلزمه ركعتان۔ وهذا قول أبي يوسف وهو المختار۔ (الفتاوى الهندية: (١١٥/١)، كتاب الصلوة، الباب التاسع في النوافل، قبيل فصل في التراويح، ط: رشيديه)

ولو قال: لله علي نصف ركعة يلزمه تامة۔ وهذا قول أبي يوسف رحمه الله وهو المختار۔ (كتاب التجنيس والمزيد: (١٢٢/٢)، كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل في النذر، ط: إدارة القرآن)

الدر المختار مع الرد: (٢٣/٢)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥٨/٢)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

اور تسلسل کی قید بھی لگا دی، یا معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید نہیں لگائی یا غیر معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید نہ لگائی، تو ان تین صورتوں میں نفاس بھی حیض کی طرح تسلسل کا منافی شمار نہ ہوگا، البتہ اگر غیر معین سال کی نذر مانی اور تسلسل کی قید لگا دی، تو اس صورت میں عورت کے لئے کسی بھی سال اس طرح تسلسل سے روزے رکھنا ممکن ہیں کہ درمیان میں نفاس کے ایام پیش نہ آئیں، اس لئے اس میں نفاس کے ایام تسلسل سے مانع ہوں گے، اگر اتفاق سے درمیان میں نفاس کے ایام آگئے تو تسلسل ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ روزے شروع سے رکھنا لازم ہوں گے۔ (۱)

نفل روزہ رکھ کر اعتکاف کی نذر کی

اگر کسی نے نفل روزہ رکھا، اس کے بعد نذر مانتے ہوئے کہا کہ "میں آج اعتکاف میں بیٹھتا ہوں، تو یہ نذر صحیح نہیں ہے، خواہ زوال سے پہلے نذر مانے یا زوال کے بعد، کیونکہ اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے، دوسرا روزہ رکھنا ممکن نہیں نیز دن بھی

---

(۱) وإذا قال: لله علي أن أصوم شهراً، ونوى شهراً بعينه نحو أن نوى رجباً أو شعبان أو ما أشبهه فأفطر يوماً لزمه قضائه وليس عليه الاستقبال، ولو نوى شهراً بغير عينه... فبعد ذلك إن لم ينو التتابع فله الخيار إن شاء صام متتابعاً وإن شاء صام متفرقاً، وإن نوى متتابعاً وشرع فی صوم شهر وأفطر يوماً لزمه الاستقبال كما لو صرح التتابع۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۰۳)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

(فإن لم يجد المظاهر ما يعتق... صام شهرين... متتابعين)... وكذا كل صوم شرع فيه التتابع (فإن أفطر بعذر) كسفر ونفاس بخلاف الحيض... (استؤنف الصوم) (قوله: وكذا كل صوم۔ الخ) ككفارة قتل وإفطار ويمين، وفي البحر عن أيمان الفتح: وكالمنذور المشروط فيه التتابع معيناً أو مطلقاً بخلاف المعين الخالي عن اشتراطه فإن التتابع فيه وإن لزم لكن لا يستقبل إذا أفطر فيه يوماً كرجب مثلاً۔ (قوله: بخلاف الحيض) فإنه لا يقطع كفارة قتلها وإفطارها، لأنها لا تجد شهرين خالين عنه، بخلاف كفارة اليمين... أما النفاس فيقطع التتابع في صوم كل كفارة، وتمامه في البحر۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۴۷۵، ۴۷۷)، كتاب الطلاق، باب الكفارة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴/ ۱۷۷)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۳/ ۱۰)، كتاب الطلاق، باب الظهار، فصل في الكفارة، ط: امداديه ملتان۔

پورا نہیں ہے۔ (۱)

نفل روزے کے ساتھ اعتکاف

اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی، اور وہ رمضان میں اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکا، اور بعد میں نفل روزے رکھ کر اعتکاف کرے تو اعتکاف درست نہیں ہوگا، کیونکہ نفل روزے نذر کے اعتکاف کے واجب روزے کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ (۲)

نفلی حج کی نذر مانی

اگر کسی نے نذر مانی کہ "میں اس سال نفلی حج کروں گا" پھر اسی سال فرض حج ادا کرلیا تو اس پر الگ سے نذر کا نفلی حج ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

(۱) وإذا أصبح الرجل صائما متطوعا ثم قال في بعض النهار "لله علي أن أعتكف هذا اليوم" فلا اعتكاف عليه في قياس قول أبي حنيفة، وفي الذخيرة: سواء قال ذلك قبل نصف النهار أو بعده۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۱۴)، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف، ط: دائرة المعارف العثمانية)

الفتاوى الهندية: (۱/۲۱۱)، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ط: رشيديه۔

بخلاف الاعتكاف الواجب، فإنه مقدر بيوم لا يجوز الخروج عنه قبل تمامه فجاز أن يكون الصوم شرطا لصحته، (بدائع الصنائع: (۲/۱۰۹)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۱/۳۷۷)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) (فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه وأجزاه) صوم رمضان (عن صوم الاعتكاف)... (وإن لم يعتكف) رمضان المعين (قضى شهرا) غيره (بصوم مقصود) لعود شرطه إلى الكمال الأصلي، فلم يجز في رمضان آخر ولا في واجب... وتحقيقه في الأصول۔ (قوله: وتحقيقه في الأصول) وهو أن النذر كان موجبا للصوم المقصود... ولما لم يعتكف في الوقت صار ذلك النذر بمنزلة نذر مطلق عن الوقت فعاد شرطه إلى الكمال بأن وجب الاعتكاف بصوم مقصود لزوال المانع وهو رمضان۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۴۳)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲/۱۱۲)، كتاب الاعتكاف، فصل وأما شرائط صحته، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲/۳۰۰)، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

(۳) وإذا نذر أن يحج العام تطوعا فحج حجة الإسلام حج للنذر۔ (البحر العميق: (۴/۲۲۱۰)، الباب السابع عشر: في النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية)=

نقد ایک مسکین کو دینا

''دس آدمیوں کو کھانا کھلانے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقد کے بجائے جنس دینا

نقد رقم کی جگہ جنس دینا یا کھانا پکا کر دینا جائز ہے،[1] مگر شرط یہ ہے کہ ہر فقیر کو کھانے یا جنس کا مالک بنا کر دیا جائے، دعوت کے طور پر نہ کھلایا جائے،[2] البتہ اگر نذر نقد رقم دینے کی ہو تو نقد رقم دینا ہی افضل ہے۔[3]

= وفي العيون: ولو قال: لله علي أن أحج العام تطوعاً، ثم حج من عامه حجة الإسلام، كان عليه أن يحج عن التطوع۔ (غنية الناسك: (ص: ٣٢٨)، باب النذر بالحج أو العمرة: فصل في النذر الصريح، ط: إدارة القرآن)

عيون المسائل: (ص: ٣٢)، باب النذور، ط: دار الكتب العلمية۔

(١) نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز، فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة، كتصدقه بثمنه۔ (الدر المختار مع الرد: (٣/٧٤١)، كتاب الأيمان، مطلب النذر غير المعلق لا يختص بزمان ومكان ودرهم وفقير، ط: سعيد)

قلت: والمدار على المساوات وقد جوزوا دفع الزكاة بالعين والنقد سوائ، فكذا هذا۔ (امداد الاحكام: (٣/٣١)، كتاب الأيمان والنذور، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

(٢) مصرف الزكاة والعشر هو فقير... وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة۔ (شامي: (٢/٣٣٩) كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢/٢٩٨)، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

لأن الزكاة يجب فيها تمليك المال۔ لأن الايتاء من قوله تعالى: "وآتوا الزكاة" يقتضي التمليك، ولا تتأدى بالإباحة۔ (تبيين الحقائق: (١/٢٥١)، كتاب الزكاة، ط: امداديه ملتان)

إذ شرط الصدقة وقوع الملك للمتصدق عليه۔ (احكام القرآن للجصاص: (٣/١٨٤)، سورة البراءة، مطلب في المؤلفة القلوب، ط: قديمي)

(٣) ثم أن المعتبر عند محمد الأنفع للفقير من القدر والقيمة۔ (شامي: (٢/٢٨٥)، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ط: سعيد)

فلابد من اعتبار منفعة الفقراء عند التقويم۔ (المبسوط للسرخسي: (٢/١٩١)، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ط: دار المعرفة)

امداد الاحكام: (٣/٣٢)، كتاب الأيمان والنذور، ط: دار العلوم كراچی۔

نماز پڑھنے کی نذر قراءت کے بغیر

''قراءت کے بغیر نماز پڑھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز پڑھوں گا

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''میں آج نماز پڑھوں گا'' تو اس پر دو رکعات نماز واجب ہیں۔(۱)

نماز جنازہ کی نذر

''جنازہ کی نماز کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کی نذر مانی

''کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نذر مانی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز کی نذر

نماز پڑھنے کی نذر درست ہے کیونکہ نماز عبادت مقصودہ ہے اور اس کی جنس سے فرض اور واجب دونوں موجود ہیں۔(۲)

---

(۱) لو قال: لله علي أن أصلي يوماً لزمه ركعتان كما في القنية۔ (البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

قال: لله علي ان اصلي يوماً، فعليه ركعتان۔ (القنية المنية: (ص: ۴۲)، كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل)

الفتاوى الهندية: (۱۱۵/۱)، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ط: رشيديه۔

(۲) ويشترط لصحة النذر سبعة شروط: الأول أن يكون من جنس المنذور فرض أو واجب اصطلاحي على الأصح كالصوم والصلاة والصدقة، فإذا نذر أن يصوم تطوعاً فإنه يجب عليه الوفاء. . . و كذا إذا نذر أن يصلي نافلة فإنه يجب عليه الوفاء لأن الصلاة من جنسها واجب وهو الصلوات الخمس۔ (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: (۱۴۵/۲)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي)=

نماز کی نذر میں پابندی نہیں ہوئی

ایک شخص نے کسی کام کے ہونے پر روزانہ دو رکعت نفل نماز پڑھنے کی منت مانی اور وہ کام ہو گیا، لیکن کچھ دنوں سے دو رکعت کی پابندی نہیں ہوئی تو اس آدمی نے جتنے دن نماز ادا نہیں کی ان تمام ایام کی نماز کی قضا لازم ہے، اس لئے کہ شرط معلق موجود ہے، اور یہ نمازیں بھی فوت شدہ نماز کی طرح ہیں، جس طرح پانچ وقت کی نمازیں فوت ہو جائیں تو قضا لازم ہوتی ہے اسی طرح نذر کی نماز بھی فوت ہو جائے تو قضا لازم ہوگی، کیونکہ ادا کرنے کا وقت فوت ہوا ہے وجوب باقی ہے۔

غرض کہ اس قسم کی نذر لازم ہو جاتی ہے اور پورا کرنا بھی لازم ہو جاتا ہے، جو دو رکعت نماز وقت پر ادا نہیں ہوئی اس کی قضا لازم ہے۔(۱)

= ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط و كان من جنسه واجب أى فرض... وهو عبادة مقصودة... ووجد الشرط... لزم الناذر كصوم وصلاة۔(الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى احكام النذر، ط: سعيد)

مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: (ص: ۶۹۴)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمى۔

(۱) عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال: من نذر ان يطيع الله فليطعه۔ (البخارى: (۹۹۱/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر فى الطاعة، ط: قديمى)

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى" كصوم وصلاة... الخ (الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الأيمان، مطلب فى أحكام النذر، ط: سعيد)

ولو نذرت عبادة كصوم وصلاة فى غد، فحاضت فيه يلزمها قضاؤها لأنه يمنع الاداء لا الوجوب، ولو نذرتها يوم حيضها لا، لأنه نذر بمعصيته (تنوير الأبصار مع الدر المختار: (۲۳/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القادر بقدرة غيره، ط: سعيد)

ولو نذرت نفلاً غداً فحاضت فيه قضته۔ (فتح القدير: (۴۸۳/۱)، كتاب الصلوة، باب النوافل، فصل فى القراءة، ط: رشيديه جديد)

مجمع الأنهر: (۲۰۰/۱)، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ط: دار الكتب العلمية۔

نماز کی نذر میں مکان کی قید

''مکان کی قید نماز کی نذر میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز کی نذر وضو کے بغیر

''وضو کے بغیر نماز پڑھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز کے بعد کی تسبیحات کی نذر

''تسبیح فاطمی کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز متعین دن میں پڑھنے کی نذر ماننی

''متعین دن میں نماز پڑھنے کی نذر ماننی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نماز واجب ہے

اگر کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر نماز واجب ہے، تو اس پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہوگا۔ (۱)

نمازیوں پر صدقہ کرنے کی نذر

''مدرسین پر صدقہ کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) إذا قال لله علىّ أن أصلى لزمه ركعتان۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۶۵)، كتاب الأيمان، الباب الثانى فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثانى فى الكفارة، ط: رشيديه)

فلو قال: لله علىّ أن أصلى أو أصلى صلاة أو علىّ صلاة لزمه ركعتان۔ (البحر الرائق: (۲/ ۵۸)، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد)

قال أصحابنا: إذا نذر أن يصلى، لزمه ركعتان۔ (كتاب التجريد للقدورى: (۱۲/ ۶۵۲۲)، رقم المسألة: ۳۳۳۰۳، كتاب النذور، ط: دار السلام، القاهرة)

نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت ماننا

ایک شخص نے بیمار ہونے کی وجہ سے نذر مانی کہ ''اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کامل صحت عطا فرمائی تو میں فلاں مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو بیماری سے شفا عطا فرمائی تو اس کی نذر کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس آدمی کا مقصد یہ تھا کہ فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو ہبہ یا اباحت کے طور پر کھانا کھلائے گا تو قربت اور عبادت مقصودہ نہ ہونے کی وجہ سے نذر لازم نہیں ہوگی۔ (۱)

اور اگر اس آدمی کا مقصد صدقہ کے طور پر فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا کھلانا تھا تو اس صورت میں چونکہ فلاں مسجد کے نمازیوں میں غریب اور مالدار دونوں شامل ہیں، اور مالدار کے لئے صدقۂ واجبہ کا صدقہ کرنا صحیح نہیں ہے تو یہ نذر بھی لازم نہیں، (۲) اب اگر یہ آدمی کھانا کھلائے گا تو تبرع اور احسان ہوگا، اور اس تبرع اور احسان میں صدقۂ واجبہ کھلانے کی نیت نہ ہو تو غریب اور مالدار دونوں کے لئے کھانا

(۱) رجل قال مالی هبة فی المساکین لا یصح ذلک، الا ان ینوی الصدقة کذا فی قاضی خان۔ (الفتاوی العالمکیریة۔(۶۶/۲)، کتاب الأیمان، الفصل الثانی فی الکفارة ومما یتصل بذلک مسائل النذر، ط:رشیدیه)

وقسم آخر: وهو ما کان مباحاً غیر قربة... مثل قوله: لله علیّ أن أکلم زیداً، وأدخل هذه الدار، وأمشی إلی السوق، فهذه أمور مباحة لاتلزم بالنذر؛ لأن مالیس له أصل فی القرب لایصیر قربة بالإیجاب۔ (أحکام القرآن للجصاص:(۴۱۹/۲)، المائدة: ۱، مطلب النذر علی ثلاثة انحاء، ط:قدیمی)

النذر ان کان فی المباح، أو فی المعصیة، فلایلزمه کما إذا قال: لله علیّ أن أذهب إلی السوق، أو أشتمه، أو أضربه۔ (الفتاوی التاتارخانیة:(۴۰/۵)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط:إدارة القرآن)

(۲) فاما الصدقة علی وجه الصلة والتطوع، فلاباس به وکذلک یجوز النفل للغنی۔(الفتاوی التاتارخانیة:(۲۷۵/۲)، کتاب الزکاة، من توضع الزکاة فیه، ط:إدارة القرآن)

تحل الصدقة (ای التطوع) لغنی ولو من ذوی القربی۔ (الفقه الإسلامی وأدلته (۲۰۵۶/۳)، مصرف الزکاة، الفصل الثالث صدقة التطوع، ط:رشیدیه)

واما صدقة التطوع، فیجوز صرفها إلی الغنی، لأنها تجری مجری الهبة (بدائع الصنائع: (۲/ ۱۵۷)، کتاب الزکاة، مصارف الزکاة، فصل واما الذی یرجع إلی المودی الیه، ط:رشیدیه)

جائز ہوگا۔ (۱)

ننگے پاؤں حج کرنے کی نذر

اگر کسی نے ننگے پاؤں حج یا عمرہ کرنے کی نذر مانی تو نذر منعقد ہوجائے گی اور حج یا عمرہ کرنا ضروری ہوگا، لیکن ننگے پاؤں حج یا عمرہ کے لئے جانا ضروری نہیں ہوگا، چپل پہن کر جانا جائز ہوگا اور اس کی وجہ سے دم بھی واجب نہیں ہوگا۔ (۲)

''مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میری بہن نے پیدل ننگے پاؤں حج کرنے کی نذر مانی، پھر مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے نبی کریم ﷺ سے فتوی حاصل کروں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ استطاعت کے مطابق پیدل چلے پھر سوار ہوجائے۔'' (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ طاقت کے مطابق پیدل چلنا ضروری ہے لیکن ننگے پاؤں جانا ضروری نہیں ہے۔

---

(۱) نذر التصدق على الأغنياء لم يصح مالم ينو ابناء السبيل (الدر المختار) قلت: ولعل وجه عدم الصحة في الأول عدم كونها قربة الخ۔ (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

ولو قال: ان فعلت كذا فلله عليّ أن أضيف جماعة قرابتي فحنث لا يلزمه شئ الخ۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۶۶)، كتاب الأيمان، الفصل الثاني في الكفارة ومما يتصل بذلك مسائل النذر، ط: رشيديه)

فإنما يحرم على هؤلاء الصدقة من العشور والنذور والكفارات وجزاء الصيد، فاما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا بأس به۔ وفي الفتاوى العتابية: وكذا يجوز النفل للغني۔ الفتاوى التاتارخانية: (۳/ ۲۱۴)، رقم المسألة: ۴۱۵۵، كتاب الزكاة، الفصل الثامن: فيمن توضع فيه الزكوة، ط: مكتبة زكريا)

(۲) قوله: "حافية" قال النووي: "اما المشي حافياً، فلا يلزمه الحفاء، بل له لبس النعلين" قلت: كذلك عندنا لا يجب الحفاء، ولا يلزم بلبس النعلين شيء (تكملة فتح الملهم: (۱۷۲/۲)، كتاب النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

(۳) عن عقبة ابن عامر رضي الله عنه انه قال: نذرت أختي أن تمشي الى بيت الله حافية، فامرتني ان استفتي لها رسول الله ﷺ فاستفتيته، فقال: لتمش ولتركب۔ (الصحيح لمسلم: (۴۵/۲)، كتاب النذر: ط: قديمي) =

ننگے پاؤں عمرہ کرنے کی نذر

" ننگے پاؤں حج کرنے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ننگے سر حج کرنے کی نذر

اگر کسی نے ننگے سر جا کر حج یا عمرہ کرنے کی نذر مانی، تو نذر منعقد ہو جائے گی اور حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جائے گا، البتہ ننگے سر جا کر حج یا عمرہ کرنا نذر کی وجہ سے واجب نہیں ہوگا اور اس پر اس کی وجہ سے کچھ واجب بھی نہیں ہوگا، عورت کے لئے ننگے سر جانا جائز ہی نہیں ہے، لہذا وہ تو ہر حال میں سر ڈھانپے گی، باقی مرد سر نہیں ڈھانپے گا کیونکہ مرد احرام کی حالت میں سر نہیں ڈھانپ سکتا لیکن یہ نذر کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ اصل حکم کی وجہ سے ہوگا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے ننگے سر دوپٹہ کے بغیر حج یا عمرہ کرنے کی نذر مانی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مرھا فلتختمری" اسے حکم دو کہ دوپٹہ اوڑھ کر جائے۔[1]

= "لتمش ولترکب" یعنی: تمشی ما استطاعت وترکب إذا عجزت، وفیہ دلیل علی صحة نذر المشی، وإلا لما الزمها ذلک وقت القدرة۔ (تکملة فتح الملهم: (۱۷۲/۲)، کتاب النذر، باب من نذر أن یمشی إلی الکعبة، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۱) عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ قال: نذرت أختی أن تمشی إلی بیت اللہ الحرام حافیة فأمرتنی أن استفتی لها رسول اللہ ﷺ فاستفتیته، فقال: "لتمش ولترکب" اخرجه البخاری ومسلم۔ وفی روایة الترمذی: "حافیة غیر مختمرة فقال: مرها فلتختمر ولترکب ولتصم ثلاثة ایام۔" (جامع الأصول فی احادیث الرسول: (۵۱۷/۱۱)، رقم الحدیث: ۹۱۳۹، حرف النون، الکتاب الثالث: فی النذر، الفصل الثانی: فی نذور الطاعات وأحكامها، ط: دار الکتب العلمیة)

عمدة القاری: (۳۲۲/۱۰)، کتاب جزاء الصید: باب من نذر المشی إلی الکعبة، ط: دار الکتب العلمیة

وقال المظهر ما أمره إیاها بالاختمار والاستتار، فلأن النذر لم ینعقد فیه لأن ذلک معصیة، والنساء مأمورات بالاختمار والاستتار۔ قلت: قد تقدم أن النذر ینعقد لکن لا وفاء به أی لا ینبغی أن یحفظ =

ننگے سر عمرہ کرنے کی نذر

''ننگے سر حج کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نوافل کی نذر ماننا

اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں شکرانہ کے نوافل ادا کروں گا، تو یہ نذر صحیح ہے بشرطیکہ معصیت اور گناہ کا کام نہ ہو۔ (۱)

نہ کرنے پر نذر ماننا

اگر کوئی کام نہ کرنے کی نذر مانے اور وہ کام کر لے تو اس میں اختیار ہوتا ہے چاہے تو نذر کے ذریعہ جو چیز لازم کی ہے وہ ادا کر دے یا قسم کا کفارہ ادا کر دے، مثلاً کسی نے شراب نہ پینے کی نذر مانی اور کہا کہ اگر پیئے گا تو اللہ کے لئے فقیروں کو پانچ ہزار روپے صدقہ دے گا، اور اس نے اس کے بعد شراب پی لی تو اس کو اختیار ہوگا چاہے تو پانچ ہزار روپے صدقہ کر دے اور اگر چاہے تو قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ (۲)

= هذا النذر بل يجب أن يحنث ويكفر وهذا هو المذهب عندنا۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۵۵/۶)، كتاب العتق، باب في النذور، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(۱) وليوفوا نذورهم۔ (الحج: ۲۹)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نذر ان يطيع الله فليطعه، ومن نذر ان يعصيه فلا يعصه۔ (صحيح البخاري: (۹۹۱/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة، ط: قديمی)

إذا نذر شيئاً من القربات لزمه الوفاء به، (قوله من القربات) خرج النذر بمعصية، فلا وفاء به، بل يحرم فعلها۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمی)

وكذا إذا نذر أن يصلي نافلة فإنه يجب عليه الوفاء، لأن الصلاة من جنسها واجب، وهو الصلوات الخمس۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۴۵/۲)، كتاب اليمين، أقسام النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

(۲) ''توبہ توڑنے پر صدقہ کی نذر'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

نیت ضروری ہے نذر کا حج ادا کرنے کے لئے

''نذر کا حج ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نیت کرنا غرباء میں گوشت تقسیم کرنے کی

اگر کسی نے یہ نیت کی کہ بکرا خرید کر اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرے گا تو یہ نذر نہیں ہوگی، اور اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا لازم نہیں ہوگا، خود مالک اور مالداروں کے لئے بھی اس سے کھانا جائز ہوگا۔

واضح رہے کہ صرف دل سے نیت کرنے سے نذر مکمل نہیں ہوتی ہے بلکہ نذر لازم ہونے کے لئے زبان سے اس کا تلفظ کرنا (بولنا) شرط ہے۔ (۱)

نیت کفارہ کے روزے کی کب کرے

''کفارہ کے روزے کی نیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نیت نذر کے روزے کی

''نذر کے روزے کی نیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) النذر لاتکفی فی ایجابه النیة بل لابدّ من التلفظ به۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۵۲)، الفن الأول، القاعدة الثانیة: الأمور بمقاصدها، الکلام علی النیة فی عشرة مواضع، ط: قدیمی)

فرکن النذر هو الصیغة الدالة علیه۔ (بدائع الصنائع: (۸۱/۵)، کتاب النذر، ط: سعید)

والنذر عمل اللسان والقیاس یقتضی أنه لاینعقد إلا بلفظ الخ۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۳۶/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، اقسام النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

فاما الصدقة علی وجه الصلة والتطوع، فلاباس به وکذلک یجوز النفل للغنی۔ الفتاوی التاتارخانیة: (۲۷۵/۲)، کتاب الزکاة، من توضع الزکاة فیه۔ ط: إدارة القرآن)

تحل الصدقة (أی التطوع) لغنی ولو من ذوی القربی۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۲۰۵۶/۳)، مصرف الزکاة، الفصل الثالث صدقة التطوع، ط: رشیدیه)

واما صدقة التطوع، فیجوز صرفها إلی الغنی، لأنها تجری مجری الهبة۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۷/۲)، کتاب الزکاة، مصارف الزکاة، فصل واما الذی یرجع إلی المودی الیه۔ ط: رشیدیه)

نیت نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں

نذر کی نیت نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ایک نذر نہ ماننے کی نیت ہو، دوسری نذر کی نیت ہی نہ ہو۔

پہلی صورت میں نذر منعقد نہیں ہوگی، اور دوسری صورت میں نذر منعقد ہوجائے گی، کیونکہ الفاظ سے ان کے عرفی معنی ثابت ہونے کے لئے نیت ضروری نہیں ہے، اس لئے فقہاء کرام کی عبارات میں نذر منعقد ہونے کے لئے نیت کی قید نہیں ہے۔(۱)

نذر والدہ مریم علیہا السلام

''مریم علیہا السلام کی والدہ کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نفاس میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا

''حیض میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ننگے سر نکلنے کی نذر ماننا

ننگے سر نکلنے کی نذر ماننا درست نہیں ہے، کیونکہ ننگے سر نکلنا معصیت اور گناہ ہے،

(۱) ولا یشترط للنذر صیغة خاصة، فیلزم بکل لفظ دال علی الالتزام ولو لم یذکر فیه لفظ النذر... والنذر عمل اللسان۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۴۷،۱۴۹/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، أقسام النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

الأیمان مبنية علی الألفاظ لا علی الأغراض۔ (قوله: الأیمان مبنية علی الألفاظ) أی الألفاظ العرفية... وقوله: لا علی الأغراض أی المقاصد والنیات۔ (الدر مع الرد: (۷۴۳/۳)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والإتیان والرکوب وغیر ذلک، ط: سعید)

احسن الفتاوی: (۴۸۷/۵)، کتاب الأیمان، ط: سعید۔

معصیت اور گناہ کی نذر منعقد نہیں ہوتی۔ (۱)

نیکی اور تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر ماننا

نیکی اور اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر ماننا یعنی نذر ماننے والا نذر کو ایسی شرط پر معلق کر دیتا ہے جس کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، اس کو "نذر التبرر" اور "نذر المجازاة" بھی کہتے ہیں، جیسے کسی نے کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دی تو میں روزہ رکھوں گا" یا یہ کہا کہ "اگر میرا گم شدہ بیٹا واپس آ گیا تو میں حج کروں گا" اس کا حکم یہ ہے کہ شرط کے پائے جانے پر نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ (۲)

(۱) عقبة بن عامر: نذرت اختي أن تمشي إلى بيت الله حافية، فأمرتني أن أستفتي لها النبي ﷺ فاستفتيته، فقال: لتمش ولتركب... وفي رواية: حافية غير مختمرة، فقال: مروها فلتختمر ولتركب، ولتصم ثلاثة أيام۔ (جمع الفوائد: (۵۲۵/۲)، كتاب النذر، ط: إدارة القران)

سنن النسائي: (۱۴۶/۲)، كتاب الأيمان والنذور، إذا حلفت المرأة لتمشي حافية غير مختمرة، ط: قديمي۔

سنن أبي داؤد: (۱۱۲/۲)، كتاب الأيمان والنذور، باب من راى عليه كفارة إذا كان في معصية، ط: رحمانيه۔

(فلتختمر) لأن كشف رأسها عورة وهي معصية لا نذر فيها۔ (عون المعبود: (۸۹/۹)، كتاب الأيمان والنذور، باب من راى عليه كفارة إذا كان في معصية، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) نذر التبرر: وهو مايقصد الناذر به فعل قربة من صلاة أو صيام ونحو ذلك، فالتبرر ماخوذ من البر، لأن الناذر يطلب به البر والتقرب إلى الله تعالى، وينقسم نذر التبرر إلى قسمين: أحدهما أن يعلق النذر على حصول شئ مرغوب فيه كقوله: إن شفى الله مرضي فلله علىّ أن أصوم أو أصلي ويسمى هذا القسم نذر المجازاة: لأنه وقع في نظير جزاء۔ وثانيهما: أن لا يعلق النذر على شئ كأن يقول ابتداء: فلله علىّ أن أصوم أو أصلي... فأما نذر التبرر فيفترض وفاءه بقسميه۔ (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: (۱۴۰/۲، ۱۴۱)، كتاب اليمين، مباحث النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

الفقه الإسلامي وادلته: (۴۷۷/۳)، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: دار الفكر۔

الموسوعة الفقهية: (۱۴۲/۴۰)، حرف النون، نذر، أقسام النذر، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية۔

و

واپس کردی چیز عیب کی وجہ سے

''عیب کی وجہ سے خریدار نے چیز واپس کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

واجب نماز کی نذر

واجب نماز کی نذر درست نہیں کیونکہ جو نماز پہلے سے واجب ہے اس کو نذر مان کے دوبارہ واجب کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۱)

وتر کی نماز کی نذر

وتر کی نماز کی نذر درست نہیں ہے کیونکہ وہ پہلے سے اس پر واجب ہے اور جو چیز پہلے سے واجب ہے اس کو دوبارہ واجب کرنا ناممکن ہے۔ (۲)

وجوب اور اداء

وجوب کبھی کامل ہوتا ہے اور کبھی ناقص، اسی طرح اداء کبھی کامل ہوتا ہے اور

---

(۱) ولا یصح نذر الواجبات: لأن ایجاب الواجب محال۔ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۴)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

البحر العمیق: (۲۲۳۱/۴)، الباب السابع عشر: فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان المکتبة المکیة۔

بدائع الصنائع: (۹۰/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید۔

(۲) قال صاحب البدائع: ولا یصح النذر بشیء من الواجبات سواء کان عیناً کالوتر وصدقة الفطر ... أو علی سبیل الکفایة ... لأن إیجاب الواجب لا یتصور۔ (البحر العمیق: (۲۲۳۱/۴)، الباب السابع عشر فی النذر بالحج والحلف به، ط: مؤسسة الریان، المکتبة المکیة)

بدائع الصنائع: (۹۰/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فانواع، ط: سعید۔

مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: (ص: ۶۹۲)، کتاب الصوم: باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی۔

کبھی ناقص۔ اور اداء وجوب کے برابر یا اس سے اعلیٰ اور بہتر ہونا چاہئے۔ اور اس اعتبار سے وجوب اور اداء کی چار صورتیں ہیں:

❶ وجوب اور اداء دونوں کامل ہوں تو نذر ادا ہوجائے گی، جیسے ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) کے علاوہ باقی دنوں میں روزے کی نذر مانی اور انہی دنوں میں سے کسی دن میں روزہ رکھ لیا تو یہ وجوب اور اداء دونوں اعتبار سے کامل ہے اور دونوں برابر ہیں۔

❷ وجوب اور اداء دونوں اعتبار سے ناقص ہو تو بھی نذر ادا ہوجائے گی جیسے ایام منہیہ میں روزے رکھنے کی نذر مانی اور ایام منہیہ میں ہی روزے رکھ لئے، تو یہ وجوب اور اداء دونوں اعتبار سے ناقص ہے اور اس صورت میں بھی وجوب اور اداء دونوں برابر ہیں۔

❸ وجوب ناقص ہو اور اداء کامل ہو، تو بھی نذر ادا ہوجائے گی جیسے ایام منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر مانی اور دوسرے ایام میں روزہ رکھ لیا، تو اس صورت میں اداء وجوب سے بہتر اور افضل ہے لہٰذا نذر اداء ہوجائے گی۔

❹ وجوب کامل ہو اور اداء ناقص ہو تو اس صورت میں نذر کی ادائیگی درست نہیں ہوگی کیونکہ ادا کا درجہ وجوب کے درجہ سے کم تر ہے، جیسے ایام منہیہ کے علاوہ کسی اور دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور ایام منہیہ میں روزہ رکھا تو ادائیگی درست نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) ولو نذر صوم الأیام المنهیة... صح... ولکنه أفطر الایام المنهیة وجوباً... وإن صامها خرج عن العهدة۔ (قوله: خرج عن العهدة) لأنه أداه کما التزم، بحر۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۳، ۴۳۴)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم وما لایفسده، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، مطلب فی الکلام علی النذر، ط: سعید)

ومبنی جواز صوم هذه الأیام وعدم جوازه ان ما وجب کاملاً لایتادی ناقصاً وما وجب ناقصاً جاز أن یتادی ناقصاً۔ (العنایه شرح الهدایة: (۲/ ۳۰۱)، کتاب الصوم: فصل فیما یوجبه علی نفسه، ط: رشیدیه)=

وصیلہ

وصیلہ: ایک اونٹنی سے جب پہلی مرتبہ مادہ بچہ پیدا ہوتا اور اس کے بعد دوبارہ مادہ بچہ پیدا ہوتا تو لوگ ایسی اونٹنی کو بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے کیونکہ اونٹنی کی دوسری بچی پہلی والی بچی کے ساتھ متصل پیدا ہوئی، درمیاں میں مذکر بچہ کا وقفہ نہیں ہے۔ (۱)

وضو کرنے کی نذر

وضو کی نذر درست نہیں کیونکہ وضو خود عبادت مقصودہ نہیں لہذا اگر کسی نے ہر نماز کے لئے وضو کرنے کی نذر مانی تو نذر درست نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ وضو کی جنس میں سے واجب موجود ہے لیکن ہر نماز کے لئے وضو کرنا کسی صورت میں بھی واجب نہیں ہے، اور معذور کے لئے نماز کے ہر وقت میں

= والاصل فی هذا أن مطلق النذر يتناول الكامل، فلا يخرج عن عهدة النذر فيه بالناقص وأما إذا كان نذره مضافاً إلى الناقص فيؤدى به، لأنه ما التزم إلا هذا القدر وقد أدى كما التزم (الكفاية شرح الهداية: (۲/ ۳۰۰)، كتاب الصوم، فصل فيما يوجبه على نفسه، ط: رشيديه)

ما وجب كاملاً لا يتادى بالناقص كالصوم المنذور المطلق أو صوم القضاء لا يتأدى فی أيام النحر والتشريق... فإذا غربت الشمس فی أثناء الصلاة لم يفسد العصر، لأنه ما بعد الغروب كامل كما دل فيه: لأنه ما وجب ناقصاً يتادى كاملاً بطريق الأولى. (البناية شرح الهداية: (۲/ ۲۳)، كتاب الصلاة: باب المواقيت، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن سعيد بن المسيب قال:... والوصيلة: الناقة البكر، تبكر فی أول نتاج الإبل، ثم تثنى بعد بأنثى، وكانوا يسيبونها لطواغيتهم، إن وصلت إحداهما بالأخرى ليس بينهما ذكر. (صحيح البخاری: (۲/ ۶۶۵)، كتاب التفسير، باب قوله: ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام، ط: قديمی)

السنن الكبرى للبيهقی: (۱۰/ ۹)، كتاب الضحايا، باب ما حرم المشركون على انفسهم، ط: إدارة تاليفات اشرفية.

صحيح ابن حبان: (۱۴/ ۱۵۵)، رقم الحديث: ۶۲۶۰)، كتاب الذبائح: باب بدء الخلق، ذكر الإخبار عن أول من سيب السوائب فی الجاهلية، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت.

وضو کرنا واجب ہے ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب نہیں۔ (۱)

وضو کے بغیر نماز پڑھنے کی نذر

اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ ''میں وضو کے بغیر نماز پڑھوں گا'' تو اس کی یہ نذر صحیح نہیں ہے کیونکہ وضو کے بغیر نماز کسی صورت میں بھی عبادت نہیں ہے، اور وضو کے بغیر نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (۲)

وعظ کرنے نذر

اگر کسی نے کسی جگہ پر وعظ یا تدریس کرنے کی نذر مانی تو ایسی نذر منعقد نہیں ہوگی کیوں کہ یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، اور اس کی جنس سے واجب بھی موجود نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) واعلم بانهم صرحوا بأن شروط لزوم النذر ثلاثة: كون المنذور ليس بمعصية وكونه من جنسه واجب، وكون الواجب مقصوداً لنفسه، قالوا: فخرج بالأول النذر بالمعصية ۔ والثاني نحو عيادة المريض۔ والثالث ما كان مقصوداً لغيره حتى لو نذر الوضوء لكل صلاة لم يلزم۔ (البحر الرائق: (۲ /۲۹۴)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، فصل عقد: لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي۔

الدر مع الرد: (۷۳۵/۳)، كتاب الايمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد۔

(۲) ولو ان رجلا قال: لله على ان اصلي ركعتين بغير وضوء أو بغير قراءة، قال: لا يلزمه شئي في قول زفر وقال ابو يوسف يلزمه الصلوة الصحيحة ۔ وقال محمد في قوله بغير وضوء لا يلزمه شئ وفي قوله بغير قراءة يلزمه صلوة صحيحة۔ (عيون المسائل: (ص: ۴۰)، باب النذور، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

فتاوى النوازل: (ص ۱۵۴)، كتاب الأيمان، فصل في النذور، ط: مكتبه اسلاميه۔

كتاب التجنيس والمزيد: (۱۲۱/۲)، كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل في النذور، ط: إدارة القرآن۔

(۳) ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً بشرط وكان من جنسه واجب، وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر... ولم يلزم الناذر ماليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد... لأنه ليس من جنسها فرض مقصود۔ (الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، كتاب الأيمان، مطلب في احكام النذر، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۸۲/۵)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵۸/۲)، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ط: سعيد۔

مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۹۲)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء، ط: قديمي۔

وقت اور زمان کا اعتبار ہے نذر مطلق میں

"نذر معلق میں وقت کا اعتبار ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وقف کی نذر

وقف کی نذر صحیح ہے مثلاً ایک آدمی نے نذر مانی کہ میں فقراء مساکین کے لئے اتنی زمین وقف کروں گا تو نذر درست ہے، اسے پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ وقف عبادات مقصودہ میں سے ہے، اور اس کی جنس میں سے مسجد کے لئے جگہ وقف کرنا واجب ہے۔ (١)

وقف مسجد کی نذر

"مسجد کے لئے جگہ وقف کرنے کی نذر ماننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وقوف عرفہ کی نذر

☆...... وقوف عرفہ مستقل عبادات اور قربت نہیں ہے بلکہ حج کے تابع ہے اور حج کے علاوہ عام اوقات میں وقوف عرفہ نفلی طور پر کرنا ثابت نہیں، اس لئے وقوف عرفہ کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (٢)

---

(١) فإن قلت: ينبغي أن لا يصح النذر بالوقف؛ لأنه ليس من جنسه واجب۔ قلت: بل من جنسه واجب، فإنه يجب أن يتخذ الإمام للمسلمين مسجداً من بيت المال أو من مالهم إن لم يكن لهم بيت المال۔ (فتح القدير: (٦/٢٢٣)، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

(قول الشارح ووقف) صحة النذر بالوقف من جهة أنه تصدق بالمنفعة فإنه عبادة مقصودة۔ (التحرير المختار للرافعي: (٢/١٥)، كتاب الأيمان، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر: (٤/٤٩٨)، كتاب الأيمان، ط: رشيديه۔

(٢) ومنها أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المرضى وتشييع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول مسجد ومس المصحف... وغير ذلك وإن كانت قربا لأنها ليست بقرب مقصودة۔ (بدائع الصنائع: (٥/٨٢)، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)=

☆...... وقوف عرفہ کی نذر درست نہیں اس لئے اگر کسی نے وقوف عرفہ کی نذر کی تو نذر منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ وقوف عرفہ نفلی طور پر ادا کرنا شریعت سے ثابت نہیں، لہٰذا وہ عبادت مقصودہ نہیں۔ (۱)

وقوف عرفہ کے بغیر حج کی نذر

''طواف زیارت کے بغیر حج کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

وقوف مزدلفہ کی نذر

وقوف مزدلفہ مستقل عبادت اور قربت نہیں بلکہ حج کے تابع ہے، اور حج کے علاوہ باقی اوقات میں وقوف مزدلفہ نفلی عبادت کے طور پر کرنا ثابت نہیں اس لئے ''وقوف مزدلفہ'' کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (۲)

وقوف منیٰ کی نذر

وقوف منیٰ مستقل عبادت اور قربت نہیں بلکہ حج کے تابع ہے، اور حج کے علاوہ باقی اوقات میں وقوف منیٰ نفلی عبادت کے طور پر کرنا ثابت نہیں، اس لئے ''وقوف منیٰ'' کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (۳)

ولادت میں سہولت کے لئے نذر ماننا

بیوی کے حاملہ ہونے کے بعد شوہر یا بیوی نے یہ نذر مانی کہ ''اگر ولادت خیر وخوبی سے ہوگئی تو اس خوشی میں غریبوں کو اتنی رقم دوں گا یا ایک جانور ذبح کروں گا''

= البحر الرائق: (۵۸/۲)، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۷۳۶/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید۔

(۱، ۲، ۳) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔ (ومنھا أن یکون قربۃ مقصودۃ،)

پھر بچے کی ولادت خیر وخوبی کے ساتھ ہوگئی تو نذر پوری کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

ولد الزنا کا حکم اولاد کی نذر میں

''اولاد کی نذر میں ولد الزنا کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ولی کے نام پر بکرا ذبح کرنے کی نذر

کسی ولی کے نام پر بکرا یا جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے، اور ایسی نذر کو پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے، مثلاً کسی نے کسی بزرگ کے مزار میں جا کر نذر مانی کہ اے بزرگ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں آپ کے نام پر بکرا یا کوئی جانور ذبح کروں گا، پھر اس کا کام ہوگیا تو اس آدمی کے لئے بزرگ کے نام بکرا وغیرہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور یہ نذر بھی صحیح نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) لقوله تعالی: ولیوفوا نذورهم۔ (سورة الحج: ۲۹)

ثم إن علقه بشرط یریده کإن قدم غائبی أو شفی مریضی، یوفی وجوباً إن وجد الشرط۔ (الدر مع الرد: (۷۳۸/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط: سعید)

وقد قال علیه الصلاة والسلام: من نذر أن یطیع الله، فلیطعه۔ وقال علیه الصلاة والسلام: من نذر وسمی، فعلیه وفائه بما سمی۔ (بدائع الصنائع: (۸۳/۵)، کتاب النذر، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط: سعید)

عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: من نذر أن یطیع الله، فلیطعه ومن نذر أن یعصیه فلا یعصیه۔ (الصحیح للبخاری: (۹۹۱/۲)، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فی الطاعة، ط: قدیمی)

(وإن علق النذر بشرط فوجد الشرط، فعلیه الوفاء بنفس النذر لإطلاق الحدیث) الذی رویناه من البخاری وغیره فإنه أمر بذلک من غیر تقیید بمنجز ولا معلق۔ (فتح القدیر: (۳۷۵/۴)، کتاب الأیمان، فصل فی الکفارة، ط: رشیدیه)

(۲) ولا بد للناذر من أن ینذر لله تعالی، فلا یحل النذر لولی ولا لمقرب وإن وقع یکون باطلاً۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۳۹/۲)، کتاب الیمین، مباحث النذر، ط: دار احیاء التراث العربی)

واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرباً إلیهم فهو بالاجماع باطل وحرام۔ (قوله: تقرباً إلیهم) کأن یقول =

ولی کا نام رکھنے کی نذر

''پیغمبر کا نام رکھنے کی نذر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ولیمہ میں گائے ذبح کر کے دعوت کھلانے کی نذر ماننا

اگر کسی نے گائے ذبح کر کے ولیمہ کی دعوت میں کھلانے کی نذر مانی تو وہ گوشت صرف غرباء اور مساکین کو کھلا سکتا ہے، امراء اور مالداروں کو کھلانا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

=یا سیدی فلان إن ردغائبی أو عوفی مریضی أو قضیت حاجتی فلک من الذهب أو الفضة أو من الطعام أو الشمع أو الزیت کذا، بحر۔ (قوله:باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق۔ ومنها أن المنذور له میت والمیت لا یملک۔ ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی النذر الذی یقع للأموات من اکثر العوام... الخ، ط:سعید)

البحر الرائق: (۹۸/۲)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، فصل عقد: لبیان ما یوجبه العبد علی نفسه، ط:سعید۔

(۱) قال الله تعالیٰ "انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل الله وابن السبیل" سورة التوبة (۶۰)

مصرف الزکوة... وهو ایضا مصرف لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة (الدر مع الرد: (۳۳۹/۲)، کتاب الزکوة، باب المصرف، ط:سعید)

نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینوی ابناء السبیل (الدر المختار) قلت: وینبغی ان یصح اذا نوی ابناء السبیل، لأنهم محل الزکوة (رد المحتار: (۷۳۸/۳)، کتاب الأیمان، مطلب فی احکام النذر، ط:سعید)

ہاتھ پھیرنا بکرے وغیرہ پر

معصیت یا بیماری وغیرہ کو دفع کرنے کے لئے مطلق صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ فائدہ کی بات ہے، لیکن صدقہ کے لئے صرف بکرے کو خاص کرنا یا بکرے پر بیمار کا ہاتھ پھروا کر بکرے کو ذبح کرنا یہ شریعت سے ثابت نہیں ہے، زندہ بکرا بھی غریب کو دینا درست ہے، بکرے کے علاوہ دوسرا جانور بھی صدقہ کے طور پر دینا جائز ہے اور اگر بکرے کی جگہ پر اس کی قیمت صدقہ کرنا چاہے تو قیمت کی رقم بھی صدقہ کرنا درست ہے، بلکہ قیمت دینا زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

ہبہ

اگر کسی نے کہا کہ "میرا مال مساکین پر ہبہ ہے" تو اس سے نذر منعقد نہیں ہو گی ہاں اگر ہبہ سے اس نے صدقہ کرنے کی نیت کی تھی تو نذر منعقد ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حصنوا اموالکم بالزکاۃ، وداؤوا مرضاکم بالصدقۃ واعدوا للبلاء الدعاء۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۰/ ۱۲۸)، رقم (۱۰۱۹۶)، من اسمہ: عبداللہ، ط: مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاهرۃ)

ثم ان المعتبر عند محمد الأنفع للفقیر من القدر والقیمۃ۔ (شامی: (۲/ ۲۸۵)، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ط: سعید)

فلابدّ من اعتبار منفعۃ الفقراء عند التقویم (المبسوط للسرخسی (۲/ ۱۹۱)، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ط: دار المعرفۃ)

(۲) رجل قال: "مالی هبۃ فی المساکین لا یصح ذلک إلا أن ینوی الصدقۃ۔ (الفتاوی التاتارخانیۃ: (۵/ ۳۷)، کتاب الأیمان، الفصل السادس والعشرون: فی النذور، ط: قدیمی)

الفتاوی الهندیۃ: (۲/ ۶۶)، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمیناً وما لا یکون یمیناً، الفصل الثانی فی الکفارۃ، ط: رشیدیہ۔=

ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کی نذر ماننا

"جمعرات کو روزہ رکھنے کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہر دن دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر ماننی

اگر کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو ہر دن دو رکعت نماز پڑھوں گا، اور وہ کام ہوگیا تو شرط پائی جانے کی وجہ سے ہر دن دو رکعت نماز پڑھنا اس پر واجب ہوگا، اور اگر کسی دن یہ نماز چھوٹ جائے تو دوسرے دن قضا کرنی ہوگی، تاہم اگر موت کے وقت تک نذر کی سب نمازیں ادا نہیں کرسکا، تو اس کے لئے یہ وصیت کرنا ضروری ہے کہ انتقال کے بعد ہر دو رکعت کے بدلے میں ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت فدیہ کے طور پر ادا کی جائے، اور زندگی میں فدیہ ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۱)

= قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۶/۲)، کتاب الأیمان، فصل فی الیمین بالصوم والصدقة ونحو ذلک، ط: رشیدیه۔

(۱) ولیوفوا نذورهم (الحج ۲۹)

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه فی حدیث طویل... فیه: فلما بلغ ذلک نذرت إن الله جاء بابنی أن أمشی إلی الکعبة، فجاء مریضاً فمات فما تری؟ فقال ابن عمر رضی الله عنه: أولم تنهوا عن النذر إن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: النذر لا یقدم شیئاً ولا یؤخره، فإنما یستخرج به من البخیل، أوف بنذرک۔ (المستدرک للحاکم: (۸/ ۲۷۹۴)، (و ۳۰۴/۴)، (رقم ۷۸۳۷)، کتاب النذر، ط: دار المعرفة)

قوله علیه السلام: من نذر وسمی فعلیه الوفاء بما سمی، وکلمة علی تفید الإیجاب۔ (الفقه الإسلامی وادلته: (۲۵۶۰/۴)، الباب السادس: الأیمان والنذور والکفارات، الفصل الثانی: النذور، ط: رشیدیه)

ولو مات وعلیه صلوات فائتة، وأوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر... وانما یعطی من ثلث ماله... وأما اذا لم یوص فتطوع بها الوارث، فقد قال محمد فی الزیادات: انه یجزیه ان شاء الله تعالی۔ (شامی: (۷۲/۲)، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب فی إسقاط الصلاة عن المیت، ط: سعید) =

ہر سال روزہ واجب ہے

اگر کسی نے نذر مانی کہ ''مجھ پر ہر سال روزہ واجب ہے یہاں تک کہ میرا بیٹا حج سے واپس آجائے'' پھر بیٹے کا وہیں انتقال ہو گیا تو اس کی نذر باطل ہے۔ (۱)

ہزار حجوں کی نذر

اگر کسی نے ہزار حجوں کی نذر مانی تو ہزار حج واجب نہیں ہوں گے بلکہ جتنے سال وہ زندہ رہے گا اتنے حج واجب ہوں گے۔ (۲)

ہزار روپے صدقہ کرے گا

اگر کسی نے کہا کہ ''میں ایک ہزار روپے صدقہ کروں گا'' یہ نہیں کہا کہ اپنے

= وكذا إذا نذر أن يصلي نافلة فانه يجب عليه الوفاء، لأن الصلاة من جنسها واجب، وهو الصلوات الخمس، (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۱۳۵)، كتاب اليمين، أقسام النذر، ط: دار احياء التراث العربي)

وان كان النذر معلقا بشرط: ان شفى الله مريضي أو ان قدم فلان الغائب فلله عليّ صوم شهر أو صلاة ركعتين، فاذا وجد الشرط فعليه الوفاء بالنذر نفسه، لأن المعلق بالشرط كالمنجز۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۴/۲۵۶۷، ۲۵۶۸)، الباب السادس: الأيمان والنذور والكفارات، الفصل الثاني: النذور، ط: رشيديه)

الفتاوى التاتارخانية: (۶/۲۸۲)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون النذور، ط: مكتبه زكريا۔

ولو فدى عن صلاته في مرضه لا يصح بخلاف الصوم... وفي القنية: ولا فدية في الصلاة في حالة الحياة بخلاف الصوم، قلت: وجه ذلك أن النص إنما ورد في الشيخ الفاني أنه يفطر ويفدي في حياته۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/۷۴)، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، ط: سعيد)

(۱) وفي تجنيس الناصري: ولو قال: "لله علي صوم كل سنة حتى يعود ابني من الحج "فمات هناك بطل نذره عند أبي حنيفة ومحمد، كما في مسألة الكوز۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۲/۴۰۹)، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر: في النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية)

(۲) ''حج ایک ہزار کرنے کی نذر'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

مال سے ایک ہزار روپے صدقہ کروں گا" تو وہ اس صورت میں ہر حال میں ایک ہزار روپے کا صدقہ کرے گا خواہ اس کی ملکیت میں فی الحال ایک ہزار ہوں یا بالکل نہ ہوں یا کم ہوں۔ (۱)

ہزار مساکین پر صدقہ کرنے کی نذر

اگر کسی نے ایک ہزار مساکین پر صدقہ کرنے کی نذر مانی، پھر جتنی مقدار صدقہ کرنے کی نذر مانی تھی وہ سب ایک مسکین کو دے دی تو درست ہے اس کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی۔ (۲)

ہفتوں کی نذر

"دنوں کی نذر" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہفتہ کی نذر

اردو زبان میں ہفتہ کے دو مطلب ہوتے ہیں، ایک تو ہفتہ کا اطلاق جمعہ کے بعد اتوار سے پہلے ایک خاص دن پر ہوتا ہے، دوسرے سات دنوں کے مجموعے کو ہفتہ کہتے ہیں، اگر کسی نے "ہفتہ" روزہ رکھنے کی نذر مانی تو نذر ماننے والے کے الفاظ

---

(۱) (قوله: ولو لم يكن له شئى لا يجب شئى) الظاهر أن التعليق ليس بشرط حتى لو نجز النذر فقال: على أن أتصدق بألف درهم كان الحكم كذلك، فإن كان يملك دونها يلزمه التصدق وإن لم يكن عنده شئى لا يلزمه فراجع رحمتي. (تكمله رد المحتار: (۴۵/۷)، كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب لو قال إن فعلت كذا فما أملكه صدقة فالحيلة في الفعل وعدم الحنث الخ، ط: سعيد)

(۲) وفي الحجة: نذر بالتصدق على ألف مسكين فتصدق على مسكين بالقدر الذي التزم يخرج عن العهدة. (الفتاوى التاتارخانية: (۳۴/۵)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون: في النذور، ط: قديمي)

الفتاوى الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يميناً وما لا يكون يميناً، الفصل الثاني في الكفارة، ط: رشيديه.

رسائل ابن نجيم: (ص: ۳۹۲)، الرسالة الخامسة والثلاثون في النذر بالتصدق، ط: دار السلام.

سے مطلب کی تعیین کی جائے گی، مثلاً اگر نذر ماننے والے نے نذر مانتے ہوئے کہا کہ ''میں ایک ہفتہ روزہ رکھوں گا'' تو ان الفاظ سے سات دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا مراد ہے، اور اگر یوں نذر مانی کہ ''میں ہفتے کو روزہ رکھوں گا'' تو اس سے مراد جمعہ کے بعد اتوار سے پہلے سینچر کا دن ہوگا، اور اس صورت میں ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ (۱)

ہلالی مہینہ

مہینہ ہلالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں چاند کا حساب کیا جائے گا، اگر مہینہ انتیس دنوں کا ہے تو انتیس دن، اور اگر تیس دنوں کا ہے تو تیس دن۔ (۲)

(۱) ولو قال: لله علىّ أن أصوم جمعة، إن أراد بها أيام الجمعة أو لم تكن له نية، يلزمه صوم سبعة أيام، وإن أراد بها يوم الجمعة يلزمه يوم الجمعة، لأنه نوى حقيقة كلامه۔ (البحر الرائق: (۲/ ۲۹٦)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲/ ۴۳۹)، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب فى النذر الذى يقع للأموات من أكثر العوام... الخ، ط: سعيد۔

وإذا قال: لله علىّ أن أصوم جمعة، إن أراد أيام الجمعة يلزمه صوم سبعة أيام، وإن أراد يوم الجمعة، يلزمه يوم الجمعة، وإن لم تكن له نية يلزمه صوم سبعة أيام، لأن الجمعة تذكر ويراد بها يوم الجمعة والأيام السبعة، ولكن الأيام السبعة أغلب فانصرف المطلق إليه۔ (المحيط البرهانى: (۳/ ۳٧٦)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى التاتارخانية: (۲/ ۴۰٦)، كتاب الصوم، الفصل الحادى عشر فى النذور، ط: دائرة المعارف العثمانية۔

(۲) والشهر قد يكون ثلاثين يوماً وقد يكون تسعة وعشرين يوماً بدليل ماروى عن النبى ﷺ أنه قال: الشهر هكذا، وهكذا، وهكذا، وأشار بأصابع يديه كلها، ثم قال: الشهر هكذا، وهكذا، وهكذا وحبس إبهامه فى المرة الثالثة۔ (بدائع الصنائع: (۳/ ۱۹۵)، كتاب الطلاق، فصل وأما بيان مقادير العدة وما تنقضى به، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (۲/ ۸۲)، كتاب الصوم، فصل وأما شرائطها، ط: سعيد۔

وحاصله أن الاعتبار بالهلال فقد يكون تاماً ثلاثين وقد يكون ناقصاً تسعاً وعشرين (شرح المسلم للنووى: (۱/ ۳۴٧)، كتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال الخ، ط: قديمى)=

ہلاک ہوگئی چیز

''عیب کی وجہ سے خریدار نے چیز واپس کر دی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہمیشہ اس دن روزہ رکھوں گا جس دن فلاں آئے گا

''جس دن فلاں آئے گا میں ہمیشہ اس دن روزہ رکھوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر

اگر کسی نے عمر بھر اور ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لی تو نذر منعقد ہو جائے گی، البتہ ایسی بھاری نذر ماننے سے بچنا چاہئے، اس نذر کا حکم یہ ہے کہ نذر ماننے والا جب تک زندہ ہے روزے رکھتا رہے، اور ایام منہیہ (عیدین اور ایام تشریق) میں چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر ایام منہیہ میں روزے نہ رکھے تو ہر دن کے عوض صدقۂ فطر کے برابر فدیہ دے دے، ان کے علاوہ باقی ایام کا روزہ رکھنا لازم ہے، عذر کے بغیر روزہ نہ رکھنا گناہ ہے اور اس کی قضاء کی بھی کوئی صورت نہیں ہے، اس کا بدل صرف فدیہ ہے، ہاں اگر شیخ فانی بن گیا اتنا بوڑھا اور کمزور ہو گیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں یا کسی وجہ سے مزید روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی تو ان صورتوں میں سب روزوں کی طرف سے قسم کا ایک کفارہ ادا کر دے یعنی صبح شام دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے جن کو صبح کھلایا ان کو شام کو بھی کھلا دے، یا ایک مسکین کو صبح شام دس دن تک کھلا دے۔[1]

= بذل المجهود: (١٠٤/١١)، كتاب الصيام، باب الشهر قد يكون تسعاً وعشرين، ط: دار الكتب العلمية۔

(١) وإذا نذر أن يصوم يوم كذا ما عاش ثم كبر وضعف عن الصوم يطعم مكان كل يوم مسكيناً، وفي الحجة: قال الحجة رحمه الله: والفتوى على أنه يفطر ويكفر يمينه باطعام عشرة مساكين ويخرج عن العهدة لقوله عليه السلام: " النذر يمين وكفارته كفارة يمين " وإن لم يقدر لعسرته على الطعام=

ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لی اعتکاف کیسے کرے

اگر کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لی، تو اس کے ساتھ نذر والا اعتکاف ادا نہیں ہوسکے گا، چونکہ اس کو ہمیشہ کے لئے نذر کا روزہ رکھنا ہے، لہذا درمیان میں اعتکاف کے لئے بیٹھ جانے سے اعتکاف ادا نہیں ہوگا، بلکہ ادائیگی کی کوئی صورت بھی نہیں ہوگی، ایسے آدمی پر اعتکاف کے روزوں کا فدیہ دینا لازم ہے، اور اعتکاف نہ کرنے پر توبہ استغفار کرنا لازم ہے۔ (۱)

= یستغفر اللہ تعالیٰ... ومن جنس ہذہ المسألۃ: إذا قال: للہ علیّ أن أصوم أبداً، فضعف عن الصوم لاشتغالہ بالمعیشۃ کان لہ أن یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع من الحنطۃ۔ (الفتاوی التاتارخانیۃ: (۲/ ۴۰۹)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: دائرۃ المعارف العثمانیۃ)

المحیط البرھانی: (۳/۳۷۸)، کتاب الصوم، الفصل الحادی عشر فی النذور، ط: إدارۃ القرآن۔

الدر مع الرد: (۲/ ۴۲۸)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، مطلب فی صوم الستۃ من شوال، ط: سعید۔

(ولو نذر صوم الأیام المنھیۃ أو (صوم ہذہ) السنۃ صح) مطلقاً علی المختار... (و) لکنہ (أفطر) الأیام المنھیۃ (وجوباً) وقضاھا وإن صامھا خرج عن العھدۃ) مع الحرمۃ۔ (قولہ: أو صوم ہذہ السنۃ) أشار بہ إلی أنہ لا فرق بین أن یذکر المنھی عنہ صریحاً کیوم النحر أو تبعاً کصوم غد فإذا ھو یوم النحر أو ہذہ السنۃ أو سنۃ متتابعۃ أو أبداً کما فی: ح عن القھستانی۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/ ۴۳۳، ۴۳۴)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، فصل فی العوارض، مطلب فی الکلام علی النذر، ط: سعید)

(۱) (فلو نذر اعتکاف شھر رمضان لزمہ وأجزأہ) صوم رمضان (عن صوم الاعتکاف) (قولہ: فلو نذر اعتکاف شھر رمضان) الظاھر أن مثلہ ما إذا نذر صوم شھر معین ثم نذر اعتکاف ذلک الشھر أو نذر صوم الأبد ثم نذر اعتکافاً فلیتأمل ویراجع اھ ح۔ قلت: وجہ التأمل ما ذکروا من أن الصوم المقصود للاعتکاف إنما سقط فی رمضان لشرف الوقت کما یأتی تقریرہ والشرف غیر موجود فی الصوم المنذور۔ (الدر مع الرد: (۲/۴۴۳)، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ط: سعید)

وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی) وجوباً... ھذا إذا کان الصوم أصلاً بنفسہ وخوطب بأدائہ۔ (قولہ: ھذا) أی وجوب الفدیۃ علی الشیخ الفانی ونحوہ۔ (قولہ: أصلاً بنفسہ) کرمضان وقضائہ والنذر کما مر فیمن نذر صوم الأبد، وکذا لو نذر صوماً معیناً فلم یصم حتی صار فانیاً جازت لہ الفدیۃ۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۲۷)، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ط: سعید) =

= وقال الرملی: وفی جامع الفتاوی ولو ضعف عن الصوم لاشتغاله بالمعیشة فله أن یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع اھ۔ أی إذا لم یدرک عدة من أیام آخر یمکنه الصوم فیها۔ (شامی: (۴۲۰/۲)، کتاب الصوم، قبیل فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: سعید)

الموسوعة الفقهیة: (۱۷/ ۱۷۷)، حرف الحاء، مادة: حرفة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة۔

یتیموں کے اکرام کی نذر

یتیموں کے اکرام کی نذر لازم نہیں ہے، کیونکہ اس کی جنس میں سے واجب موجود نہیں ہے، اور یہ عبادت مقصودہ بھی نہیں ہے، اس لئے اگر کسی نے یتیموں کے اکرام کرنے کی نذر مانی تو اس کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے، باقی یتیموں کا اکرام ثواب کا کام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (۱)

یمین نذر میں

"نذر میں یمین" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) رجل قال: إن فعلت كذا فلله علی أن أضيف جماعة قريش لا يلزمه شئ۔ (الفتاوی التاتارخانية: (۵/ ۳۴)، كتاب الأيمان، الفصل السادس والعشرون فی النذور، ط: قديمی)

الفتاوی الهندية: (۶۶/۲)، كتاب الأيمان، الفصل الثانی فی الكفارة، ط: رشيديه۔

(ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقاً وكان من جنسه واجب أی فرض (وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر)... (ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد)... لأنه ليس من جنسها فرض مقصود۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۷۳۵، ۷۳۶)، كتاب الأيمان، مطلب فی احكام النذر، ط: سعيد)



بیت العمار کراچی
0302-2205466 | 0333-3845224